کارستانِ فصاحت

المعروف بہ

دیوانِ منتہی

یہہ دیوان تصنیفات سے جناب مرزا میتا بیگ صاحب رحمۃ اللہ المتخلص
منتہی لکھنوی شاگرد رشید جناب خواجہ حیدر علی صاحب مرحوم مغفور المتخلص
با آتش کا ہے جناب میر رستم علی صاحب تاجر نامور کتب حیدر آباد
نے بکمال جد و جہد حاصل کرکے بعد از اخذ حق تالیف ۱۲۹۵ سنہ میں چھپوائی

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین
طبع شد

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ درین زمان میمنت اقتران کلام فصاحت نظام دیوان بلاغت نبیان جناب میرزا میتا بیگ صاحب متخلص بہ فصاحت

کارستان فصاحت

۱۳۱۱ھ

حسب فرمائش سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب

در مطبع یوسفی دہلی طبع نمودہ شد
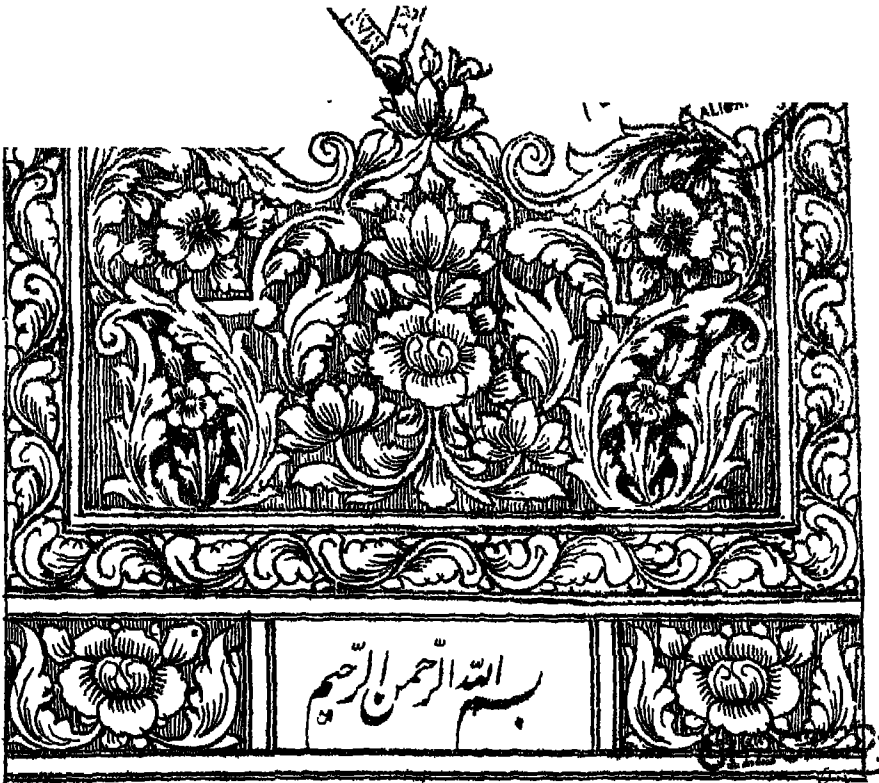
بعد حمد خدا و نعت رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار نباع سید رستم علے ابن سید ہاشم علی صاحب مرحوم تاجر کتب ساکن ہندوستان حال وارد شہرہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن۔ بخدمت سراپا برکت شاعران نازک خیال و واقفان رموز بیمثال ہر شہر و دیار مین گذارش کرتا ہے کہ ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے ہر ایک شخص مشتاق اور متلاشی اس امر کا تھا کہ شاعر نازک خیال جناب مرزا مستیا بیگ صاحب مرحوم لکھنوی المتخلص بہ منتہے شاگرد رشید جناب خواجہ حیدر علیصاحب مرحوم المتخلص بہ آتش صاحب کی تصنیف کہین نہ کہین سے ہمارے ہاتھ آجائے لیکن باوجود اس اشتیاق کثیر کے سب محروم تھے کیونکہ جناب منتہے صاحب نے غدر سے پہلے لکھنؤ مین جسقدر تصنیف فرمایا تھا وہ کل تصنیف جب غدر مین تلف ہوگئی تو بعد تاراجی لکھنؤ صاحب موصوف شہر باندہ تشریف لے گئے والیان باندہ نے بہت قدر و منزلت فرمائے اور زمرۂ مصاحبین خاص میں جگہ دی

قدرے اطمینان ہوا پھر تصنیف پر دل راغب ہوا تیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ یک بیک شہر مذکور پر بھی آفت آسمانی نازل ہوئے مجمع درہم وبرہم ہوگیا وہ تصنیف
بھی تلف ہوگئی پھر تو صاحب موصوف کشاں کشاں رونق افروز حیدرآباد دکن
ہوئے اور سرکار جناب مستطاب معلی القاب فیض بخش فیض رسان عالم و عالمیان
قدر افزائے شعرائے نکتہ سنجان جناب شہریار الملک بہادر مغفور مین ملازم ہوئے
اور بعد اسکے جناب نواب فیضمآب کوکب عالمتاب سپہر فضل وکمال شہاب پرانوار
سمائے جاہ و جلال یکہ تازِ عرصہ جرأت وشجاعت قدرانداز معرکہ رفعت و
مناعت معدنِ جود وسخا مخزنِ لطف وعطا یعنے نواب میر خیرات علیخان بہادر
المتخلص بہ سخی فرزندِ آغوشی روشن الدولہ بہادر مغفور برادر رئیس حیدرآباد
دکن بڑی دھوم دھام کے ساتھہ صاحب موصوف کے شاگرد ہوئے اور ماہوار
بھی قرار واقعی معین فرمائے اور اکل وشرب بھی صاحب موصوف کا
نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ قرار پایا اب کی مرتبہ تو صاحب موصوف کو دلجمعی
کامل طور کی حاصل ہوئے طبیعت تصنیف کی طرف مائل ہوئی صاحب موصوف ایسے
تیز طبع تھے اگر چاہتے تو ایسے اطمینان پر چند عرصہ مین مضامین نو کے انبار لگادیتے
لیکن بسبب پیرانہ سالی کے عرصہ دس سال مین بتیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ موت سدِ راہ ہوگئی یک بیک اس دنیائے فانی سے جانب ملکِ جاودانی رحلت
فرمائے ہرچند کہ نواب صاحب ممدوح بھی بباعث انکی تلمذی اور صحبت کے
فن شاعری مین کامل واکمل ہوگئے تھے لیکن ایسے استاد شفیق نازک خیال پر
گو کہ انتقال کرنے سے بیدل ہوگئے اور انکی تصنیف کی طرف اعتنا نہ فرمائی
تمام تصنیف انکی کرم خوردہ ہوگئی جب شائقین نے بہت اصرار کیا اور اکثر
کمترین نے بھی تقاضائے شدید کیا تو بدرجہ مجبوری نواب صاحب ممدوح نے سب کا

معروضہ قبول فرمایا اور جسقدر مسودے صاحب مرحوم کی تصنیف کے اُنکے کتبخانہ مین سے دستیاب ہوئے نواب صاحب ممدوح نے بہزار سعی وجانفشانی سلسلہ وار دُرست کرکے واسطے طبع کرانے کے مرحمت فرمایا - لہذا اِس کمترین نے بصرفِ زرِ کثیر صاحب موصوف کا دیوان طبع کرایا ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ فرمائین بامید نفع نقصان نہ اُٹھائین جس کو جسقدر جلدین درکار ہون اس کمترین سے طلب فرمائین فقط

رجسٹری

المشتہر

سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب
شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد آباد

اطلاع

ہنگام طبع دیوان جناب منشی صاحب جناب میر رستم علی صاحب نے تمام وکمال کا بیان راقم کو دکھایا ہین اگر کوئی غلطی رہگئی ہو تو سہو کاتب ہے یا قصور نظر راقم ہے کیونکہ بعض اشعار نظری مصنف بھی سہو کاتب سے لکھے گئے ہین

فقط

الراقم

میر خیرات علی [illegible] منشی مصحح دیوان ہذا

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نورِ حق دل میں اگر جلوہ کنان ہوجائیگا
شمع بزمِ راستی ہر استخوان ہوجائیگا

التجا ئے اہل دنیا شرکتِ ابلیس ہے
گر خدا ہے مہربان کل مہربان ہوجائیگا

پاک کرتا ہے کدورت آبِ باران برملا
اشک باری سے غبارِ دل نہان ہوجائیگا

تاب کیا خورشید محشر کی ملاوی مجھ و سے نکہ
ابرِ رحمت اُسکا مجکو سائبان ہوجائیگا

اُس چمن کی سیر کرنے سے مجھے بھی زاہدا
جس چمن مین پیر صد سالہ جوان ہوجائیگا

گوش و چشم و دست و پاؤں سبھی مٹ جائینگے
راہیٔ ملک عدم یہ کاروان ہوجائیگا

باغ جنت اُسکے مقبرہ ہی ہوگا نظر کے سامنے
میری جانب کو جو تجھ سا باغبان ہوجائیگا

لطف اُٹھے گا مئے معشوق کا ای منتفی
گر شفیقِ حال وہ پیرِ مغان ہوجائیگا

کشش عشق پہ قادر جو مرا دل ہوتا
فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہوتا

مہربان تجھپہ نہ وہ حور شمائل ہوتا
اے دلِ زار اگر تو کسی قابل ہوتا

دعوا یکتائی کا کیونکر ترا باطل ہوتا
آئینہ گر نہ ترے رخ کے مقابل ہوتا

صورتِ دیدۂ بینا نظر آتا مجکو
چشمۂ ناف مین گر یار کے اک تل ہوتا

دل نہ دیتا مین حسینون کو اگر او ناصح
تجھ سے بڑھکر نہ جہان مین کوئی عاقل ہوتا

نہ گریبان نظر آتا نہ کسی کا دامن
ناصحا تمکِ جنون کا جو مین قائل ہوتا

دیکھا یا نہ جو دزدیدہ نگہ سے سر بزم
نیم بسمل کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا

ملک الموت پھٹکتا نہ مرے کوچے مین
مہربان مجھپہ اگر وہ مرا قاتل ہوتا

تربیت پاتا جو پہلو مین مرے طفل حسین
تھا ہلال آج وہ بڑھ کر مہ کامل ہوتا

مجھسے محروم ازل جو کوئی دریا دل ہو
خشک کیونکر نہ جہان مین لب ساحل ہوتا

بات مین معرکۂ عشق صنم سر کرتا
منتہی فضل خدا گر مرے شامل ہوتا

حال جس دن سے سنا ہے قیس کا فرہاد کا
جانتا ہون عشق بازی کام ہے آزاد کا

مری آمد سن کے مجنون دشت سے چلتا ہوا
خوف ہوتا ہے بڑا شاگرد کو استاد کا

ذبح لیجا کر کیا صحن چمن مین باغبان
مری گردن پر بڑا احسان ہے صیاد کا

تا در گیتی ستاتی ہے مجھے کسواسطے
پاس ہوتا ہے نہایت ساس کو داماد کا

جوہر تیغ زبان جسدم کرون مین آشکار
بند ہو دم ایک دم مین خنجر فولاد کا

اس لب شیرین کا جسدم شہر مین شہرہ اڑا
سنتا ہون نکلا ہے دیوالا ہر اک قناد کا

آہ آتشناک دل سے کھینچتا ہون اسگھڑی
جل نہ بجھے جلدی الٰہی جھونپڑا صیاد کا

سخت جانی پر مری جسدم پڑی اسکی نظر
پانی پانی ہو رہے زہرہ خنجر فولاد کا

شعر گرما گرم سنکر اسکے جلتے ہین عدو
نام جو آتش ہے دنیا مین مرے استاد کا

بڑھ چلے ہین گیسوے شبگون رخ محبوب سے
حال ہو ویگا پریشان طرۂ شمشاد کا

گھیرتی ہے جسگھڑی فوج غم فرقت مجھے
اے اجل مشتاق رہتا ہون تری امداد کا

عشق بازی کو دیا ہے جسنے دنیا مین فروغ
یا خدا جلدی برا ہو اس ستم ایجاد کا

دیکھ لے وہ منتہی نیرنگ حسن یار کو
جسنے دیکھا ہو نہ نقشہ عالم ایجاد کا

برابری ترے گیسو کی کالہ کیا کرتا
مقابلہ شرفا کا رزالہ کیا کرتا

فقیر ہون مین ازل سے در توکل کا
گدائے شہر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

قبائے گل کے ٹکڑے وہ کس لئے لیتا
پھٹی ہوئی تری پگڑی مین لالہ کیا کرتا

پسند طبع نہ تھا میرے یار ہرجائے — مین خوانِ عشق کا جھوٹا نوالہ کیا کرتا
زبان تلخ پہ مین کس طرح عمل کرتا — مین ایسے زہر کا کھا کر نوالہ کیا کرتا
حضور داغ جگر اپنے شمع کیا جلتے — چراغ مہر کے آگے اجالا کیا کرتا
جو دیکھتا رخِ رنگین پہ خال کو تیرے — جگر پہ داغ نہ کھاتا تو لالہ کیا کرتا
عزیز خطِ رُخِ یار کیون نہ دل کرتا — مین اس چمن کا نہ لیتا قبالہ کیا کرتا
ازل کے دن سے جو تھا جادۂ سیہ بختی — چراغ زیست کا اُسمین اجالہ کیا کرتا
سنے نہ اُس گلِ خوبی نے ایکدن میرے — برنگ بلبل شیدا مین نالہ کیا کرتا
نہ وہ صنم تھا نہ عہدِ شباب تھا ساقی — مین لیکے آج شرابِ دوسالہ کیا کرتا
دکھاتا کوئی محبت کی راہ کیا دل کو — دہان گور کا اسکو نوالہ کیا کرتا
جو دیکھتا خطِ مشکین کو گرد رخ کے ترے — فلک پہ ماہ کے ہمراہ ہالہ کیا کرتا
صفاتِ عالم پیری نہ کس طرح لکھتا — مین صبح شیر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

گلیم فقر اگر منعمے کے ہاتھ آتے
تمہین کھو کہ وہ لیکر دوشالہ کیا کرتا

مزا نقد وصلت کا لوٹا تمھارا — صنم غیر نے مال مارا تمھارا
کہا انا [illegible] سکے اُسنے — کہا جبکہ مرتا ہے شیدا تمھارا
کہا جامِ مے دے کے اُس ماہوش نے — بڑے اوج پر ہے ستارا تمھارا
دیا نقد دل اپنا بھی چاہا جس کو — تمہین اسمین ناصح اجارا تمھارا
نگہ کا اگر تیر پیکِ اجل ہے — قیامت ہے پیارے اشارا تمھارا
نہین لالہ و گل چمن مین کھلے ہین — نہان راز ہے آشکارا تمھارا
غضب ہے غضب آپکا دیکھ لینا — ستم ہے ستم ہے نظارا تمھارا
قدم بجز الفت مین رکھتا ہون ڈرکر — ہے صبر و تحمل سہارا تمھارا
ہوا طالبِ وصل اُس سے تو بولا — یہ قدرت تمھاری یہ یارا تمھارا
نہ فرمائیے ضبطِ آہ و فغان کو — نہ اُٹھیگا یہ [illegible]

دلا عہد پیری میں جو بس محبت | ہوا حوصلہ پھر دوبارہ تمھارا
وفادار ہم ہیں جفاکار تم ہو | یہ خصلت ہماری وہ شیوا تمھارا
کیا بعد مدت کے آباد ہم نے | میان قیس سونا تھا صحرا تمھارا
بھٹکنا ہمارا خوشی آپ سمجھے ہو | سڑی بن ہمارا تماشا تمھارا

چھٹا ملتے دامن وصل جب سے
ہوا قطع دست تمنا تمھارا

جو بن بت سفاک کا ڈھل جائے تو اچھا | کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو اچھا
طفل دل بدخو جو بغل میں ہے ہمارے | کوچے میں حسینوں کے مچل جائے تو اچھا
آجائے کسی بت پہ یہ دل صاف ہمارا | یہ آئینہ پتھر سے کچل جائے تو اچھا
وہ تیغ کہیں کھنچ کے رہ جائے الٰہی | آئی سر عشاق سے ٹل جائے تو اچھا
اوڑ جائے مرے دل سے قد یار کا سودا | سایا کہیں اس سرو کا ڈھل جائے تو اچھا
ہو موم تب عشق سے دل یار کا یارب | وہ شمع عاشق ہے پگھل جائے تو اچھا
نقد دل و دین دیکے کہیں وصل ہو ممکن | فقرا مرا اس یار پہ چل جائے تو اچھا

وہ جنبش ابرو دل شیدا کا کرے کام
یہ وار بھی عشاق پہ چل جائے تو اچھا

میں دیوانہ کردوں گر شور دل سے آہ و افغاں کا | بزنگ کاغذ بادی ہو عالم سقف زنداں کا
بہار گل گئی آئی گلستاں سے کئی باری | وہی عالم ہے داماں کا وہی عالم گریباں کا
نگاہ یار میں سرمہ کا ڈورا آج کھنچتا ہے | خدا حافظ ہے ناصح آبروئے تیغ براں کا
بگڑنا آئینہ کو لازم ہے شکستہ اسکو ضرورت ہے | اگر ظرف گلی سے کم نہیں ہے جسم انساں کا
نہ وہ منصور نے دیکھا نہ وہ وامق کو ممکن تھا | نمونہ ہے دل ویراں ہمارا اس بیاباں کا
نہایت دھیان ہے نیرنگ حسن یار کا دل میں | تماشا دیکھتا ہوں ایک شیشہ میں پرستاں کا
نہ سنبل کا ہے وہ عالم نہ کاکل کا وہ نقشہ ہے | اگر لکھوں تو دفتر ہو مری حال پریشاں کا
لے آیا جذبۂ دل کھینچکر اس شوخ پرفن کو | نگہباں دیکھکر منھ رہگیا اسوقت درباں کا

جسے مین پوجتا ہون جو پرستش گاہ ہے اپنی
نہ وہان ہندو کا رتبہ ہے نہ رتبہ سیلیا لنکا

عدوے حرف زن روباہ خصلت بھاگ جاتا ہے
سر پر خامہ کیا ہی ہمہمہ شیر نیستان کا

بہ رنگ بلبل گلزار اس گلزار عالم مین
رہیگا نام باقی منتھے سے بھی غزلخوانکا

تا کمر گیسوئے جانان دیکھا
نصف طول شب ہجران دیکھا

چشم عشاق کو گریان دیکھا
حضرت نوح کا طوفان دیکھا

دن کو چرچا رہا بالون کا ترے
رات بھر خواب پریشان دیکھا

کچھ نہ بھرا ترے رخ کے آگے
بارہا سوئے گلستان دیکھا

حسن نیرنگ کا تھا دل مین خیال
خواب مین ایک گلستان دیکھا

یار پروانے کے جل جانے پہ
رات بھر شمع کو گریان دیکھا

گر گئے آنکھو سے گلہائے چمن
جسگھڑی وہ لب خندان دیکھا

یار و اغیار کو با صنم ہمنے
صفت گبر و مسلمان دیکھا

نہ ڈبو یا خط تقدیر افسوس
تجکو اے دیدہ گریان دیکھا

حرف الفت نہ پڑھا یا اسکو
بس تجھے پیر دبستان دیکھا

روح کو جا بہ تن کے اندر
زاہدا صورت مہمان دیکھا

منتھے سا بھی زمانے کہین
گبر دیکھا نہ مسلمان دیکھا

گھٹا ماتھے پہ شیخ جی کا
ڈہو کا ہے کلنک کا ہے ٹیکا

پکڑے دامن جو اس پری کا
اتنا نہین حوصلہ کسی کا

جبتک کہ رہا شباب اپنا
کیا کیا رہا لطف زندگی کا

ہٹ مٹ کے وہ مجھسے لپٹتا ہے
کر کر کے بہانہ گدگدی کا

گیسوئے صنم سے دل لڑا ہے
ہے سامنا آج کس بلی کا

اپنی اپنی پڑی ہے سب کو
کوئی نہین ہے یہان کسی کا

ہر رند ہے میکدے کا مائل
عاشق ہر شیر ہے تری کا

عاشق ہالک ہے چشمِ نم کا
الیاس کو کام ہے تری کا

شیدا ہون دخترِ رز کا ساقی
دیوانہ ہون شیشے کی پری کا

ہے چشم امید بھائیون سے
طالب کھوٹے سنے ہون کھری کا

جذبہ اُلفت نے روکا ورنہ
دل لے ہی چلا تھا منتھے کا

جہان کی بحر مین مثلِ حباب گھر رکھنا
سفر عدم کا لگا ہے بندھی کمر رکھنا

جفا کرے نہ کرے وہ جھکائے سر رکھنا
خفا وہ کہ مجھکو اُسکا ڈر رکھنا

لگا نہ یار کو یا آپ اُس سے لگ چلنا
کسیکی ہو نہ دلا یا کسی کو کر رکھنا

نہ دینا داغ محبت کو ہاتھ سے اے دل
گرہ باندھ کے مضبوط یہ گہر رکھنا

اسیر کر کے ہمین حکم دے گیا صیاد
قفس مین ہو تنگ تو اُنکے نہ بال و پر رکھنا

دکھا دے سیرِ چمن ایک گر کرون نالہ
قفس مین پھر مجھے صیاد عمر بھر رکھنا

صبا ہر ایک مرے ہمصفیر سے کہنا
بہار آئی ہے قابو مین دلکو کر رکھنا

قفس مین چھوڑ کے تنہا چلا تو ہی صیاد
ضرور موسمِ گل مین مرے خبر رکھنا

گدا سے دہر کے خاطر ہی داغ نقشِ سجود
ہر عیب منھ پہ جوانمرد کو سپر رکھنا

فلک وہ شام سے ہی بے حجاب جلوہ نمود
چھپائے دامنِ شب مین رخِ سحر رکھنا

بیان کر کے ہر اک کا کہا سنا قاصد
قدم پہ یار کے میری طرف سے سر رکھنا

بتایا کس نے تجھے منتھے بتا بیدد
قدم کو کوئے محبت مین پیشتر رکھنا

لبریز بزمِ یار مین جامِ شراب تھا
پھولا ہوا چمن مین گلِ آفتاب تھا

ساقی کا مجھ پہ وصل مین ہر دم عتاب تھا
جامِ بلور صورتِ چشمِ پُر آب تھا

غیرون کے ہاتھ مین ترا بندِ نقاب تھا
معلوم یہ ہوا کہ ہمین سے حجاب تھا

بیکار ہجرِ یار مین جامِ شراب تھا
ٹوٹا پڑا ہوا قدحِ آفتاب تھا

سامان عیش ہجر کی شب مین عذاب تھا — کالی بلا سا اپنی نظر مین سحاب تھا
آنکھین دکھا رہی تھی ادِہر وحشتِ دلی — پھولا ہوا اُودہر کو چمن مین گلاب تھا
دل مین بھری ہوئی تھی ہوس عزوجاہ کی — دفتر مین اپنے لاکھ طرح کا حساب تھا
بے یار شیشہ سنگ ملامت تھا بزم مین — پیمانۂ جام صورتِ چشم حباب تھا
چکھا نہ اِسکو دردکشون نے ہزار حیف — شیشے مین اس فقیر کے اچھا گلاب تھا
پہلو مین رُعبِ حسنِ صنم سے شبِ وصال — یہ دل زبان گنگ کا گویا جواب تھا
یہ سر وہ ہے کہ جسمین بھری تھی ہوائے دوست — یہ دل وہ ہے کبھی جو فلک کا جواب تھا
زخم جگر تھے اسمین کہ تھی نقد داغ دل — سرکار عشق سے جو ملا بیحساب تھا
پوچھے جو صحبت می و معشوق حشر مین — کہہ دونگا آپ ہی کا دیا یہ شباب تھا
یہ دل وہی ہے جو کہ رہا غرق بحرِ عشق — یہ وہ حباب ہے جو کبھی زیرِ آب تھا
برسون ہی دل مین مصحفِ رخسار ہی کا دھیان — دابی ہوئے بغل مین خدا کی کتاب تھا
لٹکے تھے پاؤن گور کے اندر شب وصال — اپنا سمندِ عمر کا پا در رکاب تھا
ساقی تھا اور کثرت گلہائے باغ تھی — بندہ اور یہ دلِ خانہ خراب تھا
دیکھا ہے ہمنے جو کہ تماشا جہان کا — دہوکا واہمہ تھا توہم تھا خواب تھا
پست و بلند بحر جہان یار ناصحا — اپنے نظر مین صورتِ موج حباب تھا
بُھنتا تھا شیخ بادہ کشون سے بہار مین — آتش سے مے کی مرغِ مصلّا کباب تھا

کیا چپ ہوئے ہین کرکے نکیرین گفتگو
یہ شیخ بھی ایک ہی حاضر جواب تھا

تاثیر عشق گبر و مسلمان پہ کر گیا — ساقی شراب ناب سے دو جام بھر گیا
ہنستا جو سامنے سے وہ گلرو گذر گیا — دامن مری نگاہ کا پھولون سے بھر گیا
اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا — • اک جن چڑہا ہوا تھا کہ سر سے اُتر گیا
کیونکر نہ ہو محبت دنیا یہ اعتقاد — قارون کے ساتھ مال زمین مین اُتر گیا
طفلی گئی شباب مٹا پیری آگئی — ہونا تھا جو ہوا وہ گذر گذر گیا

اظہارِ عشق سے اُنہین آیا جو ہین غرور
مین نے بھی کیا ہی کام کیا جھٹ مکر گیا

مصروف ہے زبان دُر دندان کے وضیز
مُونہہ موتیون سے کولی مرا آج بھر گیا

نافہمون مین بڑا مرا دیوان ہزار حیف
کُتّون کے سامنے مرا لختِ جگر گیا

کس درجہ رفتہ رفتہ کیا کام عشق نے
آخر غمِ فراق مرے دل چر گیا

اس جوششِ شباب کا عالم نہ پوچھیے
اک موج بحر تھا ادہر آیا ادہر گیا

شمع مانند بزم یار گھر اپنا ہوا
کٹ گئی سب عمر قصّہ مختصر اپنا ہوا

یہان لے آیا کون ایسا راہ بر اپنا ہوا
اس خراب آباد مین کیونکر گذر اپنا ہوا

بعد مدت جا ہوسے اُسکی دل شفاف مین
شکر ہے خالق کا کیسے گھر مین گھر اپنا ہوا

بل نہ نکلا اُسکے گیسو کا نہ وہ سیدہا ہوتو
آہ بی تاثیر نالہ بے اثر اپنا ہوا

خطِ شوقیہ بھی ایا ہے پیام وصل بھی
نالۂ جانکاہ کوئی کارگر اپنا ہوا

بڑھ چلا چاک گریبان اوڑ چلی باد بہا
بل لگا کرنے جنون رنگ دگر اپنا ہوا

ہو چکے مانند پیچ و تاب مین کی ہر بسر
شاعر و بحر غزل مین جب گذر اپنا ہوا

بعد مدت کے جڑھے ہے نظر و نیہ اُس عیار کے
دیکھنے کی بات ہے آنکھون مین گھر اپنا ہوا

آنکھہ کے کھلتے ہی سیر مین بھر گئی بادِ فنا
بحر ہستی مین حباب آسا گذر اپنا ہوا

ایکدم کو جائے اُسکے دلِ شفاف مین
عکس کی صورت سے آئینے مین گھر اپنا ہوا

ساتھہ کیا لائے تھے کیا ہمراہ اپنے لیچلے
بار ہستی کے تلے ناحق کو سر اپنا ہوا

لیکے جاتا منزل پیر مغان تک جو ہمین
آجتک کوئی نہ ایسا راہبر اپنا ہوا

پھر بہار آئی چمن مین پھر ہوا جوشِ جنون
دشت کی جانب کو پھر عزمِ سفر اپنا ہوا

منتھے ضایع نہ ہونگے دُرِ معنے ترے
دیکھہ لینا جب کوئی اہل نظر اپنا ہوا

غیر اوڑ جائیگا اکدن آشنا رہجائیگا
مدعی جاتا رہیگا مدعا رہجائیگا

دشتِ اُلفت مین قدم جسکا ذرا رہجائیگا
مثلِ گردِ قافلہ پیچھے پڑا رہجائیگا

ذکر رونیکا مرے بعدِ فنا رہجائیگا
خشک ہو جائیگا چشمہ ماجرا رہجائیگا

فصل گلچین دیکھکر دستِ جنون کے فیض کو
شیخ جی کا سا قبا دستِ دعا رہجائیگا

اپنے آہونکے چلین گے جبکہ جھونکے بانین
دیکھ لینا پھٹ کے دامانِ صبا رہجائیگا

بزم مین اُس چشم مخموری کے آگے ساقیا
طاقِ نسیان پر ترا شیشہ دھرا رہجائیگا

کچھ گدا و شاہ کے ہمراہ جائیگا نہین
بوریا رہجائیگا تاج ولوا رہجائیگا

پاس ہے جاہ و حشم اپنے نہ ہے کچھ ملک و مال
کیا بگڑ جائیگا اپنا اور کیا رہ جائیگا

ایکدن ہونی ہے وہ درپیش منزل جسکو
آشنا رہجائیگا ناآشنا رہجائیگا

ایکدم خالی نہین رہنے کا کوچہ عشق کا
او زمیرے بعد کوئی دوسرا رہجائیگا

آج مین بیٹھا ہون کل بیٹھیگا کوئی اور یاں
یون ہین بچھا بوریا اُس فقر کا رہجائیگا

عاشق جانباز تجکو دیکھ کر مرجائینگے
ہاتھ قبضے پر ترا ظالم دھرا رہجائیگا

آرزو رہجائیگی ہمکو وصال یار کی
لوحِ دل پر نقشِ حرفِ مدعا رہجائیگا

وہ یکایک قتل عاشق کو کرے گا منفی
یہ خبر وہ ہے کہ جسکا مبتدا رہجائیگا

کیونکر نہ زور شور ہو میری زبان کا
آخر مین عندلیب ہون کس گلستان کا

رہنے کی جا نہین نہ ٹھکانا مکان کا
مانند بو زمین کا نہ ہون آسمان کا

بادِ خزان اوڑی چمن روزگار سے
تنکا نہین بچا ہے مرے آشیان کا

روحِ روان جسم کے ہے اے دل مقام سے
مین جانتا ہون فرق زمین آسمان کا

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے
باندھا ہوا ہر اک ہے اسی ریسمان کا

منصور ہے نہ قیس نہ فرہاد کوہکن
کس سے پتا لگاؤن مین مُغ کی دکان کا

کعبہ و دیر خلد و ارم جنت النعیم
ہر ایک نام یار کی ہے آستان کا

شیرینیٔ کلام نہ جائیگی عمر بھر
چسکا نہین چھٹیگا ہماری زبان کا

مرغ چمن ہوا ہمین کہ ہو بلبل قفس
نقال ہے ہر ایک مری داستان کا

منصور یون ہے دار سے عالم مین نامور
لشکر مین جس طرح سے ہو لاتی نشان کا

تائیدِ آسمان ہے ہر اک اہلِ دل کے ساتھ ‏ اللہ ہے طائران بلند آشیان کا
بے قدردان لباس ہین آبرو ہین ‏ اپنا کمال حال ہے مفلس جوان کا
چھایا ہوا ہما ہے سگِ یار گرد ہے ‏ بھوکا ہے کون کون مرے استخوان کا
ذقن تھے دو کھلے ہوئے رازونیاز کے
قاصد سے اپنے فرق نتھا دو زبان کا

در پہ اُس شوخ کے جب جا بیٹھا ‏ یار سب کہتے ہین اچھا بیٹھا
خوبیٔ قسمتِ قاصد دیکھو ‏ پاس اُس شوخ کے کیا جا بیٹھا
ہے حبابِ لبِ دریا انسان ‏ جب ذرا سر کو اوٹھایا بیٹھا
ضعف پیری سے بنا نقشِ قدم ‏ مین وہین کا ہوا جسجا بیٹھا
صورتِ باد رہا سرگردان ‏ خاک کی طرح مین اُٹھا بیٹھا
پاؤن پھیلے جو ترے کوچے مین ‏ کاٹ کے دستِ تمنا بیٹھا
بحرِ ہستی مین حبابون کی طرح ‏ سیکڑون بار مین اُٹھا بیٹھا
کب سے تیرا فلکِ شعبدہ باز ‏ دیکھتا ہون مین تماشا بیٹھا
سامنے کس کے جھکایا سر کو ‏ کس لیئے تیغ تو اُٹھا بیٹھا
نہ تو نالہ ہے نہ افغان اے دل ‏ کس لئے چپ ہے اکیلا بیٹھا
خوابِ سیرِ چمنِ عالم ہے ‏ کیا دلِ زار ہے بھولا بیٹھا
دامنِ دل پہ لگا داغِ جنون ‏ ملک پر عشق کا سکّا بیٹھا
نقدِ دل تھا جو بضاعت میری ‏ عشق مین اُسکو بھی کھو کھا بیٹھا
جو گیا ملکِ عدم کو وہ گیا ‏ اُسکے کوچے مین جو بیٹھا بیٹھا
دلکو ہے جذبۂ اُلفت شاید ‏ بک رہا ہے جو اکیلا بیٹھا
چل بسی منتظی سب یار ترے
تو بھیان کرتا ہے اب کیا بیٹھا

دل مین اک نور کا جلوا دیکھا ‏ بند اِس قطرے مین دریا دیکھا

دل مین نیرنگ تمنا را دیکھا ۔ جسقدر مین گل کا تماشا دیکھا
دل مین پوشیدہ تھا اسکا جلوا ۔ سرکو جو وقت جھکا یا دیکھا
ہم سے اس خاک کے پتلے مین نہان ۔ قدرت حق کا تماشا دیکھا
نہ ہوا مقصد دل زیب کنار ۔ ہمنے ہاتون کو بھی پھیلا دیکھا
حرم و دیر مین ڈھونڈھا سنے من ہا ۔ ہمنے تجکو نہین کس جا دیکھا
ساکن دیر و حرم سے پوچھو ۔ کہین وہ بھی نظر آیا دیکھا
لطف گلزار و خود آرائی چمن ۔ جو ان آنکھون سنے دکھا یا دیکھا
قاصدا تجکو بلاکر سمجھا ۔ اسنے پردا نہ اٹھا یا دیکھا
آئینہ تھا قدم آدم کو یا ۔ صاف اسبت کا سراپا دیکھا
ترے بازار جہان مین گردون ۔ اک نیا روز تماشا دیکھا
دل دیا جان بھی دیدی اسکو ۔ یہی الفت کا تقاضا دیکھا
ہوشیار اسکو جہان مین پایا ۔ جسکے سر مین ترا سودا دیکھا
نہ کیا مردہ دلون کو اچھا ۔ بس تجھے رشک مسیحا دیکھا
دیکھکر لوٹ گیا غنچہ اسکو ۔ ذبح کل مرغ مصلا دیکھا

منتھی اوڑگیا دل یار کے پاس
پھر گیا گود کا پالا دیکھا

جب سے احوال سنا کوہکن اک ہم فن کا ۔ کہین تیشہ نظر آیا مرا ما تھا ٹھن کا
کاش بھی لے سر آمادہ سودا سنک ۔ دور بھی ہوے کہین بوجھ مری گردن کا
فاتحہ خوانی کے حیلے سے حسین آتے ہین ۔ نقش جب بنگیا تعویذ مرے مدفن کا
نالہ و آہ کے ذرات اٹھائین جو ہمین ۔ دل نہ پتھر کا ہے اپنا نہ جگر آہن کا
جامۂ تن بھی بنایا ہے عجب صانع نے ۔ نہ یہ محتاج گریبان کا نہ کچھ دامن کا
پہلوی ماہ مین مجکو نظر آتا ہے سہیل ۔ اسکی پیشانی پہ ٹیکا تو نہین چیمن کا
کبھی کھل جاتا ہے سینہ کبھی پہلو کبھی سر ۔ بے خبر حسن سے ہین وقت ہے الڑھرپن کا

ہے نمونہ تری طفلی کا ہلالِ گردون ‏ ‏ بدر چھایا ہے جوانی کے ترے جوبن کا
ابر ہے باغ ہے سبزہ ہے حسین ہین مے ہے ‏ ‏ یار بھی چل کے مزا لوٹتے ہین ساون کا
یار و اغیار کے گھر مین وہ چلے جاتے ہین ‏ ‏ دھیان اپنا نہین عالم ہے ابھی بچپن کا

منتہی معرکۂ عشق مین رکھے جو قدم
اسقدر حوصلہ رستم کا نہ ہے بہمن کا

اشک کو تاثیر دے اچھا کیا ‏ ‏ قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
شربتِ وصلت پلایا یار نے ‏ ‏ ہجر کے بیمار کو اچھا کیا
قامتِ رعنا دکھا کر یار نے ‏ ‏ سرو کو گلزار مین سیدھا کیا
پھر نان در در پھرایا حیف ہے ‏ ‏ مجھکو صانع نے سگِ دنیا کیا
دل دیا تجھسے بتِ سفاک کو ‏ ‏ بیٹھے بٹھلائے یہ مینے کیا کیا
وعدۂ دیدار رکھا حشر پر ‏ ‏ کارِ امروزہ کو کیون فردا کیا
انتظارِ یار مین بستر پہ شب ‏ ‏ نیم بسمل کی طرح لوٹا کیا
دستخطے دکھلاؤن گا فردِ جبین ‏ ‏ حشر مین پوچھا جو مجھسے کیا کیا
نقدِ دل دیکر غمِ الفت لیا ‏ ‏ ہمنے اس بستی مین یہ سودا کیا
حشر مین یہ تو کھون گا برملا ‏ ‏ ان پریزادون نے دیوانا کیا
آئینہ سے ہمنے مقابل کر دیا ‏ ‏ اُسنے یکتائی کا جب دعوا کیا

منتہی تحریرِ قسمت منتہی
زندگی جب تک رہی سمجھا کیا

رِسن گھٹا یار کا تب وصل ہمارا ٹھرا ‏ ‏ جنس جب چھٹ گئی اُسوقت یہ سودا ٹھرا
محتسب ٹھرا نہ زاہد کبھی اسجا ٹھرا ‏ ‏ بزمِ رندان مین جو ٹھرا تو یہ مینا ٹھرا
نہ اُٹھا کوئے توکل سے نہ در دیکھا ‏ ‏ حرصِ بیہودہ نہ مجکو سگِ دنیا ٹھرا
ہوش کر ہوش جنون فصلِ بہار آپہنچی ‏ ‏ جا مرے رہنے کے خاطر کوئی صحرا ٹھرا
آبرو راز محبت کی ڈبو دیتا ہے ‏ ‏ قطرۂ اشک نہ ٹھرا کوئی دریا ٹھرا

ہر گھڑی پوچھتے ہو بیمار ہمین کرتے ہو
عاشقی ٹھہری کہ ایمائے تقاضا ٹھہرا

اُس سے کسدن ہوا بیمار محبت کا علاج
سامنے یار کے کس روز مسیحا ٹھہرا

چل کے آیا تھا بڑی دور سے ٹھہرا یہ چرخ
ایک دو دم کے لئے مین بھی یہان آٹھہرا

پرورش ہمنے کیا دل کو گیا یار کے پاس
یہ تو بتلائے کوئی مال یہ کس کا ٹھہرا

لئے جاتی ہے ہراک سمت ہوائے دنیا
آدمی مین نہین ٹھہرا کوئی پتا ٹھہرا

مے کے دریا یہ بہے رات کو مینخانے مین
شیشہ آنکھون مین حباب لب دریا ٹھہرا

ان حسینون کا طلسمات جہان کے اندر
پتلیون کا مری آنکھون مین تماشا ٹھہرا

ایک دم بھی نہین اسکو کسی عالم مین قرار
دل مضطر نہین ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

دل دیا اُف نہ کیا مال دیا آہ نہ کی
منتہی تو بھی فن عشق مین یکتا ٹھہرا

منصور پیتے ہی مے اُلفت بہک گیا
جام مے الست بھرا تھا چھلک گیا

پیری ہوئی شباب سے اُترا جھٹک گیا
شاعر ہون میرا مصرعۂ ثانی لٹک گیا

مجھ رند پاک کا کبھی چلو نہ بھر دیا
ساقی ترے کرم سے ہراک یار چھک گیا

مین لوٹ ہوگیا ہون خط سبز رنگ پر
خار چمن سے دامن دل یہ اٹک گیا

پیری مین دل دیا بت بیرحم یار کو
منزل قریب تھی کہ مسافر بہک گیا

بھڑکا یا دل کو تذکرۂ حسن یار نے
ایک ڈھیر آگ کا تھا ہوا سے دہک گیا

پردہ شراب عشق کا منصور سے کھلا
نداف تھا کہ پنبۂ مینا دھنک گیا

بلبل ہے چپ نسیم سحر بھی خموش ہے
شاید چمن مین برگ خزانی کھڑک گیا

جام بلور مے کا بھرا یار نے دیا
شب کو ہمارا اختر طالع چمک گیا

تو وہ حسین ہوا کہ ہوئے تجھ پہ سب فدا
ایسا ہی گل کھلا کہ زمانا مہک گیا

رتبہ ترے کرم سے ہوا خاکسار کا
خورشید کیطرح سے یہ ذرہ چمک گیا

سودے سے جو بھرا وہ ہوا پروبال دوش
بار شجر ہوا وہ ثمر جو کہ پک گیا

لگتا بہار گل مین گریبان کا کیا پتا
دامن کے پھاڑنے مین کہو ہاتھ تھک گیا

اُسیکی بات اُسی کا یہان مقام رہا — وہی رہا جو زمانے مین نیکنام رہا

خیال دل مین مغان یہان مدام رہا — شراب جام سے لبریز اپنا جام رہا

بہار جاتے ہی کہکے چمن سے غنچہ و گل — خزان کے آتے ہی مینا رہا نہ جام رہا

عدم کسی نے کہا ہمنے نقطۂ موہوم — دہن مین یار کے حجت رہی کلام رہا

اثر پذیر نہ ہرگز ہمارے اشک ہوے — یہ آب و دانہ ہمین عمر بھر حرام رہا

مسافرانہ ہم آتے تھے بحر ہستی مین — حباب وار کوئی دم یہان مقام رہا

نمودِ خط کی ہوئی قدرِ زلف و خال گھٹی — خزان کے آتے ہی دانہ رہا نہ دام رہا

ذرا رقم نہ ہوا جنگِ حسن و عشق کا حال — گھٹی اک عمر پہ قصہ یہ ناتمام رہا

جو حالِ پیرِ خرابات پوچھتے چلکر — نبی رہا نہ جہان مین کوئی امام رہا

دہرا ہے جب سے قدم کوچۂ توکل مین — نہ فکرِ صبح نہ سودائے قوتِ شام رہا

ہمیشہ وا رہا بندِ نقابِ صاحب کا — سمندِ ناز ترا یار بے لجام رہا

کھلا نہ رازِ محبت بہت تلاش رہی — جنونِ پختہ کے خاطر خیالِ خام رہا

رہا شباب کا جب تک کہ ولولہ باقی
ہر اک حسین کا بدل منتھی غلام رہا

ٹل گیا وقت کیا جوانی کا — مٹ گیا لطف زندگانی کا

جسکو کہتے ہین یار ماہِ تمام — ہے مرقع تری جوانی کا

سن کے بولے مرا فسانۂ غم — لطف کس کو ہے اس کہانی کا

کیا بیان رتبۂ شہادت ہو — ملک ہے عمرِ جاودانی کا

کیا کرون کا مین دولتِ کونین — وصل ممکن ہے یارِ جانی کا

گم ہوا دل سے نالۂ جانکاہ — پر کٹا مرغِ آسمانی کا

اوٹھ گیا صبح یار پہلو سے — ہو برا مرغِ آسمانی کا

دہوم ہر سمت ہے سخن کی مرے — شور ہے میری جان فشانی کا

کھینچے اُس برق وش کی گر تصویر — ہاتھ کا سپنے ضرور مانی کا

سرمہ زیبِ نگاہ کرتا ہے | بل مٹا تیغِ اصفہانی کا

زمزمے منتقی کے گر سن لے

دم گھٹے مرغِ بوستانی کا

دہیان آیا جبکہ گھڑی اُسکے رُخِ پرنور کا | پھر گیا آنکھون مین جلوہ صاف برقِ طور کا

عشق مین موسے کمر کے اسقدر ہون ناتوان | ہاتھ مین میرے عصا بھارے ہے پائے مور کا

ہو رسا ایسی کمندِ فکر میری اندنون | پاس آجاتا ہے کھنچکر مرغ مضمون دور کا

شیخ وزاہد سا جہان مین کوئی خود مطلب نہین | کی عبادت خوب ہی لالچ جو پایا حور کا

ساقیا لا جلد تو جامِ شرابِ لالہ گون | دہیان آیا ہے کسی کے دیدۂ مخمور کا

خاکساران جہان کے واسطے فرشِ زمین | مرتبہ رکھتا ہے ایدل مسندِ فغفور کا

ہے قدر انداز ایسا خامۂ مضمون آفرین | تاکتا رہتا ہے ہردم یہ نشانہ دور کا۔

نانِ نعمت کا نہین دہیان اسکو ہے نانِ جوین | دل ہے کشکولِ گدا کاسہ نہین فغفور کا

پاس روئی ماہ وش کے دیکھکر خال سیاہ | دل پکارا ہے یہی دود چراغِ طور کا

منزلِ ہستی مین آ ٹھرا ہے دو دن کیلئے

منتقی ورنہ مسافر ہے نہایت دور کا

سودا ہوا ہے سر مین بہت عز و جاہ کا | پشتارہ دوش پر ہے ہمارے گناہ کا

ماران ہون شیفتہ ہون اُسی کی نگاہ کا | مالک جو ہے جہان مین سفید و سیاہ کا

دیوانہ وار کوئی بتان مین جو مین گیا | رتبہ تمام مجھ پہ کھلا لا الاہ کا

میری طرف سے جاکے کہو آسمان سے | بنتا ہے کیون سپر تو مرے تیر آہ کا

پیرِ مغان نے کوچہ اُلفت دکھا دیا | ہاتھ آگیا نشان مجھے سیدہی راہ کا

ہر رنگ مین ہے جلوۂ جانانہ آشکار | پردا نہین رہا ہے ذرا اشتباہ کا

دم بھرتا ہے اُسی کا ہر اک شیخ و برہمن | کب طالبِ ثواب ہو مورد گناہ کا

صوفی صفا پذیر ہین ہین رند پاکباز | سالک ہے ایک ایک ہر اک اپنی راہ کا

جو کچھ کہ لکھدیا تھا ازل مین وہی کیا | اس سے گھٹے بڑھے تو ہون مورد گناہ کا

بے حکم آپ کے نہین رکھا ہے اک قدم ‏ ناحق کا بوجھ سر پہ مرے ہے گناہ کا
نفسِ حریص بھی ہے توکل کے گھات مین ‏ دشمن ہوا ہے اور سنو چور شاہ کا
کعبہ کنشت سے مجھے کیا شیخ و برہمن ‏ جویا ہون اس جہان مین مین اور راہ کا
نارِ جحیم سے جو ڈراتا ہے زاہدا ‏ کیا اُمتی نہین مین رسالت پناہ کا

روشن ہے جب سے شمع ہدایت جہان مین
باقی نہین ہے نام بھی روزِ سیاہ کا

ہوگیا عاشقِ شیدا بتِ ہرجائی کا ‏ خاک مین مل گیا دعوا مری دانائی کا
حیف سودا نہ گیا قیس سے سودائی کا ‏ داغ اچھا نہ ہوا لالۂ صحرائی کا
جب سے نازک کمر یار کی کھینچی تصویر ‏ ہوگیا شہر مین شہرہ مری بینائی کا
لحد تیرہ مین جو وقت گذرا اپنا ہوا ‏ یاد آیا ہمین عالم شبِ تنہائی کا
آسمان سر پہ اٹھا لون مین کرون وہ نالے ‏ پاس ہے مجکو مگر یار کی رسوائی کا
حرم و دیر مین ثانی نہین پاتا اُسکا ‏ ہے بجا یار کو دعوی مرے یکتائی کا
تو ہر اک رنگ مین اچھا نظر آتا ہے مجھے ‏ قطع ہے جسم پہ جامہ ترے زیبائی کا
زہر کھا جائے گلا کاٹے کہین ڈوب مرے ‏ کبھی عاشق نہ ہوا انسان بتِ ہرجائی کا
حکم سے عشق کے جنگل مین پھرا ہون برسون ‏ مدتون کام رہا آبلہ فرسائی کا
خوشنما سایۂ شمشاد کو دیکھا جب سے ‏ پاؤن پر یار کے ہے قصد جبین سائی کا
ذکر ہے شیخ و برہمن مین وجاہت کا تری ‏ حرم و دیر مین غل ہے تری رعنائی کا
رحمتِ حق کا طلبگار رہون ہر دم جیتے ‏ منتظر رہتا ہون مین آمدِ بالائی کا
آئینہ ہم نے دکھا کر یہ کہا اُس بت سے ‏ مٹ گیا آج تو دعوا تری یکتائی کا

منتھی روزِ جزا ہو نہ فضیحت یارب
متحمل نہین بندہ ترا رسوائی کا

مبتلا یہ دل ہوا جب یار رنگا ہوگیا ‏ شمع بے پردہ ہوئی قربان پتنگا ہوگیا
گر پڑے عشاق اُسکی تیغ خون آشام پہ ‏ کُل شہادت کے طلبگارونکا دنگا ہوگیا

دفن کرکے فاتحہ پڑھکے مرا بولا وہ شوخ — آج بیمار محبت مرا چنگا ہوگیا
بزم مین جلکر کیا شب رازِ الفت آشکار — شمع کے مانند پروانہ بھی ننگا ہوگیا
گر کے اُسکے کوچۂ تاریک مین نکلا نہ دل — پیچ زلف یار کا مجکو اڑنگا ہوگیا
وصف دیر و کعبہ کا ہمنے جدا لگا نہ کیا — ایک ہی مضمون تہا فقرہ دو رنگا ہوگیا
بڑھتے بڑھتے اپنا طول زندگانی کم ہوا — گھٹتے گھٹتے جامۂ ہستی اونگا ہوگیا
خوشنما ہے اُس رخِ روشن پہ کیا خالِ سیاہ — زیب گلزار ارم کالا بھجنگا ہوگیا
شاہ ہفت اقلیم سے ایدل گدائی دہر تک — ڈہنگ سے آیا وہ جسنے یہان کڈہنگا ہوگیا

جسقدر وہ مجھسے بگڑا مین بھی بگڑا اسقدر
وہ ہوا جامہ سے باہر مین بھی ننگا ہوگیا

یون کہین گے یار اقلیم سخن مین اندرون
منتہی بھی ایک ہی کٹا دبنگا ہوگیا

حال میرے زخم کا بے زخمِ جانا نہ تھا — آہ سوزان شمع تھی دل صورت پروانہ تھا
نیم عشق یار مین غافل تھا یا فرزانہ تھا — اپنے اپنے حوصلہ مین ہر کوئی دیوانہ تھا
یہ ہوا ثابت مجھے اے ساقی روزِ ازل — آدم خاکی شراب عشق کا پیمانہ تھا
روز آرایش یہ تھی آنکھون پھر اسکی نہیں — دلکو آئینہ تھا شب کو زلف تھی یا شانہ تھا
روبرو سے اُسکے آئینہ جدا ہوتا نہ تھا — شیفتہ آئینہ تھا اپنا آپ وہ دیوانہ تھا
نیم وا تھی چشم وقتِ خواب اُس میخوار کی — بے خبر ساقی پڑا تہا وا درِ میخانہ تھا
دیکھتا ہون اُسگھڑی حسرت سے کیا سوئے فلک — جب کوئی کہتا ہے ہم تھے یار تھا پیمانہ تھا
کیا عمارت منزلِ دنیا کی خوش اسلوب ہے — کون تھا معمار اسکا کون صاحب خانہ تھا
اہل دنیا زن پرستو تمکو نہ سمجھا مین کبھی — اسقدر مجکو خیالِ ہمت مردانہ تھا
تھا خیال ساقی مہوش سے دل روشن مرا — ساغر مے رات کو یعنے چراغ خانہ تھا
کھو کے نور حسن کو خطِ سیہ خود رہ گیا — خط نہ تہا اُجڑی ہوئی جاگیر کا پروانہ تھا
چشم اشک آلود سے ہمکو یہی ثابت ہوا — مردم آبی کے بھی ہمراہ آب و دانہ تھا
کونسا دل تھا مے وحدت سے جو مملو نہ تھا — ساقی گردون دو رنگا کیا جہان خمخانہ تھا
شیخ کہتا تھا مجھے زاہد برہمن بت پرست — کونسے جا تھی جہان میرا نہین افسانہ تھا

روبرو میرے رہا جبتک کے دم مین دم رہا — عشق بت تھا یا چراغ زیست کا پروانہ تھا
پائے خم پرسر تھا گاہی گاہ تھا ساغر بکف — مشرب رندانہ تھا یا سجدۂ شکرانہ تھا
چھا گیا خواب عدم مجپر لیکا یک منتقی
یہ نہین معلوم ایسا کونسا افسانہ تھا

دیکھئے کھاتی ہے سرکس کس نحیف وزار کا — پیٹ خالی کب سے ہے قاتل تری تلوار کا
جابجا چرچا ہے میری طبع طرار کا — چار سو شہرہ جہان مین ہے اسی تلوار کا
ہونا مابین مژہ چشم سیاہ یار کا — سنبلستان مین ہے مسکن آہوئی تاتار کا
چار سو شہرہ ہوا بتو بوئے زلف یار کا — ہوگیا بازار پھیکا نافہ تاتار کا
جسم خاکی چھوڑکر اکدن نکلجائیگی روح — ساتھہ دینے کا نہین پیدل کبھی اسوار کا
بادشاہی دوجہان کی دی مجھے کرکے شہید — ہوگیا بال ہما بہل یار کی تلوار کا
دیرکو جاتا ہے گاہی گاہ کعبے کی طرف — حال ابتر ہے تمھارے طالب دیدار کا
بادشاہونکو مبارک چتر زرین ہو مدام — ہے مجھے ظل ہما سایۂ تری دیوار کا
تندرستونسے زیادہ جانتا ہون سب تندرست — جو کہ ہے بیمار تیری نرگس بیمار کا
راہ جاتی ہے نہین دل تری اغیار کی — بند ہوتا ہی نہین رخنہ تری دیوار کا
مرتے ہین اغیار اسکی خوبئ بیانی دیکھکر — کام کرتا ہے قلم میرا زبان مار کا
اسکی آہ آتشین سے چاہئے اے دل حذر — آشیان پھونکتا ہے جسنے بلبل گلزار کا
جمع کرتا ہے جو مال دنیوی کو روز و شب — مین سمجھتا ہون اوسے مزدور ہی بیکار کا
جو کیا اچھا کیا جو کچھ کریگا خوب ہے
دم نہ مار و منتقی موقع نہین تکرار کا

پھر فراق یار کا بار الم پیدا ہوا — جس سے دل ڈرتا تھا میرا پھر وہ غم پیدا ہوا
روز فرقت مرکے کاٹا تہا شب آئی ہجر کی — وہی غم بھولا نہ تھا میرا اور غم پیدا ہوا
مین نہین پیدا ہوا پیدا ہوا رنج و ملال — تو نہین پیدا ہوا جور و ستم پیدا ہوا
سخت غم دن رات اپنا جہان کے ہاتھہ پر — مثل نفس اسی جبیہ دمبدم پیدا ہوا

نالۂ دل کثرتِ آہ و فغان داغِ جگر ۔۔۔ یہ ہماری واسطے جاہ و حشم پیدا ہوا
عشق کی راہوں سے شیخ و برہمن ہیں بیخبر ۔۔۔ دیر کیون پیدا ہوا پھر کیون حرم پیدا ہوا
سیر کر رہا ہون سیر عالم کی مین اسمین روز و شب ۔۔۔ دل بغل مین ہے بناگو یا جام جم پیدا ہوا
دے گئے صدمے پہ صدمے ہمکو یارِ رفتگان ۔۔۔ ان کے ہاتون سے ہمیشہ غم پہ غم پیدا ہوا
شمعِ سوزان کیطرح اس بزم عالم مین مدام ۔۔۔ جو کوئی پیدا ہوا باچشم نم پیدا ہوا

زخم دل پر کیا لگا تیغ فراقِ یار کا
منتظی اک جادۂ ملک عدم پیدا ہوا

تیغِ خزان جسدم کھنچی خالی گلستان ہوگیا ۔۔۔ گھسکے جوانان چمن سنبل پریشان ہوگیا
کثرت جو داغِ دل کی تھی پیرہن تر مردہ ہوئی ۔۔۔ وقتِ سحر خاموش کیا سرو چراغان ہوگیا
خطِ سیہ پیدا ہوا کیا اوس پری کے گردِ رخ ۔۔۔ قبضہ مین فوجِ زنگ کے ملکِ سلیمان ہوگیا
اے کاتبِ اعمال تم منھ دیکھکر تم رہجاؤگے ۔۔۔ فردِ عمل دہو جائیگی جسدم مین گریان ہوگیا
دیکھا ہے تونے کیا کہین سختِ دلِ عشاق کو ۔۔۔ خون خشک تیرے جسم کا لعلِ بدخشان ہوگیا
گرمی تمھاری حسن کی پرتو فگن جسدم ہوئی ۔۔۔ ذرہ صفت جو داغ تھا وہ مہرِ تابان ہوگیا
وا ہوگیا عشقِ نہان آنکھین ہوئین خونابفشان ۔۔۔ مثلِ قبائے گل میرا رنگین گریبان ہوگیا
سمجھا مین مسندِ شاہ کی اس بوریائے فقر کو ۔۔۔ دستِ توکل جسگھڑی میرا نگہبان ہوگیا
آئی تھی جو آئی قضا جو وقت تھا آسکا بندھا ۔۔۔ تیغ نگاہِ یار کا کل مفت احسان ہوگیا
وصفِ خطِ روئے صنم ورودِ زبان ہے دمبدم ۔۔۔ شکر خدا مین حافظِ تفسیرِ قرآن ہوگیا
دیکھا بہارِ حسن کو جب یار گل اندام کے ۔۔۔ مجھسے جنونِ عشق کیا دستِ گریبان ہوگیا

تیغ نگاہِ یار کا جب سامنا مجھسے پڑا
یہ جامۂ تن منتظی ہمشکل کتان ہوگیا

الفت کا تخم مزرعۂ دل مین جو بو دیا ۔۔۔ ہمکو کمالِ عشق نے دنیا سے کھو دیا
دل کی صفا کو خواہش دنیا نے کھو دیا ۔۔۔ تر دامنی نے جامۂ تن کو ڈبو دیا
سرگرم بزم یار مین دیکھا جو غیر کو ۔۔۔ جب بس چلا نہ کچھ صفتِ شمع رو دیا

کیا جانے گذری کیا گل و لالہ پہ عندلیب
شبنم نے شب کو حالیہ انکے جو رو دیا

منصور نخل باغ شہادت تھا باغبان
دار فنا میں اسکو عبث تونی بو دیا

جام شراب ناب یہ پایا کہ جام درد
ساقی کا شکر کر کے لیا ہمکو جو دیا

دل کی صفا کو حرص و ہوا سے مٹا دیا
ناتونے اپنے کیا دُرِ شہوار کھو دیا

عاصی کیا فقط مجھے طول حیات نے
اب بقا نے دامن عصمت بھگو دیا

موئے میان یار کو دل سا صفا دیا
موتی تھا خوب بال کے اندر پرو دیا

اچھا کیا دیا جو زر و مال منتہی
یہ تو بتاؤ دلکو کہان تمنے کھو دیا

حرم کی طرف روئے میخانہ پایا
کسی رند کو ہمنے بیجا نہ پایا

تری بزم میں ہمنے او عشق کامل
جو ہوشیار تھا اُسکو دیوانہ پایا

ملا عشق کامل کا کب کوئی کامل
کبھی حسب دلخواہ سودا نہ پایا

ملا میکدہ میں نہ دیر و حرم میں
کہیں یار تیرا ٹھکانا نہ پایا

زبان سے سجتے جا نباز اُس تیغ کی کتنے
دم امتحان کوئی ہمسا نہ پایا

سما ہی مرے وحشتِ دل کی ہوتی
کوئی آجتک ایسا صحرا نہ پایا

مزے ملکِ کونین کے ہم اوڑاتے
کوئی ایسا مضبوط پایا نہ پایا

حرم میں رہا گاہ گہ میکدہ میں
کبھی منتہی تجکو بیجا نہ پایا

دل مری پہلو کے اندر یہ مکان ہی کسکا
جو مکین اسکا ہے وہ راحتِ جان ہے کسکا

نہ کھلا کچھ نہ کھلا وہ بتِ سفاک حسین
کس کا ہے آفتِ جان راحتِ جان ہی کسکا

قتل پر عاشق شیدا کے جو باندھی ہی کمر
تم سمجھتے نہیں اتنا کہ زیان ہے کسکا

حور ہیں خلدِ برین مدِ نظر ہے اپنے
شکلِ آئینہ یہ دل پھر نگران ہے کسکا

نقطہ ہے تنگ دہن موسے ہے باریک کمر
مجکو معلوم نہیں وہم وگمان ہے کسکا

کس کا رخ غیرتِ گل ہے چمنِ عالم میں
صورتِ غنچۂ تصویر دہان ہے کسکا

غیرتِ لالہ و گل کس کے ہین یہ عارضِ نغز ایسا خوشبو صفتِ غنچہ دہان ہے کسکا

روح خوش ہوتی ہے دل کھلتا ہے مثلِ گلتر آجکل نام مرے وردِ زبان ہے کسکا

گفتگو کرتا ہے واعظ سرِ منبر کس کی نغمۂ بلبلِ گلزار بیان ہے کس کا

یار کا یار تو ہو کوئی محبت مین تو جا پھر تو یہ خلدِ برین باغِ جنان ہے کسکا

یہ کسی عاقل و فرزانہ سے پوچھون جاکر راز کسکا تھا نہان آج عیان ہے کسکا

منتقی یارِ گل اندام ہے بر مین اپنے
آج کی شب صفتِ خلد مکان ہے کس کا

ہر اک شی مین نظر آتا ہے جلوہ یار جانیکا کدہر گم آج آوازہ ہے اُنکی لنترانی کا

مناؤن فصلِ گل مین زمزمہ جوشِ جوانی کا کرون دم بند مین اکروز مرغِ بوستانی کا

بیان کس منہ سے ہو صدمہ فراقِ یارِ جانی کا گلوے خشک پر عالم ہے خنجر کی روانی کا

نہ صحرا مجکو بھاتا ہے نہ گلشن ہی خوش آتا ہے نیا مجنون بنایا ہے فراق اُس یارِ جانی کا

نگہبان ہے زمانہ کا وہ مہرِ خوش لقا اپنا اُسی پر ختم ہے عہدہ ہر اک کی پاسبانی کا

شگفتہ گل کوئی جب دیکھتا ہون جا کے گلشن مین نہایت یاد آتا ہے مجھے عالم جوانی کا

نظر آتی ہے جب سقفِ فلک پر کثرتِ انجم کسی کا یاد آتا ہے دوپٹہ کا مدانی کا

اُتارا سر مرا تن سے سبکباری مجھے بخشی مسیحا تو ہوا اے مایہ میری سرگرانی کا

تو ہی ہے بطن مادر مین ہمارا پالنے والا تو ہی حامی ہے اور رزاق ہے مرغِ آشیانی کا

جنازہ پر جنازہ اُسکی کوچے سے نکلتا ہے ہوا ہے شوق اُس قاتل کو شاید تیغ رانی کا

رخِ رنگین کی آرایش مین از حد دخل ہے مجکو اجارا لونگا رضوان سے مین عہدہ باغبانیکا

شہیدِ تیغ ناز اپنا کیا تو نے نہ اے قاتل نہ زیبا مجکو بخشا حیف عمرِ جاودانی کا

اسیرِ زلفِ صنم کا ہو نہ کوئی مبتلا ہرگز کوئی مورد نہ ہو یارب بلائے آسمانی کا

عطا کی عقل بخشا ہوش اُسنے منتقی مجکو
بیان کیا کیا کرون اللہ کی مین مہربانی کا

بی طلب گھر مین مری آہی گیا یار اپنا خوب بیدار ہوا طالعِ بیدار اپنا

عاشقی صبر و تحمل ستم و جور و جفا
آپ کا کار ہے وہ اور ہی یہ کار اپنا

یار پر رنگ جوانی کا نہایت ہے کرم
اندنون خوب ہی گلزار ہے گلزار اپنا

ہاتھ جس روز کہ پکڑے گا جنونِ کامل
قطع ہو جائیگا دنیا سے سروکار اپنا

بام پر پردہ نشین آ گئے پہلو مین مرے
بند کر ماہِ فلک دیدۂ بیدار اپنا

فصلِ گل شور پہ ہے زور پہ ہے جوشِ جنون
خوب ہی اچھلیگا سودا سرِ بازار اپنا

دوربین چشم بنی ہے ترے نظارے کو
بند کر یار ہر اک روزنِ دیوار اپنا

وصل مین جام مے سرخ کا چھلکا جسدم
آگیا یاد مجھے دیدۂ خونبار اپنا

منزلِ عشق بنائے ہے دماغ و دل مین
کام جو کرنیکا تھا کر گیا معمار اپنا

جگر و دل کو مین رو بیٹھا ہون مدت گذری
اب نہ مونس ہے کوئی اور نہ غمخوار اپنا

مین نہ کہتا تھا دلا کوئی حسینان مین نجا
ایکدن ہوئیگا جینا تجھے دشوار اپنا

آسمان سر پہ کھڑا ہے ترے پہلو صبا
رازِ دل لب پہ نہ لانا تو خبردار اپنا

ہمکو اسے یار مسیحائے زمان سمجھتے ہین
کیون نہین کرتے اچھا کوئی بیمار اپنا

عفو ہوئینگے مرے جرم جنون کے ہاتون
ہوئیگا ابرِ کرم دامنِ کہسار اپنا

ایک عاشق کو پھٹکنے نہین دیتا بیشۂ حسن
سمجھا ہے ظلِ ہما سایۂ دیوار اپنا

دیکھ پھر کوئے قناعت مین خدا کی قدرت
مشفقی توڑ تو پہلے بتِ پندار اپنا

لا بھی یار سے پُر سے پیالا
نکلے قارونِ دنی کا دیوالا

دل سے ہے جو یا بلند مضمون کا
ہے نظر سوئے عالمِ بالا

گردشِ چشم نے ترے یار ہر
اک زمانا کیا تہ و بالا

گیسوئے یار کو نہ چھیڑ اے دل
کاٹ کھائے گا ناگ ہے کالا

تیرِ بیداد سے بچے عاشق
سرمگی چشم کا وہ دنبالا

سوئے دنیا ہوا دلِ محزون
بھر گیا مجھ سے گود کا پالا

دارِ ہمت بلند رکھتا ہون
تا فلک مجھ سے نکلے گا مرا نالا

کچھ نمک ہو میرا مصرع شعر — دو کلی سا پنجے مین ہے اسسے ڈہالا

سرد مہرونسے اس زمانیکے — کشتِ امید پر پڑا پالا

فکر کونین کی جو رکھتا ہون — پیتا ہون مین شراب دوسالا

اشک گر ہون پسند یار مری — موتیون کا کبھی نہ لون مالا

دیدۂ صاحبِ قناعت مین — دُرِ یکتا ہے صورت ژالا

ہمنے تیغِ شکیب سے کب کا — نفسِ سرکش کو مار ہی ڈالا

بعد مرنیکے منتقی تیرے
مادر گیتی بہنے رنڈسالا

راز اس دل کا جدا ہے لب اظہار جدا — ہین جدا پردہ نشین ہر دم بازار جدا

تیغ کو کھینچے کھڑا ہے بتِ خونخوار جدا — سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین گنہگار جدا

مبتلا اسکا مین ہون وہ ہے مرا دیوانہ — وہ گرفتار جدا مین ہون گرفتار جدا

اہل دنیا ہین جدا طالبِ عقبیٰ ہین جدا — بوالہوس لوگ جدا عاشقِ سرشار جدا

حلقۂ گیسوئے مشکین کو وہ کٹواتا ہے — مارسے ہوتا ہے ہوشیار سرِ مار جدا

کم نہین ہوتے طلبگارِ شہادت اسکے — روز سر تن سے وہان ہوتے ہین دو چار جدا

خوابِ غفلت نہ مری آنکھو مین آیا تا زیست — مجھسے اک دم نہ ہوا طالعِ بیدار جدا

نقشِ دنیا ہے جدا نقشِ محبت ہے جدا — سکۂ داغ جدا سکۂ دینار جدا

دل کے خواہان ہین حسین انکے ہین خواہان عشاق — اسکے طالب ہین جدا انکے طلبگار جدا

اسکی ہے کم سخنی باعثِ شیرین سخنی — کیا گلہ اسکے نہ ہو گر لبِ اظہار جدا

دور ہے منزلِ مقصود سے ہر ایک بشر — تجھسے پاتا ہون زمانیکو مین اے یار جدا

اتنی وسعت پہ اسی تنگی ہے کیا قدرت — خانہ دل کا مگر ہے کوئی معمار جدا

ایکدم لٹتے گئے دل سے مرے صبر و شکیب — ایکدم لٹتے ہوئے ہین مرے غمخوار جدا

دیدہ و دل سے جدا کیون نہ ہو چشم جانان
منتقی رہتا ہے بیمار سے بیمار جدا

نکل کے روح گئی تن سے بیگمان تنہا
مکان کو چھوڑ گیا صاحب مکان تنہا

ملا نہ دل کو کوئی مرغِ خوش بیان تنہا
تمام عمر رہا اپنا آشیان تنہا

کبھی عدم مین رہا گہ وجود مین آیا
پھرا ہون زیست مین اپنی کہان کہان تنہا

عدم مین کون تھا اپنا وجود مین ہے کون
مین کیا کہون کہ رہا ہون یہان وہان تنہا

تمام حال تری سرکشی کا کھل جاتا
مری طرح سے جو پھرتا تو آسمان تنہا

کسی بشر کی نہ مٹی خراب ہو یارب
نہ پیر ہو کوئی تنہا نہ نوجوان تنہا

سوائے روح نہین کوئی جسم کا مالک
یہ وہ مکان ہے جسمین ہے میزبان تنہا

نہ زمزمے وہ سنے عندلیب کے تا زیست
جو گوش دل سے سنے میری داستان تنہا

دم سحر نہ مرے پاس سے تو اٹھ جانا
نہ چھوڑ جانا مجھے پیری مین او جوان تنہا

اوڑا ہے نرم سے اُس گلعذار کا شہرہ
چلا ہے بو کا گلستان سے کاروان تنہا

طپش سے آتش گل کی بہار مین بلبل
جلین ہین شمع صفت میرے استخوان تنہا

نہ یار ہو وے نہ مے ہو نہ ہو جو تو ساقی
مری نظر مین جہنم ہے گلستان تنہا

کشش سے اپنی دلِ یار کھینچ کے آئے گا
جہاز کھینچکے لاتا ہے بادبان تنہا

دکھاکے فرد عمل منتھی بروز جزا
چلے گی صورتِ مقراض یہ زبان تنہا

کب مین ایدستِ جنون بے سر و سامان نہوا
گاہ دامن نہوا گاہ گریبان نہوا

حسن نیرنگ صنم سے مین مقابل کرتا
حیف ہے قبضۂ قدرت مین پرستان نہوا

خواہش وصل ہوئی جب نہوا وصل نصیب
جسگھڑی درد ہوا اُسگھڑی درمان نہوا

مال کیا مال ہے نقدِ دل و جان تک دیتا
حسب دلخواہ ہماری کوئی جانان نہوا

صدفِ چشم نے جبدم کہ گرائے دُرِ اشک
سامنے اُسکے کبھی موسم نیسان نہوا

تنگ کسدن نکیا وحشتِ دل نے مجکو
مجھ سے کس روز جنون دستِ و گریبان نہوا

راستی راہ حقیقت کی دکھاتا وہ مجھے
ایسا ہندو نہ ہوا ایسا مسلمان نہوا

کب نہ لٹنے لئے پوشاک کے میرے ظالم
ای جنون کب مین ترے ہاتھ سے عریان نہوا

عشق کے راز کو میرے نہ چھپایا صد حیف | تجھ سے کام اتنا مرا دیدۂ گریاں نہوا

منتہی دیر کی خواہش نہ حرم کی مجھکو
دہر میں تجسا کوئی گبر و مسلماں نہوا

پُر اثر زور یہ جس دن مرا نالہ ہوگا | دل تو کیا گنبدِ گردوں تہ و بالا ہوگا
فتنہ ہے طفل کوئی دن کو قیامت ہوگا | یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہوگا
پاؤں پھیلاکے میں بیٹھونگا کسی صحرا میں | جب مجھے دستِ توکل کا سہارا ہوگا
تیغ کھینچے ہوئے جاتا ہے وہ مسجد کیطرف | ذبح کیا آج کوئی مرغِ مصلا ہوگا
کبھی کونین کا جھگڑا نہ چھٹیگا اے دل | قطع جب تک نہ ترا دستِ تمنا ہوگا
عشق کا راز چھپیگا نہ جنوں کے ہاتوں | دیکھ لینا سرِ بازار یہ سودا ہوگا
عشق کا روگ مٹادی کوئی ایسا ہو حکیم | یہ مرض وہ ہے مسیحا سے نہ اچھا ہوگا
سیر گو نعمت دنیا سے ہے منعم تو آج | دہن گور کا ایکروز نوالا ہوگا
خوشنما خطِ سیہ گردِ رخِ یار جو ہے | ایسا کب ملک سلیماں کا قبالا ہوگا
پاس رخ کے نہیں وہ خطِ سیہ مدتسے | شائگاں گنج کا مالک کوئی کالا ہوگا
زیبِ رخ ہوگا کبھی خطِ سیہ فام ترے | گرد مہ کے ترے پیدا کبھی ہالا ہوگا
طپش عشق سے اس بحرِ لطافت کے لئے | خشک تر لب سا نہ میرے لب دریا ہوگا

وعدۂ دیدار کا رکھا ہے دمِ حشر اسنے
منتہی اسکا تو شائق کوئی مردا ہوگا

جدا سے وقت ہوگا چار عنصر کی جدائیکا | بھروسا کر نہ ہرگز چار دن کی آشنائیکا
توکل پیشہ ہوں ہمت مجھے وہ دی ہے خالق نے | سمجھتا ہوں دلا دستِ دعا کاسہ گدائیکا
ہر اک شاہ و گدا اس شاہ سے رزق کا طالب ہے | جہاں کے دور کو سمجھا ہوں میں کاسہ گدائیکا
ہوا کب وصل ممکن جیتے جی اس حور کا مجھکو | رہا جبتک میں زندہ غم رہا اسکی جدائیکا
برنگ گل ہوا سے دہر نے ٹکڑے کئے اسکے | جو لیکر آئے تھے ہمراہ جامہ پارسائیکا
عجب محبوب با اخلاق ہے تو بحرِ عالم میں | ہر اکدم مارتا ہے یار تیری آشنائیکا

نکل اور روح تن مین ضعف پیری سے نہین طاقت
قفس ٹوٹا ہوا مژدہ ہو بلبل کو رہائیکا

نہ اپنا دل ہوا اپنا نہ اک بت پر رہا قابو
کرینگے یاد کیا ہم اسے خدا تیری خدائیکا

طلب ہے ہتی ہے ہر دم دولت دیدار کی اسکو
بنا ہے دیدۂ بینا مرا کاسہ گدائیکا

صفا ہوتا ہے دل ہوتی ہے پیدا یار کی صورت
یہ آئینہ نہین آلہ ہے اسکی رونمائیکا

چمن مین زیر سرو اے یار سایہ جب سے دیکھا ہے
ہوا ہے شوق دلکو تیرے پاپر جبہ سائیکا

فراق یار کا صدمہ زبان پر لا نہین سکتا
بیان کیونکر کرون مین روح و قالب کی جدائیکا

نہ کیونکر رند میکش ہو وہان جیسا ہو میخانہ
یقین کر منتہی ہر شیر عاشق ہو ترائیکا

لگاؤ اس بت سنگین سے پھر ہوا دلکا
بھڑا پہاڑ سے پھر ال بے حوصلا دلکا

کبھی ہے آہ کبھی ہے فغان کبھی نالہ
جدا ہے ایک زمانے سے مشغلا دلکا

یہ کھینچ کھینچ کے لے لے گیا بتون کی طرف
مجھے خراب کیا کیا بگڑ گیا دلکا

مری طرف سے اسے قاصدا یہی کہنا
چلے ہی آؤ کہ جاتا رہے گلا دلکا

کیا ہے جذب سے اس بت کو اپنے قابو پر
خدا کی شان ہے دیکھو تو حوصلا دلکا

شب فراق کے صدمے سے سامنا ہے آج
پڑا ہے دیو سیہ سے مقابلا دلکا

نہ حسن و عشق کا جھگڑا مٹیگا عالم سے
نہ حشر تک کبھی ہوئیگا فیصلا دلکا

بتو نے ملکے مجھے کس عذاب مین ڈالا
برا تو کیا کہون ہوئے بہت بھلا دلکا

کبھی تو ہوئیگی دیوانگی مری مشہور
کبھی تو جوش پہ آئیگا ولولا دلکا

کسے مجال جو ہو جائے خدا سے خبر
وہ کون ہے کہ جو سمجھے معاملا دلکا

بہار حسن سے کرتے ہین چہچہے عاشق
چمن پہ روپ ہوا شور ہے غنا دلکا

خیال پردہ نشین یار اسمین رہتا ہے
گذر گیا ہے فلک سے بھی مرتبا دلکا

بھگو ہی دیوے گا صاحب کا جامۂ عصمت
بہے گا پھوٹ کے جب ورد آبلا دلکا

نوشتۂ ازلی منتہی دکھا دینا
مقابلہ ہو اگر اس کریم عادلکا

گل کوئی رونقِ چمن نہ ملا — شمع رو زیبِ انجمن نہ ملا

دل سے ڈھونڈھا کمال ہو کر تنگ — اس پری کا چہ ذقن نہ ملا

کوہ و ہامون سے سر کو ٹکرایا — رتبۂ قیس و کوہکن نہ ملا

اس دور راہی مین ملک ہستی کے — ایک بھی واقفِ وطن نہ ملا

جب سے پایا لباسِ عریانی — پھر کوئی ایسا پیرہن نہ ملا

چشم نہ افتادگان کے سر ظالم — خاک مین اپنا یا نگین نہ ملا

خضر نے پایا چشمۂ حیوان — ہمنے ڈھونڈھا ترا دہن نہ ملا

جذبِ دل کیا ہوا اثر کو تری — آج تک واسطے دکن نہ ملا

بار احسان جہان کا ہوتا — مجکو اچھا ہوا کفن نہ ملا

خوب تھے قدردانِ اہلِ سخن — بلبلِ زار کو کفن نہ ملا

اس نے آغوش مین لیا نہ مجھے — گل کو بلبل کا پیرہن نہ ملا

باغبان اسکے جسمِ نازک سے — نہ ملا برگِ یاسمن نہ ملا

مثلِ شہریارِ الملک — آجتک واقفِ سخن نہ ملا

ابروسا تو خوش خم کوئی خنجر نہین ملتا — مژگان سا نکیلا کوئی جوہر نہین ملتا

دل دینے کے لایق کوئی دلبر نہین ملتا — قابل مرے سو دیکھے کوئی سر نہین ملتا

ہمدم کوئی قاصد نہین ہاتھ آتا ہی میرے — ایسا کوئی گردان کبوتر نہین ملتا

جھٹ کر دیا آئینہ کو اس رخ کے مقابل — کہتے تھے اکثر مرا ہمسر نہین ملتا

پوچھون ستمِ روبرو ق کہ ہین آگے — مدت سے جو حالِ دلِ مضطر نہین ملتا

بیچین اسے بے دام یہ ابنائے زمانہ — ناچار ہین یوسف سا برادر نہین ملتا

کسدن دہنِ پاک کا بوسہ نہین دیتے — کسدن مجھے جام سے کوثر نہین ملتا

دل صاف ہوا عقل دکھائی نہین دیتی — روشن ہوا آئینہ تو جوہر نہین ملتا

جو یا تو غافل تلاشی تو ہو وصلے — کہتے ہین وہ ملتا نہین کیونکر نہین ملتا

کچھ عقل مین آتے نہین ابرو کے اشارے
مطلب مجھے اس بیت کا اکثر نہین ملتا

اے منتفی بستر کو مرے جھاڑتا ہے یار
جس وقت کہ ڈھونڈے سے تن لاغر نہین ملتا

تو کرکے قتل بہت یار کو بکو آیا
بہوش باش مرا کوچہ گلو آیا

کہا انسے قاصد فرخندہ فال لو آیا
فرشتہ آیا کہون یا فرشتہ خو آیا

چلی نہ منت وزاری تو بن گئی دم پہ
رہے نہ اشک جو آنکھون مین تو لہو آیا

کبھی نہ تونے سنی عاشقون کی او ظالم
کبھی نہ یار تجھے طرز گفتگو آیا

ہمیشہ مجھکو رہی اشک پر اثر کی تلاش
حباب کی بحر مین مین بھر آبرو آیا

دکھائی شکل کبھی صورت گل ولالہ
کبھی نظر مین وہ مانند رنگ و بو آیا

ہزار بار جچا مین نگاہ قاتل مین
ہزار مین تیغ قضا کو جچھو آیا

بگڑ کے کہنے لگا سن کے شب مجھسے فریاد
مری گلی مین خبردار پھر جو تو آیا

کہا یہ دیکھکر آئینہ خط کے آنے پر
غرور حسن مرا میرے روبرو آیا

سما گیا کبھی وامق مین گاہ عذرا مین
ہر اک لباس مین اے حسن یار تو آیا

بنا ہے جسم مرا اتفاق عنصر سے
بجا ہے گر مین کہون ملکے چار سو آیا

ہر ایک آیا مرا ایک کام کو زمانے مین
تمھارا خنجر بران سپئے گلو آیا

گلے مین طوق جو منت کا یار نے پہنا
تڑپ کے نالۂ دل اپنا تا گلو آیا

کھلے نہین گل ولالہ چمن مین عالم کے
نہان جو زار تہا صاحب کا روبرو آیا

ہما تو پھا ہی گیا تہا ان استخوان پہ مرے
بھلا ہوا کہ سگ کوئے یار تو آیا

عدم مین کس سے چھٹا منتفی بتا للہ
کہ اس جہان مین روتا ہوا جو تو آیا

مرے وقار کو ہرگز نہ آسمان سمجھا
دماغ بلبل گلشن نہ باغبان سمجھا

دہان کو ہر در ملک عدم وان سمجھا
جہان کو ملک عدم کا مین کاروان سمجھا

دہان یار کا مضمون وہ معما ہے
ہوا خموش اسے جو کوئی جہان سمجھا

بوقتِ ذبح کھلا حال بیوفائی یار
مزاج یار کا کسوقت مین کہان سمجھا

رقم کیا جو کبھی وصفِ گلعذارِ صنم
صریرِ خامہ کو بلبل کی داستان سمجھا

اٹھا کے بارِ محبت کا رکھدیا سر پہ
مگر یہ پیرِ فلک مجکو نوجوان سمجھا

رقم ہوا جو کبھی وصفِ مہرِ عارض کا
زمینِ شعر کو مانندِ آسمان سمجھا ؛

حرم مین دیر مین گلشن مین میکدہ مین صنم
مین ایک حال کو تیرے کہان کہان سمجھا

کبھی نہ یار نے اسمین کرم کیا شاید
دلِ شکستہ کو ٹوٹا ہوا مکان سمجھا

نظر پڑا رخِ رنگین کے پاس جب گیسو
چمن مین آتشِ گل کا اسے دہوان سمجھا

بیان حال کیا مین نے لاکھ رو رو کر
برنگِ شمع نہ کوئی مری زبان سمجھا

عدم کے قافلے والونسے رہ گیا چھٹ کر
مین ہستی کو پسِ گردِ کاروان سمجھا

عاشقِ زلفِ چلیپا ہو گیا
دشمنون کو میرے سودا ہوگیا

دو قدم جبدم چلا وہ ناز سے
دیکھ لینا حشر برپا ہوگیا

ان حسینون سے رہونگا دور دور
گر عدم سے اب کی آنا ہوگیا

پھک رہا تھا جو کہ سوزِ ہجر سے
آج وہ بیمار ٹھنڈا ہوگیا

اشک نے پیدا کیا حسنِ قبول
قطرۂ ناچیز دریا ہوگیا

جل بجھا اپنا تپِ فرقت سے دل
اب ترا ٹھنڈا کلیجا ہوگیا

پاؤن پھیلا کر مین سویا چین سے
قطع جب دستِ تمنا ہوگیا

لکھ دیا تھا جو ازل کو وہ ہوا
مین جہان مین مفت رسوا ہوگیا

دل نے کی ہے آپکے پہلو مین جا
یار تھا اپنا تمھارا ہوگیا

غنچہ و گل چل بسے گلشن سے آج
یار لطفِ جام و مینا ہوگیا

دل دیا تجھ سے بتِ بیرحم کو
بیٹھے بٹھلائے مجھے کیا ہوگیا

ان بتون کی سوزِ فرقت سے جلا
دل مرا ہندو کا مردا ہوگیا

داغ عشق لالہ رونے یہ دیے
دل مرا پھلون کا تکیا ہوگیا

اُس پری وش کا بیمار ہے واسطے ‏ سایۂ دیوار عنقا ہو گیا
فکر اُسکی وصل شب ہے آخر یہ دل ‏ گور کے مُنہہ کا نوالا ہو گیا
رات آئی دن گیا صبح ہوئی ‏ سامنے آنکھون کے کیا کیا ہو گیا
جب حقیقت سے ہوا مین آشنا ‏ عالم ہستی تماشا ہو گیا
قتل کر کے مجکو وہ کہنے لگا ‏ آج حل سارا معما ہو گیا

پھر صفائی اُس مسیحا ہوئی
منتہی زندہ دوبارا ہو گیا

آشکارا غم پنہان نہ ہوا تھا سو ہوا ‏ تجھسے جو کچھ دل نالان نہ ہوا تھا سو ہوا
خون فشان پنجۂ مژگان نہ ہوا تھا سو ہوا ‏ رشک گلشن مرا دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
عاشق کاکل پیچان نہ ہوا تھا سو ہوا ‏ یہ مرا حال پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
چھا گیا خط سیہ فام رخ زیبا پر ‏ مور کو ملک سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دلکو وحشت نے اُڑایا ہے خدا خیر کرے ‏ عازم سیر بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا
زد رہے کافر بیدین کا مرا حافظ ہے ‏ صند مین دشمن ایمان نہ ہوا تھا سو ہوا
کو لئے غنچہ دہن کے ہے تبسم کا خیال ‏ زخم دلکا گل خندان نہ ہوا تھا سو ہوا
خوشنما خال سیہ ہے رخ روشن پہ ترے ‏ زاغ گلشن کا نگہبان نہ ہوا تھا سو ہوا
صفت پیرہن گل ترے ہاتو لئے جنون ‏ ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
حسن نیرنگ صنم کا مرے دل مین ہے خیال ‏ بند شیشہ مین پرستان نہ ہوا تھا سو ہوا
جیسا دل دیکے تجھے یار مین پچتایا ہون ‏ عمر بھر ایسا پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھکر اُس بت عیار کا روئے روشن ‏ صورت آئینہ حیران نہ ہوا تھا سو ہوا

کہتے ہین بلبلین ہر دم چمن عالم مین
منتہی سا بھی غزل خوان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر قاصد اُسے جامے سے باہر ہو گیا ‏ چشم افسون گر سے دیوانہ کبوتر ہو گیا
ہاتھ مین ساقی کے جب لبریز ساغر ہو گیا ‏ عکس سے شیشے صورت رشک گل تر ہو گیا

منحرف ہم سے جو وہ نشہ مین دلبر ہو گیا
تیر ناوک اپنے حق مین خطِ ساغر ہو گیا

بے تشنے ہے گردش آسیہ ہر وقت چشمِ یار نیز
جام مے شاید مرے طالع کا اختر ہو گیا

تو نہ پھٹکا پاس مجھ بیکس کے او غفلت شعار
آبِ گریہ ورنہ اونچا سر سے اکثر ہو گیا

حسن کی دولت نکر عشاق سے پیارے عزیز
پھر قارون دشمنِ جان دیکھ لے زر ہو گیا

جب لبِ لعلین کا اُس بُت کے ہوا مشہور راز
خشک مرجان کا ہوا خون لعل پتھر ہو گیا

رتبۂ شہ اور تھا حالِ گدایان اور تھا
جب گئے زیرِ زمین یہ وہ برابر ہو گیا ۔

ناامیدی وصالِ یار کی لایا جو خط
خنجرِ بُرّان سمجھے بالِ کبوتر ہو گیا

نام باقی رہ گیا مردون کا زیرِ آسمان
دورِ دارا بھی گیا دورِ سکندر ہو گیا

وصفِ گیسو سُن کے وہ ظالم ہوا دشمن مرا
مجکو زہرِ جانگدا اسکا لے کا نشتر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی صحبت حسینونکی پسند
رفتہ رفتہ خانۂ دل عشق کا گھر ہو گیا ۔

آئینہ رویون کی صحبت مین ہاے عمر بھر
منتہی بخی اپنے طالع کا سکندر ہو گیا

منہ جائیگا گیسو اگر اُس رشکِ پری کا
ہوئیگا عدا وامری آشفتہ سری کا

بھایا ہے دلا خال تجھے رشکِ پری کا
دیوانہ ہون پیارے تری کوتہ نظری کا

پابند نہ غافل ہو یہان بے بصری کا
ہوشیار کہ دنیا ہے تماشا گذری کا

مے ہے نہ وہ گل ہے نہ بہارِ چمنستان
موقع نہین ایدل ابھی چلچی کا چری کا

انجام کو جب دیکھتا ہون دورِ جہان کے
عالم نظر آتا ہے چراغِ سحری کا

آنکھون سے جو دیکھین ترا جلوہ تو یقین ہو
قائل ہے یہ عاشق ترا حسنِ بصری کا

امید نہ رکھنا کبھی دنیا سے وفا کی
مشتاق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کھری کا

طے غیرِ سیہ رو سے نہ ہو گی کبھی منزل
کو تا انھین چلنے کا چلن کبکِ دری کا

ہے سروِ قدِ یار کا ہر وقت تصور
نقشہ مرے دل مین ہے عقیقِ شجری کا

ہر ایک کو ہی عشق مرے یار سے ایدل
ہر ایک ہی معقول مری خوش نظری کا

بے حکم کوئی کام کیا ہو تو قسم لو
مورد جو ہے بندہ تو خطائے بشری کا

ہر مور ضعیف اندنون نہان ہے زمین مین ایسا ہوا شہرہ تری نازک کمری کا

قاصد یہی اس شمع شب افروز سے کہنا
ہے منتظر مشتاق تری جلوہ گری کا

حسینون کے قدم سے ہی یہان جور و ستم پیدا نہوتا غم زمانہ مین اگر ہوتے نہ ہم پیدا
طبیعت اور بد اصلاح سے ہو بد سرشتو نکی پڑا ہے حرف مطلب کا کرے مشق ستم پیدا
صفات چشم جانان کو قلم تحریر جب ہوئے کرون مین تیغ ناخن نرگس کا کہین جا کر قلم پیدا
ہماری زندگانی نے دیکھائی موت کی صورت ہوا ہستی اپنی جادہ ملک عدم پیدا
ہوا ہے ہستی موہوم نے ہمکو اوڑایا ہے ہوئے ہین ہم جہان مین صورت نقش قدم پیدا
ہمارے دل نے دکھلائے ہے ہمکو سیر عالم کی ہوا ہے قدرت حق سے بغل مین جام جم پیدا
زمانے مین نہین ایسا کوئی رہبر کامل کرے گا راہ جنت کی ترا دست کرم پیدا
دورنگی سے زمانیکی ہلاک انسان ہوئے تیز فلک نے کی ہر عالم مین مگر تیغ دودم پیدا
فراق و وصل دو ہمزاد ہین اک عشقبازی کے غم و شادی زمانہ مین ہوئے ہین توام پیدا
بھرا دل مین اگر نیرنگ حسن یار کا ناصح مین سمجھا پھر زمانہ مین ہوا باغ ارم پیدا

نہین ہے زخم کاری دل پہ اپنے تیغ فرقت کا
ہوا ہے اپنی خاطر جادہ ملک عدم پیدا

جب کہین سنگ جفا کا تری خوگر ہوتا ؛ عوض دل مرے پہلو مین جو پتھر ہوتا ؛
وصل اس یار کا اغیار کو ممکن نہ ہوا جو نہ تقدیر مین لکھا تھا وہ کیونکر ہوتا
عارض صاف دکھاتا اسے ہر آئینہ گر ترے عہد مین اسے یار سکندر ہوتا
عکس پڑ جاتا اگر اس لب شیرین کا دلا آب رکیتہ ابھی شربت شکر ہوتا ؛
آرزو ہے مری تجھ سے فلک شعبدہ باز تیز اغیار پہ اس یار کا خنجر ہوتا
دل سے رکھتا مین اگر کوئی قناعت کا قدم صورت خسرو رہا ور مرا افسر ہوتا
خاکساری سے جو ہوتا مرا دل آئینہ رخ مرا اختر کو شکل مہ انور ہوتا
وصف لکھتا مین اگر اس بت خوبی کا دلا خامہ میرا نہ ہما کا پر شہپر ہوتا

حسبِ دلخواہ تجھے دولت وصلت ملتی
منتی ہان جو مقدر ترا یاور ہوتا

اشک میں اپنے اثر پیدا ہوا — قطرۂ ناچیز تھا دریا ہوا
جب بیان اُس سے کیا رنجِ فراق — ہنسکے وہ کہنے لگا پھر کیا ہوا
مرگیا عاشق جو رنجِ ہجر سے — چھٹ گیا ایذا سے کیا اچھا ہوا
اِس دو راہی مین جہان کے راہرو — بار ہا جانا ہوا آنا ہوا
لی بغین سے ہمنے مئے الفت دلا — عمر کا لبریز پیمانا ہوا
ایکدن پوچھا نہ سنجھسے یارنے — کس طرف سے آپ کا آنا ہوا
آئینہ دن بھر رہا اُسکا انیس — شب ہوی گیسو ہوا شانا ہوا
ہر سزا اور بلا سے آسمان — جسکا اونچا سب سے کاشانا ہوا
بھیجتا قاصد ہون یا جاتا ہونیز — ہر طرح سے دل کا سمجھانا ہوا
ہے تصور دل مین چشمِ مست کا — درمیان کعبے کے بتخانا ہوا
ہنسکے بولا سنکے پیغامِ وصال — اور لو اِس شخص کو سودا ہوا

منھ نہ پھیرا تیغِ عشقِ یار سے
منتی سا کون مردانا ہوا

جو ملتی دولت وصلت خزانہ کیا کرتا — جو ہوتا یار موافق زمانہ کیا کرتا
تلاش تھی درجانان کی ایک مدت سے — بہشت و خلد کا مین آستانہ کیا کرتا
جو بزمِ یار مین سنتا وہ چہچہے میرے — چمن مین بلبلِ شیدا ترانہ کیا کرتا
جلایا مزرعۂ دل برقِ حسن نے اُسکے — سمندِ ناز کو وہ تازیانہ کیا کرتا
نہ میکشی ہوئی ممکن نہ کوئی یار ملا — مین پڑھ کے شیخ نمازِ دوگانہ کیا کرتا
کلاہِ فقر اگر میرے ہاتھ آجاتی — مین اِس جہان کا تاجِ شہانہ کیا کرتا
نہ مارا تیرِ نگہہ میرے ناتوان دلکو — ضعیف صید کو ظالم نشانہ کیا کرتا
عدم سے لایا مجھے اشکبار دنیا مین — زیادہ اس سے ستم آب و دانہ کیا کرتا

الجھ رہا دلِ صد چاک زلفِ جانان مین
زیادہ اس سے کہو اور نشانہ کیا کرتا

طالب ہون دل سے ساقئ گلگون عذار کا — چسکا پڑا ہے مجکو مئے خوشگوار کا
پیسا ہوا ہون سرمۂ چشمِ نگار کا — مارا ہوا ہون مین کسی ابلق سوار کا
احسان ہے کمال دلِ داغدار کا — دکھلا رہا ہے رنگ ہمیشہ بہار کا
دل شیفتہ ہے گردشِ چشمِ نگار کا — ہون شہسوار ابلقِ لیل و نہار کا
پوچھو نہ حال اپنے دلِ خاکسار کا — پہلو مین ایک ڈھیر ہے مشتِ غبار کا
جو وقت زمزمون پہ کھلی ہے زبان مری — دم بند کر دیا ہے چمن مین ہزار کا
کاٹا نہ تو نے سختئ شیرین کو کوہ کن — پھاڑا عبث کو یار جگر کوہسار کا
تیرا جو شیفتہ تھا ہوا اسپہ دل فدا — مین خود شکار ہو گیا اپنے شکار کا
کب اُس حسین کو عاشقِ مفلس کی چاہ ہے — صیاد آشنا نہین لاغر شکار کا
جسمِ گلی کو چھوڑ کے یہ روح چل بسی — بنتا نہین ہے ساتھ ہی پیدل سوار کا
موجِ ہوا ہے صورتِ زنجیر اندنون — شاید کہ عنقریب ہے موسم بہار کا
برسون سے شوقِ ساقئ گلگون عذار ہے — مدت سے منتظر ہون مئے خوشگوار کا
اولٹا ہے آہِ سرد نے میرے سرِ نقاب — پردہ اوٹھا دیا ہے صبا نے بہار کا

جھیلی ہے تنگ چشمئ احباب شفقی
معلوم بھی نہ ہوئے گا صدمہ فشار کا

بے اثر اشکون سے مقصد ہوتا ہے کیا — آبرو اپنی عبث کھوتا ہے کیا
تخمِ اُلفت کا نہ ہوگا بارور — مزرعۂ دل مین آسی بوتا ہے کیا
کب سے سنتا ہون عدم کی دھوم دھام — دیکھئے چل کر وہان ہوتا ہے کیا
ہاتھ کھینچا جسنے اس دنیا سے وہ — پاؤن پھیلائے ہوئے سوتا ہے کیا
معتقد کرتا ہے واعظ اک جہان — وہ مگر دجال کا پوتا ہے کیا
دل کو دیتا ہے سپئے دنیائے دون — مزرعۂ ہستی مین تو بوتا ہے کیا

میری غفلت پہ وہ بولا ناگہان
چپ اد غافل برا سوتا ہے کیا
اشک یادِ یار مین تھمتے نہین
دیدۂ تر چاہ کا سوتا ہے کیا
واعظا رندی نہ چھوڑونگا کبھی
اس ڈرانے سے ترے ہوتا ہے کیا
ناصحا دل دے چکا ہون یار کو
تیرے سمجھانے سے اب ہوتا ہے کیا
جمع کرتا ہے جو تو مالِ جہان
بوجھہ کو بیگا رکے ڈہوتا ہے کیا

ناکسون کو منتہی دیتا ہے جا
کانٹے اپنے حق مین تو بوتا ہے کیا

دل نورِ الٰہی کا جو کاشانہ نہ بنیگا
اختر مری تسبیح کا ہر دانہ نہ بنیگا
دل مسکنِ نیرنگیٔ جانانہ نہ بنیگا
یہ خانۂ ویران بھی پریخانہ نہ بنیگا
گر ہوگا گذر ساقیِ سرشار کا آمین
یہ دل بھی سے ناب کا پیمانہ نہ بنیگا
وا ہونگے عقدے ابھی گیسو کے تمھارے
میرا دل صدچاک اگر شانہ نہ بنیگا
دیکھے گا اگر آئینہ رُخ کو تمھارے
وہ کونسا دل ہے کہ جو حیرانہ نہ بنیگا
تحریر سے کب حرف مقدر کی خبر تھی
جسجا یہ ہے مسجد وہان میخانہ نہ بنیگا
بوسہ لبِ معشوق کا ہوئیگا میسر
جبتک مری خاک سے پیمانہ نہ بنیگا
واللہ وہ کونین کے جھگڑون سے چھٹیگا
اس منزلِ ہستی مین جو دیوانہ نہ بنیگا
کل ہوگا میسر لحدِ تنگ کا پہلو
گو آج مکان آپ کا شاہانہ نہ بنیگا

مارے گا تو کس وقت سگِ نفس کو بیمار
اے منتہی کس روز تو مردانہ نہ بنیگا

نئی ہے روح جسد ہے مکان خام نیا
مقیم اُسکا نیا ہے یہ ہے مقام نیا
شراب سے میرے چلو کو بھر کے یہ بولا
برائے اہل قناعت بنا ہے جام نیا
تلاش گر ہے تجھے فرمان پذیرِ یار کی ہے
ہوا ہے دل تجھے پیدا خیال خام نیا
قصورِ غیر پہ تعذیر ہووے عاشق کو
نکالا تو نے بھی ظالم یہ انتقام نیا
عزیز رکھتے ہین دل سے جدید عاشق کو
وہ صید کرتے ہین ہر دن اسیر دام نیا

صفائے روئے صبیح اور تکلفِ خطِ سیاہ
فروغِ صبح نیا ہے سوادِ شام نیا

اسیرِ زلف بہت دیکھہ کر لگے کھنچنے
کھاتے ہے روز بناؤن مین ایکدام نیا

کبھی ہین جیب کے ٹکڑے کبھی گریبان کے
جنونِ عشق مرا کر رہا ہے کام نیا

اسی سبب سے ہے دریادلی تری ظاہر
کہ مثلِ موج ہے ہر دم ترا کلام نیا

مجال کیا ہے کوئی تیری بات کو سمجھے
ترا بیان نیا ہے ترا کلام نیا

ہمیشہ کرتا ہون پیدا نئے نئے مضمون
تمام کار ہے میرا علی الدوام نیا

کسی کے دل مین کرون جا بیان کی اپنے
بناؤن تیغِ زبان کے لئے نیام نیا

جدا تو منزلِ ہستی ہو دلِ نادان
لباس تجکو ملے گا نیا مقام نیا

کبھی مخبط و دیوانہ گاہ شیدائی
ہمیشہ رکھتا ہے اک منتہی کا نام نیا

عنصر ہر ایک جبکہ وہان مشتعل ہوا
آتش سے عشقِ یار کی تیار دل ہوا

تجھسے ہوا ہے خاک کے پتلے کو افتخار
تیری ہی ذات سے شرفِ آب و گل ہوا

شعلہ جو بھڑکا آتشِ عشقِ نگار کا
گاہے چراغِ طور کبھی داغِ دل ہوا

اورونکا عیب جو تو رہا تا دمِ حیات
تو اپنے فعل سے نہ کبھی منفعل ہوا

رشتہ ہے ایک سبحہ و زنار کا وسلے
جھگڑا نہ کفر و دین کا کبھی منفصل ہوا

سمجھین گے سب کہ پھر قیامت ہوا طلوع
شعلہ ہماری آہ کا گر مشتعل ہوا

آیا گیا ہون منزلِ ہستی مین بارہا
اکثر عدم وجود سے یہان منتقل ہوا

آتش سے ہجر کی دلِ مضطر ہے بیقرار
سیماب آگ پر نہ کبھی مستقل ہوا

بھولا بہارِ خلد و جہانِ یار منتہی
نیرنگئ جہان سے تو مشتغل ہوا

یہ جسنے جان دی ہے نان دیگا
دیا ہے جسنے سر سامان دیگا

مژہ سے اُس کمان ابرو کی بچنا
وہ ناوک ہے کلیجہ چھان دیگا

مشقت سے وہ دے یا بے مشقت
بہر صورت بہر عنوان دیگا

وہ بوسہ دے کے دل لیکر یہ بولے — عوض احسان کا کیا اف ان دیگا

ملیگا قدردانِ عشق ہمکو — خدا معشوق یا ایمان دیگا

سنین گے تب بتانِ ہند اپنا — اجازت جب انھین شیطان دیگا

فسانہ کوہکن کا سن کے بولے — جو عاشق ہوگا وہ ہی جان دیگا

نہ تھی امید تجھسے قاسم بخت — دلِ پر درد و بے ارمان دیگا

رہِ الفت کا ہون کار آزمودہ — کسیکو دل کوئی انجان دیگا

چلیگا تیر جب اپنی دعا کا — کلیجے دشمنون کے چھان دیگا

مقدر سے زیادہ ایک لقمہ — گدا کیا لے گا کیا سلطان دیگا

لپٹ جاؤنگا اُنسے روزِ رحلت — اگر مجکو خدا اوسان دیگا

نہ بھلا منتقی دستِ ہوس کو
وگرنہ یہ تجھے نقصان دیگا

جانتا قاتلِ عالم کو ہون درمان اپنا — ملک الموت کو سمجھا ہون نگہبان اپنا

جو کہ ہر حال مین رہتا ہے نگہبان اپنا — ہندو سمجھے اُسے اپنا نہ مسلمان اپنا

دیکھ لے گا جو مری وحشت کی وسعت — بھول ہی جائیگا مجنون تو بیابان اپنا

ہمسری اشکِ گہربار کی کرتا ہے مری — منھ تو بنوائے ذرا موسمِ نیسان اپنا

رخِ رنگین کی ہے اُس گل کے جداگانہ بہار — رنگ دکھلاتا ہے ناحق تو گلستان اپنا

فصلِ گل آتے ہی گلشن مین جنون کے ہاتون — نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان اپنا

عارضی جانتا ہون بسکہ لباسِ دنیا — فوق رکھتا ہے مگر جامۂ عریان اپنا

ہوئے گا گنبدِ گردون صفتِ تختۂ آب — موج زن ہوئے گا گر دیدۂ گریان اپنا

بے ثباتئی زمانے پہ پڑی جبکہ نگہ — نظر آیا نہ کہین عالمِ امکان اپنا

آتشِ عشق نے اُس مہ کے دکھا ہی بہار — دل پہ داغ ہوا سرو چراغان اپنا

کو بہ کو کوچہ بکوچہ اُسے پھرواتا ہے — نفس کرتا ہے جسے طابعِ فرمان اپنا

منھ سے نکلے نہ کبھی حرفِ تعلی ہرگز — حال دیکھے جو کوئی غور سے انسان اپنا

منتہی جامۂ تن ہوگا کتان کے مانند
ہمکو دکھلائے گا منھ جب مہِ تابان اپنا

مانعِ نظارہ روئے منور ہوگیا
آئینہ حق مین مرے سکندر ہوگیا

جبکہ جگہ مسکن ہوا اُس بحرِ حسنِ پاک کا
دل جو تھا ظرفِ گلی وہ جامِ کوثر ہوگیا

رنج وغم جور والم کا اسمین رہتا ہے گذر
دل مرا پہلو مین جو راہی کا پتھر ہوگیا

وحشتِ جان سے نہ پہونچا کوچۂ سفاک مین
نامہ بر حقمین مرے جنگلی کبوتر ہوگیا

میکشی کی یا نماز پنجگانہ کی ادا
تھا جو واعظ اپنا تحریرِ مقدر ہوگیا

اشکباری نے مری پیدا کیا حسنِ قبول
قطرۂ ناچیز یہ پھیلا سمندر ہوگیا

خواہش دنیا نے اسکو کر دیا ہے منتشر
اس ہوا سے دفترِ دل اپنا ابتر ہوگیا

تا فلک پہنچا قدم دیکھو تو منتہی خاک کا
اسقدر ذرہ بڑہا خورشیدِ انور ہوگیا

سایا پرور تھا غمِ جانان کا روزِ حشر کو
سائبان سر پر مرے یہ چرخ اخضر ہوگیا

آتشِ گل صحنِ گلشن مین یہ بھڑکی اندنون
خانہ صیاد جلکر خاکستر ہوگیا

دل مین اُسکے جا ہوئی اغیار ناہنجار کی
خانہ اللہ مین شیطان کا گھر ہوگیا

خط نکلنے پہ پیامِ وصل بھیجا ہے ہمین
ذبح کرنے آئے ہین جب کند خنجر ہوگیا

لایا تھا ملکِ عدم سے صاف دل کا آئینہ
منتہی گردِ ہوس سے کیا مکدر ہوگیا

جلوہ گر بزم مین جب تک کہ مرا یار نہ تھا
دختِ رز پاس نہ تھی ساقی سرشار نہ تھا

رنج سے غم سے زمانے کے سروکار نہ تھا
عشق کے حال سے جبتک مین خبردار نہ تھا

ابر تھا مے تھی چمن تھا مگر اک یار نہ تھا
سب مہیا تھا مگر طالعِ بیدار نہ تھا

صدمۂ دردِ جدائی نے تھکایا ورنہ
عشق کا بار اوٹھانا مجھے کچھ بار نہ تھا

[illegible] ورنہ مر مر کے کٹا در پہ ترے
کونسی شب تھی مین گریان پسِ دیوار نہ تھا

کلمۂ عشق [illegible] تھی مرے سر پہ شیدا ہم
تیغ جی آنکا یہ گنبدِ دستار نہ تھا

خنجر ابرو سے ٹھہک نہ آیا یہ کسی کے قد پہ
خلعتِ عشق کا کوئی بھی سزاوار نہ تھا

سر پہ پڑتا نہ اگر ظلِ ہما کیا ہوتا — اس تنۂ حسن کا کیا سایۂ دیوار نتھا
تھا گریبان گریبان مرا دامن دامن — جبتلک اے دست جنون تجھسے سروکا
نہ کھلا رازِ محبت نہ کھلا کچھ ہمپہ — اور کیا تھا وہ اگر عالم اسرار نتھا
راہ گر دیکانت تجھے شوق نتھا اسد جو — اتنا سودا مرا رسوا سربازار نتھا

منتھی میکدۂ عشق کے اندر پیارے
تجسا غافل نہ تھا مجسا کوئی ہوشیار نتھا

ایسا ہی تو نے اسکو جب باغبان بنایا — بلبل نے اس چمن مین تب آشیان بنایا
تعمیر کی ارم کی باغِ جنان بنایا — رہنے کو اپنے لیکن دلسا مکان بنایا
آبِ کرم سے اپنے اسکو بھرا نہ اکدن — پہلو مین دل ہمارے اندھا کنوان بنایا
دُودِ دلی سے کس کے سنبل ہوا چمن مین — خون جگر سے کس کے یہ ارغوان بنایا
عشاق کی غشی سے کی موت تو نے پیدا — غفلت سے ان بتون کے خواب گران بنایا
کس بیقرار دل کی مٹی سے یا الٰہی — اسدرجہ تو نے حالِ برقِ طپان بنایا
اوڑتی ہے خاک یارب چار و نظر دیز — تو نے عجب طرح کا یہ خاکدان بنایا
خاکی نہاد رہا ہی ذرات ہین عدم کو — رنگِ روئی سے شاید یہ کاروان بنایا
پیری مین دیوی طاقت مجکو وہ کیا عجب ہے — جسنے تجھے زلیخا پھر نوجوان بنایا
محفل مین میکشون کی جا نکلے شیخ اکدن — رندون نے ملکے انکو کیسا وہان بنایا
رازِ نہان سے کس کے اسکی کمر بنا ہی — وہم و گمان نسے کس کے اسکا دہان بنایا
ادنی سی بات کو بھی نافہم سمجھے اعلےٰ — بیچاری کوڑی کو مشتیرِ زیان بنایا
کس مردہ دلکی لیکر مٹی زمین سنواری — دُودِ جگر سے کس کے یہ آسمان بنایا

منصور و منتھی کو گور و کفن ملا کب
ان بیکسون کا کس نے نام و نشان بنایا

اشکباری کا مری ملکون مین چرچا ہوگیا — یہ وہ قطرہ ہے بڑہا جسوقت دریا ہوگیا
ایک رتبہ آنکھون مین شاہ و گدا کا ہوگیا — قطع اپنا جس گھڑی دستِ تمنا ہوگیا

خال و زلف یار کا جا کر ہوا تو شیفتہ
بیٹھے بٹھلائے دل ناداں تجھے کیا ہو گیا

چھو لیا بڑھ کر جو گیسو نے سر زلف صبیح
سینے جانا عنبر سا راسمن سا ہو گیا

کس کو دعوی عقل و حکمت کا زمانہ میں نہیں
اپنی جانب میں مگر اک مسیحا ہو گیا

جلوہ حسن صنم دیکھا جو اسنے بام پر
رات کو ماہ فلک کا رنگ پھیکا ہو گیا

شیخ لوٹا دیکھ کر تیغ نگاہ یار کو
مفت میں لو ذبح کل مرغ مصلا ہو گیا

تیرے دیوانہ کو فرش خاک جب آیا پسند
سینہ مل دشت میں بالین کا تکیا ہو گیا

عاشق آئینہ رو کی سخت جانی دیکھکر
موت کو سکتا ہوا حیران مسیحا ہو گیا

حکم سے پھرتے ہیں جسکے آفتاب و مہتاب
اسکی حکمت سے رواں مٹی کا پتلا ہو گیا

دل میں رہتا ہے تصور بحر حسن یار کا
بند اس کو زری میں کس صورت سے دریا ہو گیا

جام مے بے یار شب نظروں میں چشم غول تھا
ساقیا گذر گراں آنکھوں میں مینا ہو گیا

جسکو دی زاہد مری چشم حقیقت وا ہوئی
ایک عالم میری نظروں میں تماشا ہو گیا

لعنت دنیا تھی ممکن جسکو ہر دم منتہی
خود وہ اکدن گور کے منھ کا نوالا ہو گیا

نالہ دل سے مرے شہرہ ترا دلبر ہوا
شاہباز حسن کے خاطر مگر شہپر ہوا

آئے ہستی میں عدم سے ہم تلاش یار میں
یہاں بھی اس مہ کو نپایا مفت میں چکر ہوا

آبرو کھونے کو انسان کے ہوا دست طمع
آدمی کو زرد رو کرنے کو پیدا زر ہوا

دل سے بہتر کوئی منزل خانہ تن میں نہیں
جو مکان اچھا تھا وہی یار تیرا گھر ہوا

لام ہے واللیل کا گیسو خمیدہ یار کا
نور کا نقطہ مگر خال رخ انور ہوا

صحبت نادر سے ہووے ابرو انسان کی
واصل بطن صدف قطرہ ہوا گوہر ہوا

خلد کی خواہش رہی ہمکو نہ قصر خلد کی
جھگڑی پیارے تمھارے دلمیں اپنا گھر ہوا

خلد سے لا کر یہاں مجکو پھرایا در بدر
جو کیا اچھا کیا جو کچھ ہوا بہتر ہوا

داغ عشق یار دلبر جب ہوا سوجھا نہ کچھ
آئینہ اندھا ہوا جب دم عیاں جوہر ہوا

مبتلا دل ہو گیا چشم مست ساقی کا ضرور
گر مقدر میں مرے جام مے کوثر ہوا

سر اوٹھایا مثل مینا جسنے بزم دہر مین — سامنے آنکھون کے ایکدن اُسکا نیچہ سر ہوا
عکس افگن جب ہوا اسمین لب شیرین یار — آب آئینہ برنگ شربت شکر ہوا
بد کہا کرتے ہین یہ رندان سے آشام کو — دیکھ لینا داغطون پر جو سر منبر ہوا

آرزوئین بند ہین مدت سے اسمین منتقی
دل بغل مین اپنے گویا قلعہ بیدر ہوا

گلون سے جو بیچہ گلستان ہوگیا — نہان راز دل پر عیان ہوگیا
ابھی منھہ سے نکلا نتھا کن فکان — زمین ہو گئی آسمان ہوگیا
نظر آیا موئے میان یار کا — نہان راز مجپر عیان ہوگیا
سر بزم شب آتش عشق سے — ہر اک عضو تن شمعدان ہوگیا
رہا معرکہ عشق کا اسکے ہاتھہ — یہ دل رستم داستان ہوگیا
صفائی دل یار سے ہو گئی — خدا مجھہ پہ شب مہربان ہوگیا
ہوئی طاق طاقت ہر اک عضو کی — روا نہ مرا کارروان ہوگیا
اوڑا کر مری طاقت دست و پا — یہ پیر فلک نوجوان ہوگیا

ہوا عہد پیری تو کہسکا شباب
مرا منتقی گل خزان ہوگیا

زمانے مین وہ رشک جم ہوگیا — ترا جیسہ فضل وکرم ہوگیا
زمانے کی مجکو دکھاتا ہے سیر — مرا دل مجھے جام جم ہوگیا
کھنچی لوح دل پر جو تصویر یار — مین مشہور نادر قلم ہوگیا
وجود عدم مین مین آیا گیا — مین مشق حدوث و قدم ہوگیا
بگا ہون پہ اسکے ہوا شیفتہ — مین شیدائے تیغ دو دم ہوگیا
دیا ملک جاوید کرکے شہید — حدوست اپنی خاطر قدم ہوگیا
یہ دل غم کا تھا دوست مدت ہوئی — مری دل کا اب دوست غم ہوگیا
نہ آٹھا گلی سے تری بیٹھے — ضعیفی سے نقش قدم ہوگیا

نمودار جب عہدِ پیری ہوا　　تعشق حسینون کا کم ہوگیا
نہ دامانِ مادر نہ دستِ کرم　　مرا وقتِ نازو نعم ہوگیا
ہوئی آمد و رفتِ انفاس یہ　　وجود و عدم دو قدم ہوگیا
بہی سیلِ اشک اسقدر منتقی
ہر اک پاٹ جامہ کا نم ہوگیا

یار دکھلائے گا جب چہرۂ انور اپنا　　منھ نہ دکھلائے گا پھر خسروِ خاور اپنا
سینہ میں دل سے صفا چاہتا ہے آئینہ　　منھ تو بنوائے کہین جاکے سکندر اپنا
چل بلا لابھی قاصد وہ کدہر کو یار　　اُوڑ گیا حیف چرائی کا کبوتر اپنا
بینوا ہون وہ گدا جسکا نہین مثل وجواب　　نام لیوا ہے زمانے مین قلندر اپنا
فوجِ غم اسمین رہا کرتی ہے محفوظ مدام　　دل نہین پہلو مین ہے قلعۂ بیدر اپنا
جام پہ جام مے ناب کے دیتا ہے مدام　　ان دنون اوج پہ کسقدر ہے اختر اپنا
نام لیوا ہے کوئی اپنا نہ پانی دیوا　　کیا گلہ اسمین کسی کا ہے مقدر اپنا
سجدہ کرتا ہے جہان جسکے لئے شام و سحر　　جدِ اعلے کی بدولت وہ چھٹا گھر اپنا
شوقِ دل جائے جدہر کو مین اودہر جاتا ہون　　پیشوا اپنا وہی ہے وہی رہبر اپنا
اپنی اپنی ہر اک انسان یہان کہتا ہر　　خویش اپنا نہین کوئی نہ برادر اپنا
موسمِ گل تھا شباب اپنا تھا معشوق تھلیا　　زیرِ پائے خم مینا نہ تھا جب سر اپنا
قدردان کوئی سخن کا نہ ملا وائے نصیب　　خاک مین ملگیا افسوس یہ گوہر اپنا
منتقی صورتِ خورشید جہان کے اندر
حال روشن ہے ذرا دیکھو تو گہر گہر اپنا

وہ ہوا خوب لباسِ تنِ عریان پیدا　　جسکا دامن ہے نہ اتنک نہ گریبان پیدا
نورِ ایمان کا کرے گر یہ تن وجان پیدا　　دل کے آئینہ مین ہو جلوۂ جانان پیدا
جبکہ خالق نے کیا عالمِ انسان پیدا　　ملک الموت ہوا اسکا نگہبان پیدا
کتنے ہی گل ہوئے کتنے ہی گلستان پیدا　　نہ ہوا ایک بھی تشکلِ رخِ جانان پیدا

تنگ تھا بر مین ازل ہی سے لباسِ ہستی
شمع کیطرح ہوا مین تن عریان پیدا

یار تھا مین تھا بہم نام نتھا غیرون کا
کس لئے تو ہوئی تیلا شبِ ہجران پیدا

بزمِ عالم مین دلا شمع شبستان کیطرح
مرے ہمراہ ہوا دیدۂ گریان پیدا

دیکھتا گر مسی آلودہ دہن کو اُسکے
خضر کرتا نہ کبھی چشمۂ حیوان پیدا

کھائے جاتے ہین حسینان جہان عاشق کو
دیو بھی ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

وحشتِ دل کی مرے جسمین سمائی ہوتی
ایسا اتبک نہ ہوا کوئی بیابان پیدا

حسرتون کے لئے پہلو مین دیا خانۂ دل
پیسنے کو مرے منھ مین کئے دندان پیدا

منتھی یارِ موافق کوئی مل جائیگا
ہوگا مجھ بے سر و سامان کا بھی سامان پیدا

کرتا ہون وصف شیخ کی ریشِ دراز کا
پتلا مین جانتا ہون اسے مکر و آز کا

پوچھو نہ حال عشق کے راز نیاز کا
محمود پادشاہ تھا بندہ ایاز کا

مانند موج کا رہے نیرنگ ساز کا
پہلو دکھا رہا ہے ہر اک ناز ناز کا

دار فنا مین زندۂ جاوید ہے وہی
کشتہ ہوا ہے جو کہ تری تیغ ناز کا

دنیا کا مال مفت مین چکھنے کے واسطے
ہاتھ آیا خوب شیخ کو حیلہ نماز کا

عاشق ہوون اُسکا جو کہ ہے معشوق لاکھ کا
بندہ ہون مین جہان کے بندہ نواز کا

مطلب نہ حاجیون کا کبھی منکشف ہوا
ہم پر نہ وا ہوا کبھی پردہ حجاز کا

ہا تو نے عشق یار کا کرتا ہے آشکار
پہلو مین دل نہین کوئی پردہ ہے راز کا

باغ جہان مین راست ہو آزاد کی مری
قمری منش ہون کب سے مین اک سرو ناز کا

باغ جہان مین کہتے ہین آزاد سرو کو
سایہ پڑا ہے اُسپہ کسی سرو ناز کا

کر دی گدا کو شاہ گدا بادشاہ کو
ایسا ہے کاروبار مرے کارساز کا

شاہی کی آرزو نہ گدائی کا اشتیاق
مین ہون نیازمند عجب بے نیاز کا

اہل وفا ہون اہل وفا کی تلاش ہے
ممتاز حال جانتا ہے امتیاز کا

شاہ و گدا کو ایک سمجھتا ہے منتھی

پابند کب ہے ایسے نشیب و فراز کا

در پر ہمارے یار وہ شب آکے ہو گیا — افسوس اپنا طالعِ بیدار سو گیا
سو بار مین عدم سے یہان آکے ہو گیا — تخمِ عمل کو مزرعۂ ہستی مین بو گیا
رونا مرا پسندِ دلِ یار ہو گیا — صد شکر ہے کہ نامۂ اعمال دھو گیا
نقدِ صفا عدم سے جو ہمراہ تھا مرے — اِس کشمکش مین دہر کی افسوس کھو گیا
یارانِ رفتگان کا لگے کس طرح پتا — ملکِ عدم سے پھر نہ پھرا یہان سے جو گیا
بحرِ جہان مین آکے عدم سے ہر ایک یاں — اس کشتیِ حیات کا لنگر ڈبو گیا
اُس بدگمان نے دیکھ کے میت مری کہا — جاگا کہین تھا رات کو بیہوش سو گیا

پیری مین ڈھونڈتا ہے وہ معشوقِ باوفا
شاعر جو منتہی تھا وہ دیوانہ ہو گیا

غیر سے وہان بزم مین تمنے اشارا کیا — تیر جگر پر مرے نہان کوئی مارا کیا
آہ و فغان کو کیا ضبط ترے حکم سے — جو کہ گوارا نہ تھا وہ بھی گوارا کیا
خالِ جبین کو ترے اے بتِ خورشید رو — دل کا سودا کیا آنکھون کا تارا کیا
عالمِ اسرارِ غیب اُسپہ ہوا آشکار — پردہ نشین یار کا جسنے نظارہ کیا
حکم مین تھا کون سے عاشقِ شیدا کے یاں — مملکتِ عشق مین کسنے اجارا کیا

جانبِ دنیا قدم جسنے نہ رکھا کبھی
دستِ ہوس مدتون مجکو ابھارا کیا

شبِ وصال کا مژدہ اگر نہ آجاتا — فراقِ یار مجھے دیو بنکے کھا جاتا
پیامِ وصل کا پیہم اگر نہ آجاتا — ہزار مین ابتک تو زہر کھا جاتا
ہوا پہ اپنی اگر وہ شریر آجاتا — چراغ زیست کا عشاق کی بجھا جاتا
مین چاہتا ہون کرون عرض حال کچھ اُس سے — یہ کیا سبب ہے کہ کچھ بھی نہین کہا جاتا
نہ کرتا دل جو مرے عشقِ یار سے توبہ — وہ اپنی جان سے جاتا کسی کا کیا جاتا
یہ تنگ آیا ہون اہلِ جہان کے ہاتھون سے — جو دوسرا کوئی ہوتا تو زہر کھا جاتا

شہیدِ آبِ دمِ تیغِ یار گر ہوتا — یقین تھا چشمۂ حیوان مین مین نہا جاتا

جو زخم تیغِ زبان کا ہے منتہی دل پہ
نہین وہ سوزنِ عیسے سے بھی سیا جاتا

اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا سو ہوا — صنم جو موردِ دامِ بلا ہوا سو ہوا

غریقِ بحرِ محبت دلا ہوا سو ہوا — حباب وار جو اسمین فنا ہوا سو ہوا

نہ دیکھا پھر کے کبھی اسنے باغِ عالم کو — تمھارے حسن کا جو مبتلا ہوا سو ہوا

مسیح نبض مری دیکھکر لگا کہنے — مریضِ عشقِ صنم لا دوا ہوا سو ہوا

بیان سن کے مرے رنجِ ہجر کا بولا — کچھ اور ذکر کرو یہ سنا ہوا سو ہوا

نوشتۂ خطِ تقدیر پڑھ نہین سکتا — جو لکھ دیا تھا برا یا بھلا ہوا سو ہوا

تمھارے دل سے صنم جو گرا نہ پھر سنبھلا — تمھاری بزم مین جو نارسا ہوا سو ہوا

کھلا یہ حضرتِ منصور کی انا الحق سے — تمھارے نام پہ جو سر فدا ہوا سو ہوا

چراغِ طور بنا گاہ نارِ ابراہیم — فروغِ حسن ترا جا بجا ہوا سو ہوا

نہ منتہی سے گیا شوقِ عشقِ صادق کا
شرابِ ناب کا اسکو مزا ہوا سو ہوا

وہ شاہ ہون کہ مہر ہے زرین نشان مرا — کہنہ سا ایک چتر ہے یہ آسمان مرا

پھکتا ہے سوزِ غم سے تنِ ناتوان مرا — جلتا ہے مثلِ شمع ہر اک استخوان مرا

دل کو ہوا لئے آتشِ عشقِ صنم نہ پھونک — بادِ سموم تو نہ جلا آشیان مرا

ہر عضوِ تن کی طاق ہے طاقت پئے صنم — اس راہ مین تھکا ہے مگر کاروان مرا

سو بار بارِ عشق کو مین نے اٹھایا — سو بار کر چکا ہے فلک امتحان مرا

ہر بار بھیجتے ہو جہانِ خراب مین — کرتے ہو بار بار عبث امتحان مرا

وعدہ خلاف یار کی فرقت مین روز و شب — غم ہے انیس رنج ہے اک مہربان مرا

ہے زیست کی خوشی نہ مجھے رنج موت کا — یکسان ہے اس جہان مین سود و زیان مرا

لکھ تو رہے ہو کاتب اعمال نیک و بد — دیکھا نہین مگر قلم دو زبان مرا

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون صبح و — تنکا ہوا ہے گو کہ تنِ ناتوان مرا
اوصافِ گفتگوئے بیان سنکے خلق نے — رکھا ہے نام بلبلِ ہندوستان مرا
کھٹکا نظر مین کس کی مرا قالبِ گلی — کس کا غبارِ چشم ہوا خاکدان مرا
گلدستۂ بہشت ہون جنت کا پھول ہون — باغِ جہان مین اور ہی ہی باغبان مرا
بیہوش ہون مین بادۂ خمِ غدیر سے — ہوگا کسی سے دور نہ خوابِ گران مرا

جب سے ہے راہِ راست مین پایا منتہی
دشمن ہوا ہے آپ سے آپ اک جہان مرا

توڑکر پہلو کو برمایا جگر دلگیر کا — آزمایا توڑ جب اس نے نگہ کے تیر کا
کب اثر ہو دل مین اسکے آہِ بے تاثیر کا — ہی پہونچنا تو دہی تک مشکل ہوائی تیر کا
غلغلہ ہے دہر مین اس آہِ بے تاثیر کا — شور ہے عالم مین اس اپنے ہوائی تیر کا
جسکو ہی بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی — مین یہ سمجھا نقش لکھا ہے مری تسخیر کا
اس مرقع مین جہان کے جو ہی دستِ بیکرم — مین سمجھتا ہون اسے وہ ابر ہے تصویر کا
مہربانی پر نجا ظالم کی او خانہ خراب — خون برسائیگا اکدن ابر ہے شمشیر کا
غیر پر فطرت ہی بندہ ہی مزاجِ یار ہے — ہو رہا ہے سامنا تقدیر سے تدبیر کا
دل بچا لینا نگاہِ یار سے اک کام ہے — فنِ استادی بڑا ہے کاٹ دینا تیر کا
جبہہ سائی آستانہ یار پر بیجا نہین — وہ مٹاتا ہون جو لکھا ہے مری تقدیر کا
سینہ کو دل مین جگہ دیتا ہون مین اہلِ کرم — حکم دیگا اپنے اوپر آپ کیا تعذیر کا
ذبح اپنے ہاتھ سے کرتا ہی خود صیاد آستے — کیا نصیب اللہ اکبر ہے ترے نخچیر کا
بیعتِ دستِ سبو ہو رہے یہ ہمین ظاہر ہوا — سلسلہ ہی دستِ ساقی مین مرید و پیر کا

وا ہین آنکھین آئی پیری ہوگئی کافور بال
منتہی توبہ کر و موقع نہین تاخیر کا

بحرِ جہان مین کرتے ہو اسکی نمود کیا — قطرہ اک آب کا ہون مری ہست و بود کیا
ہے تنگ غنچہ سے دل گا مثلِ گل — باغِ جہان مین ہی مری نسبت و کشود کیا

پتلا ہوں مشتِ خاک کا قیدی ہوا کا ہوں
میں کیا ہوں ورنہ اور ہے میرا وجود کیا

شل گیا ہ وشت ہے انسان کی بود و باش
کرتا ہے اتنی بود پہ اپنی نمود کیا

رندانِ پاکباز کی جوشش و خروش میں
صوفی خیال کر ترا رقص و سرود کیا

کوئی تو پھر کے آئے الٰہی عدم سے یہاں
پوچھوں میں اُس حدود کی ہے ماندہ بود کیا

کچھ بھی ہے تجکو اپنے پس و پیش کی خبر
کچھ جانتا بھی تو ہے تری ماندہ بود کیا

صد شکر محتسب ہوں نہ قاضی نہ کوتوال
مجھسے رنگاڑ کرکے کرین گے حسود کیا

روزِ نشور دینگے گواہی تمام عضو
جو یہ کرینگے وہاں وہ کرینگے حسود کیا

چل پھر میانِ کوئی خراباتِ زاہدا
کرتا ہے مسجدوں میں قیام و قعود کیا

دو گز کفن کے واسطے اس کارگاہ میں
کرتا ہے منعمی تو عبث تار و پود کیا

دل میں اس بحرِ لطافت کا گذرا نہ ہوا
یہ وہ قطرہ ہے کہ جو واصل دریا نہ ہوا

ممکن اس بحرِ محبت کا کنارا نہ ہوا
دلِ نازک یہ حبابِ لب دریا نہ ہوا

نہ کبھی شربتِ دیدار پلایا اسکو ہا
تیرا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہ ہوا

نہ کبھی ساقیٔ بدمست نے جا کی دلمیں
مے سے لبریز ہمارا کبھی مینا نہ ہوا

نہ گئی پر نہ گئی دل سے مرے فکرِ معاش
دہنِ گور کا جبتک کہ نوالا نہ ہوا

رنج فرقت کے سہے درد جدائیکے اٹھائے
اک مری جان پہ یہ تو کہو کیا کیا نہ ہوا

شبِ فرقت میں میں کس روز نہ مر مر کے بچا
ملک الموت کا کس وقت تقاضا نہ ہوا

بات پوچھی نہ مری اہلِ قناعت نے کبھی
قطع جبتک کہ مرا دستِ تمنا نہ ہوا

وحشتِ دل ترے ہاتوں سے جہاں میں تبک اب
نہ کسی کی ہوئے ہم کوئی ہمارا نہ ہوا

آرزو رہ گئی بازارِ جہان کے اندر
دُرِ معنی کا مرے دیکھنے والا نہ ہوا

زنِ قحبہ ہے یہ دنیا نہ پسند آئی مجھے
دلِ شیدا مرا ہرجائیکا شیدا نہ ہوا

گردشِ چشم سے اُس شوخ کی مانند فلک
کب دل زار ہمارا تہ و بالا نہ ہوا

عشق میں تارِ نفس کی نہ رہی مجکو امید
بحرِ امواج میں ہستی کا سہارا نہ ہوا

دست و پا وامق و منصور نے مارے کیا کیا — بحر الفت کا کنارا کہین پیدا نہ ہوا

منتہی ٹھیک ہوا پیرہن عریانی
جو لباس اور تھا تن پر ترے زیبا نہ ہوا

حال تیرا حشر مین جب آئینہ ہو جائیگا — کس سے ہونگی چار آنکھین کس کو منہہ دکھلائیگا
شمع کافوری جلاکر نام پر بیٹھا ہے آج — کل اندھیری گور کی تنہائی سے گھبرائیگا
سنبل باغ جہان ہوگا پریشان دیکھکر — یار گیسو جب رخ گلرنگ پر لہرائے گا
واعظا کیا جانتا ہے راز عشق یار تو — آپ تو سمجھا نہین اصلا کسی سمجھائیگا
صورت منصور ہوگا عاشقون مین سرفراز — کلمہ حق جسگھڑی تیری زبان پر آئیگا
عقدہ تقدیر میری فکر سے کب وا ہوے — ناخن تدبیر کیا یہ گتھیان سلجھائیگا
توڑ ہے تیر نگاہ یار کا قہر خدا — توڑکر عاشق کے سینہ کو جگر پر مائیگا
ہاتھ جور و ظلم سے عشاق کے رکتا نہین — دیکھنا تو ایکدن اپنے کئے کو پائیگا
دل کے آجانے سے ہون مجبور ورنہ ناصحا — خوب مین سمجھا ہون اسکو کیا مجھے سمجھائیگا

رنج و غم درد جدائی دور ہوگا منتہی
نام دل سے جسگھڑی اسکا زبان پر آئیگا

ہوتا ہے روز مفت مین قاصد خراب کیا — دیتا نہین جواب وہ اسکا جواب کیا
بھر بھر کے دے رہا ہے وہ جام شراب کیا — ساقی کا مجھ پہ ہے کرم بے حساب کیا
راغب ہے میکدہ کا کبھی بزم عیش کا — بہکا رہا ہے مجکو یہ عہد شباب کیا
ہر ایک مست ہے جہان مین لئے ناؤ نوش ہے — زاہد عذاب کہتے ہین کس کو صواب کیا
جو کچھ کہ لکھہ دیا تھا ازل مین وہی کیا — روز حساب ہوئیگا مجھسے حساب کیا
دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہ تمام کو — ہاتھ آئیگا کوئی صنم انتخاب کیا
معشوق ہے بغل مین نہ جام شراب ہے — لیکر کرونگا آج مین عہد شباب کیا
داغ جگر ہے اپنا پڑے زور شور پر — پہلو کرے گا گرم مرا آفتاب کیا
جاتا ہے آج کوچۂ سفاک کی طرف — دشمن ہے جان کا مری جوش شباب کیا

دل مین ہے الفت ہی و معشوق آپ کے — یارون سے شیخ جی ہے تمھین اجتناب کیا
مہتاب جانتا ہے تپش آفتاب کی — دیکھا ہے دل نے یار کا روئے عتاب کیا

دیر و حرم مین ڈھونڈھتا پھرتا ہے یار کو
کرتا ہے منتہی عمل ناصواب کیا

او چرخ جبکہ مرا نیر اقبال آیا — بے طلب عقد شب ہجر کا حلال آیا
محتسب خاک ہوئے جل گئے زاہد سارے — عید رندون کو ہوئی جب مہ شوال آیا
تھا بہت گرم سخن باغ مین وہ گل اندام — سنکے بلبل کو کہا لو مرا نقال آیا
ہلگیا خانۂ دل اٹھکے اشارون مین مرا — جنبش ابرو کو ہوئی کیا ترے بھونچال آیا
جان کر مجکو شہید صنم پاک نژاد — نہ کفن میرے لیے آیا نہ غسال آیا
موسم گل مین یہ دعوت ہوئی دیوانو کی — سنگ ہاتھون مین لئے مجمع اطفال آیا
بے گنہ سارے گنہگار نظر آنے لگے — حشر مین جب مین لئے نامۂ اعمال آیا
ہنس پڑے سارے جوانان چمن وقت سحر — بلبل آیا کوئی گلشن مین کہ نقال آیا

بید شرک کھو کے دل ہم نے الفت پیتے
منتہی حیف ہے ایسا نہ کوئی سال آیا

خدا شاہد ہے مین جبتک جوان تھا — حسین ہر ایک میرا قدردان تھا
عجائب باغ مین تھا میرا مسکن — عجب گلشن مین میرا آشیان تھا
چمن مین چاٹ تی تھی ہونٹ بلبل — مین جس ایام مین شیرین زبان تھا
وصال یار کب ہوتا میسر — خلل انداز سر پر آسمان تھا
نہ ہوتا سہو گر آدم سے زاہد — تو پھر قصر جنان کسکا مکان تھا
عجائب باغ عالم کو بنایا — الٰہی کون اسکا باغبان تھا
برنگ بوئے گل تھا اس چمن مین — مکان پوچھو تو میرا لامکان تھا
اڑا کر لے گئی باد خزانی — چمن مین بوئے گل کا کاروان تھا
حرم مین دیر مین کیا کیا نہ ڈھونڈھا — نہین معلوم وہ دلبر کہان تھا

زمین مین آسمان مین بحر و بر مین
عیان ہر سو ترا راز نہان تھا

مثال آئینہ تھا مین سراپا
نہان جو راز تھا ہر سو عیان تھا

غزل

عاشق لحد سے جبکہ ہم آغوش ہوگیا
سنکر کہا کہ ہم سے وہ روپوش ہوگیا

جس وقت یار ہم سے ہم آغوش ہوگیا
رنج فراق جو تھا فراموش ہوگیا

خط سیاہ زیب بنا گوش ہوگیا
جلوہ تمہارے حسن کا روپوش ہوگیا

دونیا نئے دون پرست کے درپے ہوا کہ نہ آ
جسکو مین دیکھتا ہون بلا نوش ہوگیا

سنکر خبر بہار کی خود رفتگی ہوئی
بوئے گل سمن سا ہوا پوش ہوگیا

بوسے سے شب وصال جو اس زلف کے لئے
ہنسکر کہا کہ تو تو بلا نوش ہوگیا

جبّہ پہنکے گنبد دستار باندھ کے
کیا خوب شیخ جی کا تن و توش ہوگیا

ڈسلے ہمارے داغ محبت نہین مٹا
یعنی چراغ زیست کا خاموش ہوگیا

کی توبہ عاشقی سے تو آنکھین مری کھلین
بیہوشی مین کمال مجھے ہوش ہوگیا

دل پر ہے رعب یار کی تیغ نگاہ کا
آئینہ جو ہرونسے ذرہ پوش ہوگیا

قصر جنان و حور ہے پھر کس کے واسطے
میری طرف اگر وہ خطا پوش ہوگیا

تکلیف ہجر کی جو اٹھاتا ہون رات دن
شاید مین دل سے اُسکے فراموش ہوگیا

کیا کیا عدم مین کھلکے تم آئے تھے منتقی
اس باغ کی ہوا سے فراموش ہوگیا

فلک کے تیر جفا کا وہی نشانہ ہوا
بلند نخل کے اوپر جو آشیانہ ہوا

غم فراق کو برسون ہوئے فسانہ ہوا
شب وصال کو مدت ہوئی زمانہ ہوا

غبار دشت ہوا خیمہ خاکسار و نکا
بلند دودِ جگر ہو کے شامیانہ ہوا

حواس و ہوش گئے اپنے عہد پیری مین
سحر کے ہوتے ہی یہ قافلہ روانہ ہوا

زوال حسن صنم آیا منڈ گئی کاکل
وہان نہ مار رہا صرف جب خزانہ ہوا

خزان کے آتے ہی ویران ہوگیا گلشن
عجب بہار کا برباد کارخانہ ہوا

حسین جوان جو ہوا مبتلا بنا اسکا
کہین سے تیر چلا دل مرا نشانہ ہوا

جو قافلہ تھا یہان عاشقانہ صادق کا
سنا ہے خلد کو مدت ہوئی روانہ ہوا
ہوئی نہ قدر سنبھائے خشک و تر کی مری
حرام مجکو مرے منھہ کا آب و دانہ ہوا
ذلیل ہو گئی آنکھون مین مسند شاہی
سر فقیر کا تکیہ وہ آستانہ ہوا
سنا ہے دیو غم ہجر کھا گیا اُسکو
جو منتہی کو فقط موت کا بہانہ ہوا

اوٹھایا بار نبد ہو نے سر پر تیری الفت کا
جہان مین ہو گیا شہرہ نہایت میری ہمت کا
ہمیشہ خاکساری پر تیری کوچہ کی مرتا ہون
نخواہش حور کی مجکو نخواہان ہون مین جنت کا
کھلی ہے آنکھ تیری دست و پا چلتے ہین او غافل
ملے گا کب غنیمت جان یہ ہے وقت صحت کا
خیال زلف جانانہ مین سر شکونکی ہے طغیانی
نہایت ابر چھایا ہے برستا مینہ ہے شدت کا
بہار آئی ہے گلشن مین جنون کا ہاتھ ہے دل پر
گریبان پہ بہار سے وقت آیا ہے مصیبت کا
مکان تھے عرش سے جنکے ہوائے تند دنیا سے
نشان تک نام کو باقی نہین ہے انکی تربت کا
عطا کی حور دی جنت گناہون کو مرے بخشا
بیان کس منھہ سے ہو تیری سخاوت اور عنایت کا
نہین پیراہن یوسف کو پھاڑا فرط الفت سے
ہوا ہے چاک دامن اے زلیخا تیری عصمت کا
جداگانہ نہین تکلین زمانیکے مرقع مین
طلسم زندگانی کھیل ہے اک اسکی قدرت کا
خط جانان ہی لایا ہے پیام وصل بھی قاصد
مین سمجھا وحی آتری یا فرشتہ آیا رحمت کا
نہ برسیگا اگر تربت پہ تا صبح کی او زاہد
بتا پھر کس لیئے پیدا ہوا ہے ابر رحمت کا
عیان ہو جاتا ہے نور اُس ہمجولی کا کیا کہنا
ہمارا داغ دل شعلہ ہے اک شمع ہدایت کا
تمہاری شربت دیدار کا پیاسا ہون [illegible]
نخواہان ہون مین دولت کا نہ بھوکا نان نعمت کا
صفات دیدۂ و دل منتہی کی کیا بیان ہوئے
وہ چشمہ ہے محبت کا یہ ٹیلہ ہے مروت کا

منصور و کوہکن سے گئے افسانہ رہگیا
دنیا مین نام ہمت مردانہ رہگیا
جو حسن تھا گیا خط جانانہ رہگیا
جاگیر ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا
داغ دل رہا نہ رہا عالم شباب
[illegible] گران بہا گئی [illegible] نہ رہگیا

چھلک چھلک گئے کرم سے ترے زند قبا
مین ایک مانگتا ہوا پیمانہ رہگیا

شب آتے آتے رہگیا آغوش مین مری
ساقی سے بھرتے بھرتے یہ پیمانہ رہگیا

وہ ولولہ گیا دلِ خانہ خراب کا
جو گنج تھا سرک گیا ویرانہ رہگیا

دل سے خیال اپنے بتون کا نکل گیا
جائے عجب ہے بُت گئے بتخانہ رہگیا

جو داغ تھا مٹا نہ مٹا عشق یار کا
خاموش شمع ہو گئی ویرانہ رہگیا

دل پاس رہگیا نہ رہے ہوش منتھی
ہوشیار لوگ گم ہوئے دیوانہ رہگیا

نظر پڑا جو مجھے روئے یار تھوڑا سا
بہت نہین تو ہوا بیقرار تھوڑا سا

ابھی ہے عشق ترا زلفِ یار تھوڑا سا
ابھی چڑھا ہے مجھے زہر مار تھوڑا سا

دیا ہے مجکو اگر عشق یار تھوڑا سا
عطا ہو صبر بھی پروردگار تھوڑا سا

جو دل دیا تو بہت پیار سے لگے کہنے
یہ منتھی ہے مرا دوستدار تھوڑا سا

کوچ مجنون نے کیا دہر سے فرہاد آیا
ایک ناشاد گیا دوسرا ناشاد آیا

صاف ہوکر مرے آگے ستم ایجاد آیا
آئینہ بن کے مرے سامنے فولاد آیا

پھنسکے جو دام چھوٹا ہے چمن مین بلبل
سایۂ گل کو سمجھتا ہے کہ صیاد آیا

فصلِ گل مین کوئی بلبل جو چہکتے دیکھا
ولولہ عہدِ جوانی کا مجھے یاد آیا

عہدِ طفلی تھا ستم قہر ہوا اسکا شباب
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

پھر گیا آنکھون مین شب عمرِ گذشتہ کا خیال
خواب بھولا ہوا مدت کا مجھے یاد آیا

لبون پہ نالۂ پُردرد لائیگا پھر کیا
کسیکا دل دلِ محزون دکھائیگا پھر کیا

کسی کے دلمین جنون گھر بنائیگا پھر کیا
کسی کے کوزے مین دریا سمائیگا پھر کیا

چلا ہے گورِ غریبان پہ یار بن ٹھنکے
کسی کو خوابِ اجل سے جگائیگا پھر کیا

مری طرف سے صبا اس سوار سے کہنا
اوڑا کے خاک کو میری اوڑائیگا پھر کیا

وہ جان بوجھ کے پوچھے گا حال کیا میرا
جو ممتحن ہے اسے آزمائیگا پھر کیا ہ

کیا ہے وعدۂ دیدار مجھکو حیرت ہے
ترے تو چشم نہین ہے دکھلائیگا پھر کیا

عمارتِ تنِ خاک کو ہے ثبات نہین
اگر تو قصرِ فریدون بنائیگا پھر کیا

عاشق فروغِ شمع کا پروانہ ہوگیا
بندہ بھی حسنِ یار کا دیوانہ ہوگیا

دل مین خیالِ صورتِ جانانہ ہوگیا
جو خانۂ خدا تھا پریخانہ ہوگیا

خالی نہین ہوا صفِ زندان سے منہ مرا
لبریز لطفِ زیست کا پیمانہ ہوگیا

خالی پڑا ہے تختِ شہنشاہِ ہند کا
جسجا پہ گنج تھا وہان ویرانہ ہوگیا

ایسا ہوا ہے غلبۂ کفار ہند مین
جس جا خدا کا گھر تھا صنم خانہ ہوگیا

پیکر شرابِ ناب کو منصور دہر مین
کیا معرکہ مین عشق کے مردانہ ہوگیا

بولا پیامِ وصل مرا سُن کے حیلہ جو
افسوس منتقی مرا دیوانہ ہوگیا

نہ ہونا مائل دلا کسیکا کہ سینہ کا ہی تیر جیکا
کیا ارادہ جو دل کی کا بھروسا کرنا نہ زندگیکا

نظر جو آتا ہی ماہِ انور یہ حال روشن ہی میری دلبر
فلک کے خیمہ مین کوئی دلبر جلا رہا ہی چراغ گھیکا

نہ ایک لحظہ مین شب کو سویا کمال اشکو نسے منھ کو دھویا
یہ بحرِ غم نے مجھے ڈبویا خیال آیا اگر کسیکا

کھے کوئی شمع رو سے جاکر نہ ہونا دیکھ آپ سے تو باہر
کبھی نہ بزمِ جہان کے اندر ارادہ کرنا جلی کسیکا

کیا جو ہی کام اسنے اکثر وہ نقش ہے اپنے لوحِ دلپر
جہان ہی اعجازِ حسنِ دلبر وہان کہان سحر سامریکا

جہانمین آیا ہی موسمِ گل چہکتے ہی ہین تمام بلبل
رُخِ صنم کے حضور یا بکل گلِ چمن کا ہی رنگ پھیکا

نہ ہوگا مائل جو اس جبین کا رہیگا زاہد نہ تو کہین کا
نشان سجدہ تری جبین کا کلنکا یہ ہیگا ٹیکا ہ

نہین ہے ہیچا ہمارا کہنا سمجھ کے اس بات پر بشر کہنا
دلِ حزین اتنا یاد رکھنا جہان مین کوئی نہین کسیکا

نہ ہونا اے دل کسیکا مائل نہ کرنا تو عقل اپنی زائل
کیا ہی تجکو خدا نے عاقل نہ تھا دشمن تو اپنی جیکا

خدا نے دکھلائے وصل کی شب بر آیا مدت مین اپنا مطلب
امید تقدیر سے تھی یہ کب جو وقت آیا مری خوشیکا

دلِ جہان کسی سے نہ گیا
گھر بنا کا عام تھا خانہ بنا گیا

تھا جو پہلو مین اپنے وہ گل تھو خار آنکھون تھی خستۂ دل ۔ رہا پریشان برنگ سنبل عجیب عالم تھا بے کلی کا

کھلے مین گلشن لالۂ گل بھرے ہین گویا کہ ساغر دل ۔ چھکر ہے ہین تمام بلبل مزہ ہے ان روزون ہی کشی کا

ذرا نہ تھی کہ سے نسبت فقط ہی یہ دل خدا کی قدرت ۔ اُٹھا سے بار غم محبت کہان تھا یہ کام آدمی کا

یہ زمد مشرب کو مارتا ہو جہان سے وہ سدا رہا ہو ۔ ہر اک حسین کو سنوارتا ہے یہ عشق دشمن ہر متقی کا

کسی کو دینا نہ مزرعۂ دل کمال نقصان ہے اسکا حاصل ۔ اگر ہے دانا نہ ہونا بیدل ہو سب کو پیغام منتہی کا

ردیف بائے تازی

ہر حرف میرا ہے خطِ تقدیر کا جواب ۔ ہر بات ہے مری اُسے تحریر کا جواب

جانباز دل ہے یار کی ہے تیز تر نگاہ ۔ ہی تیر کا جواب نہ نخچیر کا جواب

اے صانعِ ازل تری صنعت کے مین نثار ۔ ابتک ہوا نہ یار کی تصویر کا جواب

آہِ شرر فشان پہ ذرا دل نہ بھولیو ۔ برقِ غضب ہے یار کی شمشیر کا جواب

یارا ہے کس کا کون ہے ایسا جہان مین ۔ لائے جو میرے نالۂ شبگیر کا جواب

آئینہ دیکھکر مجھے حیرت سی ہو گئی ۔ تصویر اور ہے مری تصویر کا جواب

کھلتا ہے فصل گل ہین یہ دیوانہ عشق کا ۔ ان زلف یار ہے مری زنجیر کا جواب

کندہ کیا ہے لوح جبین پر ہر ایک کے ۔ سمجھین جو دیوین آپ کی تحریر کا جواب

جو کچھ کہ لکھدیا تھا مجھے روز ابتدا ۔ رکھتا ہون پاس مین خطِ تقدیر کا جواب

کہتے ہین جسکو موت زمانہ مین زاہدا ۔ خوابِ عدم کی ہے یہی تعبیر کا جواب

کرتا ہون وصف خطِ رخِ یار کا رقم ۔ لکھتا ہون آج حاشیۂ میر کا جواب

روزِ جزا مجھے یہی حیرت ہے منتہی
دیگا تو کون کون سی تقصیر کا جواب

غنچے بھی سربستہ تھی سب کا رزائی عندلیب ۔ گل کھلے عقدے کھلے ساری برائے عندلیب

اوس پڑ جائے چمن پر یا ستم صیاد پر ۔ دیکھئے کرتی ہے کیا یہ ہائے ہائے عندلیب

پردۂ شبنم مین رہتا ہے یہ شب بھر اشکبار ۔ بعد مدت کے کھلا ہے ماجرائے عندلیب

جلگیون کو ہے زرِ گل دید کو روئے چمن ۔ راحتین کیا کیا ہین ان روزون برائے عندلیب

کہہ گئی ہے آج مجھسے صبحدم بادِ بہار
چتر گل تیار ہوتا ہے برائے عندلیب

اپنے عاشق کا نہین معشوق کو ہرگز خیال
دل مین گل کے مین نہین پاتا ہون جائے عندلیب

چار تنکے رکھکے بے منت بنایا آشیان
مین سمجھتا ہون اُسے دولتسرائے عندلیب

ایک لَے مدہوش کرتی ہے مجھے بادِ بہار
دوسرے بدمست کرتی ہے صدائے عندلیب

عشق بازی جان بازی ہے اگر منظور ہو
آشیان صیاد کے پہلو مین چھائے عندلیب

ملتی جلتی ہے یہ کچھ کچھ گفتگوے یار سے
ہے پسند اسواسطے مجکو صدائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کو چمن سے دور کر
دور کر بہرِ خدا یہ ہین بلائے عندلیب

دیکھکر کنجِ قفس کو یہ کہا صیاد نے
حیف ہے صد حیف ہے خالی ہے جائے عندلیب

ہر گھڑی کرتا رہے وصفِ رخِ رنگینِ یار
عطرِ گل سے آشیان اپنا بسائے عندلیب

کون بیٹھی بزم مین گر قلقلِ مینا نہ ہو
دل لگی کیا ہو چمن مین بے صدائے عندلیب

جوہرِ ذاتی پہ اُسکے لوٹتا ہون منتقی
گو نہین ظاہر مین ہے خوش رو لقائے عندلیب

بوئے گل کے ساتھ آتی ہے صدائے عندلیب
ہمرہِ بادِ بہاری ہے ہوائے عندلیب

آشیان مین فرشِ برگِ گل بچھائے عندلیب
جسقدر چاہے زرِ گل کو اڑائے عندلیب

خونِ دل صیاد و گلچین کا بہائے عندلیب
جوشِ گل مین ابکی ایسا رنگ لائے عندلیب

ایکدن صیاد و گلچین دیکھتے رہ جائینگی
تا کجا اثباتِ گل تا کے بقائے عندلیب

بزمِ عشرت مین نہ جاؤن جو اقبال گر نہ ہو
کب قدم رکھون چمن مین بے رضائے عندلیب

جورِ گلچین زحمتِ صیاد و خوفِ باغبان
آفتین کیا کیا ہین افزون برائے عندلیب

کون عاشق ایسا ہے دلسے کسی ہو اسکی چاہ
کون ہے ذی حق زرِ گل کا سوائے عندلیب

جوشِ گل چلتا ہوا راہی ہوئی بادِ بہار
آشیانہ ایک باقی ہے برائے عندلیب

گل گئے آئے اسے عشقِ دلی جو ہے سو ہے
کس زبان سے مین کرون وصفِ ثنائے عندلیب

بے اثر ہے کاسہ گر کیا ہو دلِ صیاد مین
اندنون تیرِ ہوائی ہے نوائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کے بگڑ جائینگے ہوش
تا فلک پہونچیگی جبدم ہائے ہائے عندلیب

باغبان حیران ہی جلتا نہین گل کا چراغ — اندنون ایسی نبدہی ہی کچھ ہوائے عندلیب
خسرو گل نے بلا پالے اوڑا صیاد ہی — ابتدا وہ تھی ہوئی یہ انتہائے عندلیب
وہ رخِ رنگین سے گلشن مین اگر اولٹین نقاب — رنگِ گل اوڑتا پھرے ہی سو بجائے عندلیب

کیا تماشا ہو جو ابکی جوشِ گل مین منتہی
یار بیٹھے جائے گل گل ہو بجائے عندلیب

جہان مین ہوینگی ساقی بہت خراب شراب — جو دیگا مجھسے تنک ظرف کو جناب شراب
نکال خم سے کوئی رشکِ آفتاب شراب — بہار آئی ہے لا ساقیا شراب شراب
خیال دل مین مرے مست نازکا جو رہا — تمام رات مین بکتا رہا شراب شراب
بہارِ زیست ہے معشوق یار گر ہوئے — کہ جس طرح سے کہ ہے رونقِ شباب شراب
سجائے دور کی جو ساقیا پلا ایسی — اوٹھائے خانہ دل سے مرے حجاب شراب
جو دیکھا روئے عرقناک میرے ساقی کا — ہوی ہی ماری خجالت کے آب آب شراب
دلِ برشتہ و خونِ دل و جگر میرے — یہی ہین رندِ خرابات کے کباب شراب
ہی اندنون تنک ظرف قابلِ عشرت — طلب کرین نہ کبھی کا نہ جناب شراب
کرینگے کاتبِ اعمال کیا رقم اسکو — ہمارے صرف مین رہتی ہی بے حساب شراب
کمال تجھسے مین منت پذیر ہون ساقی — عطا وہ کر کہ جو پیتے ہین شیخ و شاب شراب
کمال مبطلِ ایمان ہے عیشِ نالائق — کرے کہین تنک ظرف کو خراب شراب

خدائے پاک جسے منتہی عطا فرمائے
جہانمین عیش کے سامان ہین کباب شراب

آن مین جل تھل بھری پل مین بہری دریا سحاب — دامن مژگان ترکے روبرو ہے کیا سحاب
گیسوئے شب رنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے — دل لگا را باغ کی جانب سے لو اٹھا سحاب
بال بکھرے دن کو دیکھی ہین مست سفاک کے — رات بھر کالی بلا مجکو نظر آیا سحاب
باغ ہے سبزہ ہرا ہے ساقی گلفام ہے — ایک تیری جا فقط باقی ہے جلدی آسحاب
میکدہ کی آب پاشی کے لئے کل رات کو — جا گلین پانی کی کیا بھر بھر کے آیا سحاب

نالہ گرم اپنا جب دم سرا وشہائی اہو فلک — خشک ہو جائے برنگ دامن صحرا سحاب
ہی دم گریہ تصور چشم وگردن کا مجھے — یاد دلواتا ہے کیا کیا ساغر و مینا سحاب
بال بھیگی دن کو دیکھے تھے مرے محبوب کے — رشک سے گردون پہ شب کیا کیا ہوا نیلا سحاب
گر نظارہ زلف و رخ کا ساقیا ممکن نہو — مے ہے کیسی باغ کیسا اور ہے کیسا سحاب
گیسوئے شبرنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے — مین یہ سمجھا باغ پر فردوس کے چھایا سحاب

گو ہے منفلس منتھی ہمرا ہے دریا دلی
دلکا اُجلا ہے اگر ظاہر مین ہے میلا سحاب

جمع میخوار ہین گلزار مین اب — بھیڑ ہے حسن کے بازار مین اب
گھر ہے غیرونکا دلِ یار مین اب — کعبہ ہے قبضۂ کفار مین اب
چھا گیا رخ پہ تمھارے خطِ سبز — آئینہ ڈوبا ہے زنگار مین اب
خون چٹا کر وہ مرا سکھتے ہین — کاٹ تو ہے مری تلوار مین اب
بند ہے آنکھ تری عاشق کی — کچھ نہین مردم بیمار مین اب
آتے جاتے ہین جوانانِ چمن — رنگ کچھ اوچھلے گا گلزار مین اب
سر بھی حاضر ہے جگر بھی دل بھی — کونسی شے نہین سرکار مین اب
خال سرمہ کا بنا کر رخ پر — فتنہ پیدا کیا گلزار مین اب
درگذر حلقۂ گیسو سے دلا — رکھ نہ اونگلی دہنِ مار مین اب
حلقۂ زلف مین ہے روئے صبیح — شیر بھر دون دہنِ مار مین اب
دم نہین مارتے مرغانِ چمن — باغبان کون ہے گلزار مین اب
دہنِ زخم مرا چھڑکنے کا — ہے نمک لالِ شکر بار مین اب
دیکھئے کون ہو منظور نظر — تیغ ہے دستِ جفاکار مین اب
فصل گل ہے ترے دیوانونکی — دہوم ہے کوچہ و بازار مین اب
کیسی سفاک نے پیدا کی ہے — چال تلوار کی رفتار مین اب
باندہی جب موئے کمر مین جانا — بال آیا تری تلوار مین اب

وصف اس سبزۂ خط کا پیارے
منتحی لکھہ خطِ گلزار مین اب

ہے سحر وصلت کی نکلا آفتاب — ساقیا جلدی سے بھر لا آفتاب
جانتا ہون اُسکا سایا آفتاب — جبکے گھنے سے بھر آیا آفتاب
اس سے روشن دل ہون اُس کے رُخ سے خلق — جام مے کے سامنے کیا آفتاب
شب کٹی فرقت کی آیا روزِ وصل — شکر ہے بدلی سے نکلا آفتاب
جام مے اکثر جوانی مین اوڑائو — دوپہر کو خوب چمکا آفتاب
داغ سودا ہو گیا دل سے عیان — تو خمِ گردون سے نکلا آفتاب
خاکساری اُسکے در کی کر قبول — جبکے کوچے مین ہو ذرہ آفتاب
جام مے سے آنکھہ برسون ہی لڑی — ہر ہارا دیکھا بھالا آفتاب
روئے آتش رنگ سے لڑتی ہو آنکھہ — حشر کے دن کیا کریگا آفتاب
جان کا گاہک جوانی مین ہوا — دوپہر کو سر پہ آیا آفتاب
عاشق روئے صنم کے واسطے — چترِ زرین بنکے آیا آفتاب
اُس عرق آلودہ رخ کے شرم سے — ہو گیا پانی سے پتلا آفتاب

کام آئیگی مری روشن دلی
منتحی جب ہوگا میلا آفتاب

ردیف بائے فارسی

ہنسنے لگتا ہے جو وہ رشکِ قمر آپ سے آپ — چھٹنے لگتے ہین مرے زخمِ جگر آپ سے آپ
دید بازی کا پڑا ہے مجھے جب سے لپکا — جا ہی پڑتی ہے حسینون پہ نظر آپ سے آپ
ناصحا تو ہی بتا دے اسے کیا کہتے ہین — پاؤن پر اُسکے جھکا جاتا ہے سر آپ سے آپ
سات پردون مین چھپے یار رہو کیا ہوتا ہے — تاڑ لیتے ہین اُسے اہلِ نظر آپ سے آپ
بے سکھائے نہین آتی کوئی شے اے دلِ زار — قتلِ عاشق مگر آیا ہے اُسے آپ سے آپ
نالے کس طرح نہ پیری مین کرے یہ دلِ زار — بول اٹھتا ہے ہر اک مرغِ سحر آپ سے آپ

بے طلب خانہ ویران مین ہمارے شب و روز　　آہی جاتے ہین فلک شمس و قمر آپسے آپ

ہون وہ دیوانہ کہ جسوقت بہار آتی ہے　　ہو ہی جاتی ہے مری دلکو خبر آپسے آپ

جبکہ چلتا ہے تیرا تیر نگہہ او ظالم　　ہو ہی جاتا ہے مرا سینہ سپر آپسے آپ

کشش دل مری لائے تو کھونگا اس سے　　آج آنکلے کدہر رشک قمر آپسے آپ

مے گلرنگ وہ جب پیتا ہے وہان غیر کے ساتھ　　جوش کھاتا ہے یہان خون جگر آپسے آپ

ہجر مین ابر بہاری جو نظر آتا ہے　　پھوٹ پڑتے ہین مرے دیدہ تر آپسے آپ

منتہی جسکو ہے کچھ لطف سخن دنیا مین　　آہی جاتا ہے مرا پوچھتا گھر آپسے آپ

ردیف تائی فوقانی

کشادہ ہے عالم پہ خوان محبت　　ہر اک ہے یہان میہمان محبت

کھلا آہ دل سے نشان محبت　　یقین ہو گیا ہے گمان محبت

چھپکین تا کجا عاشقان محبت　　کہین جل نہ جائے خاندان محبت

پڑھا کرتا ہون قصہ قیس و لیلے　　سنا کرتا ہون داستان محبت

نہین دار پر تجھکو منصور کھینچا　　کیا یار نے امتحان محبت

نہین نغمہ کرتے ہین مرغان گلشن　　پڑھا کرتے ہین داستان محبت

بہت جنس دل کی ملے مجکو گاہک　　نہ پایا مگر قدردان محبت

صنم قیس و منصور و وامق تو گذرے　　ہمارا بھی ہو امتحان محبت

کہین کر چکے قتل عشاق ظالم　　کہین ہو نہ چکے امتحان محبت

مین عاشق ہون مژگان کا مدت سے ایسا　　چبھی دلمین ہے یہ سنان محبت

مٹے قیس و فرہاد و وامق جہان مین　　لٹے راہ مین کاروان محبت

فرشتہ نہ پہونچا وہان یار پہونچا
ذرا منتہی دیکھہ شان محبت

آتی ہے یاد یار جو مجکو فضائے دشت　　بے اختیار منہہ سے نکلتا ہے ہائے دشت

دیوانگان عشق کے خاطر ہے جائے دشت　　پیدا کیا ہے انکو خدا نے برائے دشت

اک روز چل کے مجنونئے بیدل سے پوچھئے ۔ ہوتا ہے کس طرح سے کوئی آشنائے دشت

ہموار منتشر ہے پریشان حال ہے ۔ شاید ہوئے ہے خاک سے میری بنائے دشت

ہوتا ہے جب ہجوم گل ولالہ باغ مین ۔ آباد کچھ نظر نہین آتا سوائے دشت

آلائش حیات سے رہتی ہے دور دور ۔ کس درجہ پاک صاف نظر آئی جائے دشت

کھولے گلون کے کان نسیم بہار نے ۔ ایکبار لے اوڑی مرے دلکو ہوائے دشت

مداح باد ہے جو بگولہ ہوا بلند ۔ ہم خاکسار سمجھے کہ ہر یہ ہمائے دشت

دیوانگان عشق کے جوش وخروش کو ۔ کہتا ہے حسن کے یار یہ ہین خوش نوائے دشت

فرہاد ہے نہ قیس نہ وامق ہے اندنون ۔ کس طرحسے کھلے گا مجھے ماجرائے دشت

عاشق کو اپنے کس لئے دیوانہ کر دیا ۔ کسواسطے جہان مین ڈالی بنائے دشت

دنیائے دون کو چھوڑکے یکبار قصد ہے ۔ مانند قیس چلکے بنون پادشائے دشت

سودا اگر نہین کسی آہوخصال کا ۔ پھرتی ہے میری آنکھون مین پھر کیون فضائے دشت

شاید کہ دلمین پھر مری وحشت نے گھر کیا ۔ کچھ سوجھتا نہین مجھے ناصح سوائے دشت

ترغیب دے رہی ہے مجھے وحشت دلی ۔ سبزہ ہے آبشار ہے خوش ہر ہوائے دشت

سودا مرے لئے ہے مین سودیکے واسطے ۔ ہے دشت میرے واسطے مین ہون برائے دشت

انجام کار عشق نے دیوانہ کر دیا ۔ آخر سما گئی مرے سر مین ہوائے دشت

دیوانگان عشق کی مٹی عزیز ہو ۔ ایسی چلے کوئی مرے یارب ہوائے دشت

وحشت مین کس لئے کہین آوارہ مین پھرون ۔ پہلو مین ہے مرے دل ویران بجائے دشت

وحشت لئے پھری اُسے غربت مین مدتون
پائی نہ منتھی نے کبھی انتہائے دشت

کیا بگڑ کر مجھپہ جھپٹے پاسبان کوئے دوست ۔ پھاڑ کھانے کے لئے دوڑے سگان کوئے دوست

ہین جداگانہ جہان سے ساکنان کوئے دوست ۔ ہین الگ سب سے زمین وآسمان کوئے دوست

صور پھنک جائے کہ ہو محشر قیامت آشکار ۔ سر اٹھانیکے نہین افتادگان کوئے دوست

طور پر موسی ہے افلاک پر عیسی رہے ۔ جانتا ہون انکو مین افتادگان کوئے دوست

خون بہتا ہوگا پر ہونگے کبوتر کے پڑے / قاصدا یہ ہے پتا یہ ہے نشانِ کوہی دوست

بادشاہی ہفت کشور کی میسر ہو اگر / دیکھتے ہرگز نہین ہین رہروانِ کوہی دوست

چہچہے کرتے ہین گلشن مین کھلے ہین گل تمام / کہ رہی ہے یعنے بلبل داستانِ کوہی دوست

فہم سے جو دور ہو ادراک سے جو ہو بری / کیا بیان ہوئے کسی سے عز و شانِ کوہی دوست

ذکرِ رضوان جھگڑے آیا ہے میرے سامنے / مین یہ سمجھا یہ بھی ہے اک پاسبانِ کوہی دوست

بارہا دیکھا ہے ہمنے خاکسارونکا ہجوم / بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوہی دوست

رند کہتے ہین جسے پیر خرابات اے فلک / جانتا ہون اسکو مین اک نوجوانِ کوہی دوست

کر رہے ہین مسجدون مین وصف جنت کا بیان / کہ رہے ہین آج واعظ داستانِ کوہی دوست

چلتے رہتے ہین وہان جام مے عشرت مدام / رنگ رہتا ہی ہمیشہ درمیانِ کوہی دوست

دم نکلتا ہے تیرا حور و جنان پر زاہدا / رندے آشام ہم ہین عاشقانِ کوہی دوست

بیچکر جان گرانمایہ کو راہِ عشق مین / چلدیا جنت کو سیدھا کاروانِ کوہی دوست

حور و غلمان سے صبا کہیو پیام منتقی
جا ہماری ہی رہے اے ساکنانِ کوہی دوست

معرکہ مین دیکھئے کرتی ہے بد خوئے دوست / سخت جانی ہے ادہر ناوک اودہر بازوئے دوست

باغِ جنت کو نہ دیکھون گر مین دیکھون روئے دوست / جام جم ہرگز نہ لون پاؤن اگر زانوئے دوست

تھوڑے تھوڑے پھنستے جاتے ہین دلِ سودا زدہ / رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہین ابھی گیسوئے دوست

جھانکتا ہے جسکو ہی برقے کی جالی سے مجھے / جانتا ہون دام مین شاید پھنسے آہوئے دوست

دیر مین لیجائے وہ چاہے حرم مین بیچدے / دل نہین قابو مین اپنے دلبہ ہی قابوئے دوست

بھولتا دم بھر نہین دیکھا ہے جب سے زاہدا / حافظ قرآن ہون یعنے یاد ہے وہ روئے دوست

ڈھونڈھتا پھرتا ہون مانند صبا مین در بدر / باغ عالم مین کہین پاتا نہین ہون بوئے دوست

نیم جان کتنے ہی کتنے نیم بسمل ہو گئے / تیر ناوک تا کمر پہونچے نہین گیسوئے دوست

فصل گل مین اسطرح کا ہوگیا سودا مجھے / دیکھتا ہون صورتِ گل گاہ گاہے روئے دوست

دیکھئے کیونکر برآئے اپنا حرفِ مدعا / سخت ہین اعمال اپنے اور نازک خوئے دوست

پیرِ صد سالہ وہان ہوتا ہے جاکر نوجوان ۔ یہ اثر رکھتی ہے زاہد سر زمینِ کوئے دوست

پہلے اسکو فرشتے جسگھڑی بہرِ عدا
دیکھتا تھا منتھی پھر پھر کے ہردم سوئے دوست

تو سمجھتا ہی نہین پیرِ خرابات کی بات ۔ نقش ہے دلپہ مرے قبلۂ حاجات کی بات

یاد اتنک ہے مجھے پیرِ خرابات کی بات ۔ اُسکی ہر بات ہے اے شیخ کرامات کی بات

جسکو کہتا ہے ہر اک قلقلِ مینا ساقی ۔ اُسمین ملتی ہے بہت پیرِ خرابات کی بات

دیجئے بوسہ کوئی آپ کے گھر آئے ہین ۔ کیجئے ہم سے کوئی آج مدارات کی بات

نقد بوسہ کے طلب کرنے پہ کہتا ہے وہ شوخ ۔ ہم حسینون مین اسے کہتے ہین خیرات کی بات

نقدِ دل مانگتا ہے مجھسے بڑی اُلفت سے ۔ آج کس لطف سے کرتا ہے وہ گھات کی بات

سرِ ممبر وہ بُرا کہتا ہے رندون کو کبھی ۔ کون سنتا ہے یہان واعظِ بدذات کی بات

حرفِ فرقت کا مٹا دیجئے لوحِ دل سے ۔ کیجئے ہمسے کوئی ابتو ملاقات کی بات

جانتا کب ہے کوئی میرے دماغ و دلکی ۔ کب سمجھتا ہے کوئی ارض و سماوات کی بات

وصفِ جنت جو بیان کرتا ہے واعظ ہر روز ۔ ہے وہی اصل مگر کوئے خرابات کی بات

اُسکی کیا بات جسے دولتِ وصلت ہو نصیب ۔ معتبر ہوتی ہے کیا صاحبِ اوقات کی بات

نشۂ جوشِ جوانی کا بیان کیا مین کرون ۔ خواب کیطرح رہا پاس مرے بات کی بات

یار بیہوش تھا مدہوش تھا ساقی مے سے
منتھی یاد ہے کچھ آپکو اُس رات کی بات

رنجِ فرقت نے دئے دلکو مرے ساری رات ۔ زور بیمار پہ کرتی رہی بیماری رات

صدمہ ہجر سے گذری یہ بدشواری رات ۔ ملک الموت رہا ساتھ مرے ساری رات

ماہرویون سے نہ رکھنا مرا پہلو خالی ۔ یا آلٰہی نہ دکھانا مجھے اندھیاری رات

سحرِ تیرہ کا ہر چند قیامت ہے عذاب ۔ تہر ہے عالمِ تنہائی کی اندھیاری رات

ذکرِ اغیار کیا گاہ دیا رنجِ فراق ۔ خوب کی خوب کی تو نے مری غمخواری رات

روزِ وصلت کا تو ہمسِ نہیں کٹے گذر جاتا ہے ۔ کٹتی ہے ہجر کی اے شمع بدشواری رات

جب سنا غور سے ذکرِ فلکِ شعبدہ باز
یاد آئی مجھے کیا کیا تری عیاری رات

رنجہ کرتا ہے قدم جبکہ سرِ شام سے تو
عید کے دن سے بھی ہوتی ہے مجھے پیاری رات

آیا جس وقت نقابِ رخِ روشن کا خیال
سر کو دیوار و در سے پٹکا میں کیا ساری رات

جلوہ گر ہوتا ہے جس دن کہ وہ ماہِ انور
صبح جنت سے مجھے ہوتی ہے وہ پیاری رات

وعدہ وصل کیا ہم سے گیا غیر کے پاس
کھل گئی او بتِ کافر تری مکاری رات

شدتِ درد جدائی کے سبب او ناصح
تھی مری سوئے عدم کوچ کی تیاری رات

روز وصلت کا سبکتر ہے نہایت لیکن
منتہی ہجر کی ہوتی ہے بہت بھاری رات

کہتے ہو مجکو رہا کیوں خفقان آج کی رات
یہ تو فرمائیے صاحب تھی کہاں آج کی رات

جلوۂ حسن ہے ہر سو شب وصلت بھی ہے
نظر آتی ہے مجھے صبح جنان آج کی رات

پی کے مے ہو گئے جامے سے سراپا باہر
وا ہوا آپکا کیا رازِ نہان آج کی رات

یار ساقی ہے مئے ناب کا ہے دور یہ دل
تیز تر چلتی ہے شیشے کی زبان آج کی رات

آپ سے آپ وہ بگڑا شب وصلت مجھسے
ہو گئی آفتِ جان راحتِ جان آج کی رات

نالے سنکر دلِ پر داغ کے بولا وہ شوخ
کیا کہیں شیر ڈکارا ہے یہاں آج کی رات

رعب ہے حسن کا یا ہو ملک الموت کا خوف
بند کسواسطے ہے مری زبان آج کی رات

ندیا تو ندیا صدمہ فرقت ورنہ
کوچ کر جائیگی یہ روحِ روان آج کی رات

شمع مینا کو دیا خوب ہی صاحب نے فروغ
خوب روشن کیا عاصی کا مکان آج کی رات

ماہ ہی باغ ہے سبزہ ہے شبِ ماہ بھی ہے
مہربان تو بھی ہوا اے پیرِ مغان آج کی رات

میری تقدیر سے ممکن ہوئی مجکو ورنہ
میں کہاں یار کہاں اور کہاں آج کی رات

شادی وصل میں ہے دغدغۂ رنج فراق
ایک ہے حیف مرے سود و زیان آج کی رات

مہربان یار سے شکوہ نکرو ہی شبِ وصل
منتہی بند کرو اپنی زبان آج کی رات

کہوں کیا فراقِ صنم کی حقیقت
بیاں کیا کروں مرتے دم کی حقیقت

کھلی یہ وجود و عدم کی حقیقت | جدا اگ نہ ہے بیش و کم کی حقیقت

بسا جب سے نیرنگ حسن اپنی دل مین | گری آنکھوں سے جام جم کی حقیقت

غرض شاہ سے ہے نہ مطلب گدا سے | نہ ہے پیش دل بیش و کم کی حقیقت

دل پاک سے پر اثر آہ سے اب | کھلی مجکو لوح و قلم کی حقیقت

ہوئی صحبت گلرخان جب میسر | نگہ مین نہ ٹھہری ارم کی حقیقت

رگ ابر باریدہ دیکھے اگر تو | دلا وا ہو دست کرم کی حقیقت

پھرا کوچۂ عشق مین کون جا کر | کھلی کس کو ملک عدم کی حقیقت

یہ دہو بیٹھے گی نامۂ بد عمل کو | کھلے گی کبھی چشم نم کی حقیقت

اوٹھا دیدۂ دل سے پردہ دوئی کا | سمجھ ایک دیر و حرم کی حقیقت

نشان جب سے کوئے قناعت مین گاڑا | گری دل سے جاہ حشم کی حقیقت

صفا خیر ہین سکۂ داغ الفت | یہان کیا ندیم و ندم کی حقیقت

خدا جانے پیر خرابات کا حال | خدا جانے پیر امم کی حقیقت

مری آتش عشق کا حال لکھے
کہان منتہی یہ قلم کی حقیقت

تیرے عاصی کو بھی کیسی ہے تمنائے بہشت | تجھسے کہتا ہون یہی او چمن آرائے بہشت

شاید آجائے کبھی وہ چمن آرائے بہشت | اتنے دن رات کھلے رہتے ہین درہائے بہشت

کونسے دلکو نہین عفو گنہ کی خواہش | کون وہ سر ہے کہ جسمین نہین سودائے بہشت

کثرت دست کرم جب نظر آتی ہے مجھے | مین سمجھتا ہون اسے موجۂ دریائے بہشت

کافر عشق ہو یا مرد مسلمان زاہد | کونسے قوم کو رہتا نہین دعوائے بہشت

کوچۂ یار گل اندام اگر ہاتھ آئے | نرہے پھر نہ رہے کچھ مجھے پروائے بہشت

کوچۂ عشق مین جا عاشق صادق تو ہو | حور عین کس کی ہے پھر کس کی ہے یہ جائے بہشت

ہو میسر جو ترے عارض گلرنگ کی دید | پھر نہ دیکھون طرف لالۂ حمرائے بہشت

چہچہے کرتا ہون جسسے مین ترے کوچے مین | لوگ کہتے ہین مجھے بلبل شیدائے بہشت

کوچۂ یار مین مدت سے پڑا ہون زاہد خواہش حور کسی کس کو ہے پروائے بہشت

دوڑتا دیر کو کوئی ہے حرم کو کوئی ڈھونڈتا پھرتا ہے ذرات ہر اک جا کے بہشت

وصل سے رہگیا محروم مین اُس گل رو کے ہاتھہ آئے نہ مرے دولت زیبائے بہشت

لب شیرین کے تصور نے یہ جا کی آنکھین دل مین پیدا ہوئی شیرینیٔ خرمائے بہشت

قصر جنت سے زیادہ تو سمجھ لے اُسکو
منتی گر تجھے تھوڑی بسی ملے جائے بہشت

ردیف تائے فارسی

عجب کیا گر کرین یہ مال و زر چٹ حسینون نے کئے ہین گھر کے گھر چٹ

کرین مال جہان کو بے ہنر چٹ ۴ کرین اس کشت کے دنیا کی خر چٹ ۴

تمہارے حسن کی دولت کو پیارے اوڑالین گے عدوئے مفت بر چٹ

نہ غربت بر زمین کی بھول دل مین کئے ہین اسنے کتنے نامور چٹ ۴

بتو ڈریو عدو کے گھورنے سے نظر کرتی ہے پتھر مین اثر چٹ

اگر ہو ساتھہ پردون مہوش نظر کر لیتے ہین اہل نظر چٹ

قدم رکھتا ہے جسدم ناز سے یار نزاکت کرتی ہے اُسکی کمر چٹ

تری تلوار کا ہے پیٹ خالی جو ہو سیری کرے عاشق کے سر چٹ

اِدہر نغمہ کیا بلبل نے آکر اِدہر غنچے نے وا کی بست زر چٹ

بہار گل ہے کاوش پر جنون ہے کریگا خونِ عاشق نیشتر چٹ

دہانِ گور نے لقمہ سمجھ کر سرِ انسان کے کئے ہین کسقدر چٹ

جو ہین مردار خوار اس سبزہ زمین کے وہ کر جاتے ہین مال بے پدر چٹ

فرشتہ لکھہ رہے ہین پاس تیری کیا ہے جو کہ تو نے عمر بھر چٹ

گرانی سے تری او حیدرآباد سپاہی کر چکے تیغ و سپر چٹ

جولا وارث نہال بارور ہو کرین حارص مع برگ و ثمر چٹ

نہ رکھنا ایک کوڑی تک کفن کو

ملی جو منھی تو اسکو کر چٹ

لڑائی آنکھہ کھائی جان پر چوٹ — بچایا دل کو کھا بیٹھا جگر چوٹ
بغیر از وصل دیدی جان شیرین — سہے ذکر کو ہکن بھی مجکو سر چوٹ
کبھی فرقت کا غم گہ ہکر وصلت — یہ دل کھاتا رہا ہے چوٹ پر چوٹ
اوٹھاتا دل نہ پھر بار محبت — نہ کھاتا پھر کبھی بار دگر چوٹ
یکایک آ گئی اوسپر طبیعت — کدھر مین تھا کدھر دل تھا کدھر چوٹ
یہ دل فقرون پہ اوسکے آگیا ہے — یہ نادان کھا گیا ہے بیشتر چوٹ
لگا کر دل کو آنکھین پھیرتا ہے — الگ ہوتا ہے مجکو مار کر چوٹ
جسے تاکا اوسے جینے سے مارا — غضب کی رکھتے ہین یہ خوش نظر چوٹ
شباب آیا ہے جوبن زور پر ہے — نہایت اندنون ہے بار ور چوٹ

ندے سے دل عہد پیری مین بتون کو
نہ کھا اسے منشی وقت سحر چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

ملت شیخ و برہمن مین ملاتے ہو عبث — گاڑتے ہو مجھے ناحق کو جلاتے ہو عبث
دل زمانے کے حسینوں سے لگاتے ہو عبث — بیوفاؤن کے غم و رنج اوٹھاتے ہو عبث
صفت نقش قدم کوچہ دلدار مین ہون — بے مٹے مین نہین اوٹھنے کا اوٹھاتے ہو عبث
تمکو معلوم ہو جیسا کہ مین تر دامن ہون — زاہد و نار جہنم سے ڈراتے ہو عبث
زہر ہے بار محبت مجھے مال و زر کی — زہر ہے یہ غم دنیا اسے کھاتے ہو عبث
طاقت جنبش نہین قوت پرواز نہین — سوئے دیوار چمن مجکو اوڑاتے ہو عبث
لکھتے ہو کاتب اعمال جو اعمال میری — تہمتین مفت کی بندہ کو لگاتے ہو عبث
سنکے افسانۂ غم یار مرا کہتا ہے — جو کہانے کہ سننے ہے وہ سناتے ہو عبث
چمن کوچہ دلدار کا مین بلبل ہون — دوستو خلد مین مجکو لیے جاتے ہو عبث
خاک انجام ہے اس نشو و نما کا اے دوست — شعلہ خس کی طرح مجکو بڑھاتے ہو عبث

بار ہا آیا گیا ہوں چمن عالم میں / پھر مجھے ملک عدم کو لئے جاتے ہو عبث

بوجھ یہ میں نے اٹھائیں ہیں جہاں میں اکثر / پھر مجھے بار محبت میں دباتے ہو عبث

منتفی زہر ہے اس مال جہان کی الفت

ایسے موذی کو مرے یار کھلاتے ہو عبث

رہ گیا کھینچ کے تلوار ہوا کیا باعث / رک گیا یار جفا کار ہوا کیا باعث

کون مانع تھا تری جلوہ گری کا اے دوست / ہیں کفر سے طالب دیدار ہوا کیا باعث

بزم میں رکھا ہے مینا کے تہی کیوں ساقی / آج گلشن میں نیا خار ہوا کیا باعث

لطف نظارہ ان آنکھوں نے اوٹھایا نہ مری / مفت میں دل یہ گرفتار ہوا کیا باعث

نظر آیا نہ مجھے موئے میان دلبر کا / نہ کھلا عالم اسرار ہوا کیا باعث

وصل شیریں نہ میسر ہوا تجھکو فرہاد / تو عبث دشمن کہسار ہوا کیا باعث

بیقراری کے سبب سے یہ ہمارا دل زار / صفت سایۂ دیوار ہوا کیا باعث

کشش دل مری گذرا میں کشش سے ایسی / یار آیا سر بازار ہوا کیا باعث

اوڑ گئی روح پھڑک کر قفس تن سے مری / چھٹ گیا مرغ گرفتار ہوا کیا باعث

طبع رنگین سے مری جوش جوانی کا تھا / اوڑ گیا بلبل گلزار ہوا کیا باعث

رحم اے کاتب قدرت جو ہوا تھا سو ہوا / کیوں کیا مجکو گنہگار ہوا کیا باعث

منتفی ہاتھ سے اس ساقی دریا دل کے

سب چھکے تو نہیں سرشار ہوا کیا باعث

کسطرح پوشیدہ ہوئے راز نہاں الغیاث / قابل بخیہ نہیں چاک گریباں الغیاث

بل بہت کرتی ہے دل سوز زلف جاناں الغیاث / کاٹنے کو دوڑتا ہے مار پیچاں الغیاث

عاشق جانباز پر تیوری چڑھاتا ہے وہ ترک / بیگنہ پر کھینچتا ہے تیغ براں الغیاث

کون پہونچے جز صنم میرے سخن کی داد کو / کون غیر از گل ہے بلبل کا زباں داں الغیاث

کھو دیا ہے رونق بزم یار کا اغیار نے / دیو نے لوٹا ہے یہ ملک سلیمان الغیاث

وصل سے فرقت میں کیا مجکو ڈراتا ہے مسیح / زہر دیتا ہے بجائے قند درماں الغیاث

چپکیون مین ہی اوڑا دین گے اُسسے ایکدن یہ بت
رنگ سجین ہین حسین خونِ شہیدان الغیاث

منتظم ہے غیر بزمِ یار کا افسوس ہے
دیو کے قبضے مین ہی ملکِ سلیمان الغیاث

ردیف جیم غزل

یون پوچھتا ہے عاشقِ بیمار کا مزاج
اچھا تو ہے قدیم گنہگار کا مزاج

کل ہاتھ سے گیا یہ دلِ زار کا مزاج
پوچھا گیا کُھٹر سے درو دیوار کا مزاج

باریک یار سے ہے دلِ زار کا مزاج
نازک ہی تندرست سے بیمار کا مزاج

مفلس کا اور اور ہے زردار کا مزاج
گل کا ہے اور اور ہے کچھ خار کا مزاج

سنتا نہین جو عاشقِ صادق کی اندنون
ملتا نہین ہے آجکل اغیار کا مزاج

آئی ہے کیا بہارِ گل لالہ باغ مین
ہی آسمان پہ بلبلِ گلزار کا مزاج

سکے پڑے ہین اُسکے جہانِ خراب مین
ہے جسکے ہاتھ درہم و دنیار کا مزاج

حسرت ہے ربط دیکھ کے اغیار و یار کا
کیونکر ہے ایک کافر و دیندار کا مزاج

اسکو ہوا ہے کس بتِ مغرور کا خیال
ملتا نہین جو مجھسے دلِ زار کا مزاج

دو چار مول لیتے ہین سودائے زلفِ یار
جاتا ہے روز ہاتھ سے دو چار کا مزاج

جسکا مریضِ عشق ہون مدت سے منتقی
پوچھا کبھی نہ اُسنے گنہگار کا مزاج

عاشقِ شید کو ہے داغِ جگر کی احتیاج
جس طرح ہوئے سپاہی کو سپر کی احتیاج

بند آنکھین ہو گئین منھ مین ہوئی ساکت زبان
ایکدم مین ہٹ گئی ساری بشر کی احتیاج

اشک پر تاثیر ہے جلد تو پہنچا صبا
گوش کو معشوق کے ہوگی گہر کی احتیاج

جذبۂ عشقِ دلی جس شخص کا ہو پیشوا
ناصحو اُسکو نہین کچھ نامہ بر کی احتیاج

حرص گھٹ سکتی نہین آپ کے عنوان سے
کم نہین ہوتی کسی صورت بشر کی احتیاج

شمع سان کٹوا دے بزمِ عشق مین سر خطر
منتہ رگ ہو ہر تجکو او سر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

ہوئی پیری جہان سے یار کر کوچ | مسافر کرتے ہین وقت سحر کوچ

عدم سے آیا ہون منزل بہ منزل | چلا جاؤنگا یون ہین کوچ در کوچ

یہان سے دو قدم ملک عدم ہے | کرونگا ایک دن یہ مختصر کوچ

نہ وامق ہے نہ ہے فرہاد و منصور | جہان سے کر گئے اہل نظر کوچ

جوان بھی مرتے ہین بوڑھے بھی ایدل | لگا رہتا ہے یہان شام و سحر کوچ

نہ آونگا عدم سے سوئے ہستی | نہین کرنیکا پھر بار دگر کوچ

اوٹھا کر پردۂ غفلت ذرا دیکھ | نہین دنیا مقام اپنا ہے کر کوچ

جو عاشق ہے تو مر مرنے سے پہلے | ذرا کر کوچ سے تو پیشتر کوچ

پئے دنیا عبث مرتا ہے نادان | عبث کرتا ہے تو سوئے سقر کوچ

قدم رکھنا سنبھل کر جانب عشق | نکرنا بے محل او بیخبر کوچ

عدم کا راستہ مرکر ہوا طے | عبث کرتا رہا مین عمر بھر کوچ

بہت ملک عدم آباد ہوگا | ادھر کو کر گئے ہین نامور کوچ

ہوئی پیری چلو دنیائے دون سے | مسافر کرتے ہین وقت سحر کوچ

عدم مین بن پڑے گی پیری ایدل | کہ ہیگا باعث فتح و ظفر کوچ

نشان منزل مقصود پایا | کئے جب منتہی نے کوچ در کوچ

ردیف حای مہملہ

آئی گل کی بہار ناصح | دل سے گیا اختیار ناصح

ایک ایک کا ہزار ناصح | اپنا نہین کوئی یار ناصح

یہ گوش بزنگ گوش گل ہین | چاہے جتنا پکار ناصح

سن یہ کہ گل کی بہار پہونچی | کچھ دل کو ہے اضطرار ناصح

اوڑ جائینگے صبر و طاقت و ہوش | آئی باد بہار ناصح

الفت ہے بتون کی جب سے یہ دل | غم کا ہے کوہسار ناصح

تیری اوس حال مین سنو نہین — دلبر جو ہو اختیار ناصح
اس نالۂ دل نے سر اوٹھایا — بلبل نے کی پکار ناصح
کرتا ہے بدی تو ان بتون کی — اللہ کی تجھکو مار ناصح
وہ کیف شباب ہے یہ جسکا — پیری بھی ہے اک خمار ناصح
صیاد وہ مرغ جان کا ہے — جسکا ہون مین شکار ناصح

یہ کیفِ شباب شفقی کا
لایا ہے بڑا خمار ناصح

برسے تو ابر دیدۂ تر آپ کیطرح — تڑپے تو برق اس دلِ بیتاب کیطرح
جوش شباب کا مرے عالم نہ پوچھیے — آیا گیا اک آن مین سیلاب کیطرح
ساقی سے جو بہار مین فرقت نصیب ہے — پیتا ہون خون دل کو مئے ناب کیطرح
آرایش اس جہان کی ہے حسنِ عارضی — بھاتی نہ مجھکو عالم اسباب کیطرح
ہے جستجو اسی بھی کسی بحرِ حسن کی — چکر مین ہے فلک جو یہ گرداب کیطرح
چاہِ ذقن جو دیکھ کے آیا ہے یار کا — دلکو پسند آئی ہے دولاب کیطرح
اپنا بھی جن دنون مین کہ عہدِ شباب تھا — جاتی تھی بزم یار مین نواب کیطرح
قاصد یہی ہے کوچۂ سفاک کا پتا — بہتا ہے خون خانۂ قصاب کیطرح

کھویا بہارِ عمر کو غفلت مین شفقی
گذرا جہان نظر مین تری خواب کیطرح

جگہ دی پہلو مین کیون عشق کو جگر کیطرح — نگر مین باندھ کے رکھا عبث گہر کیطرح
نہ پوچھو عالمِ شوقِ دلی مرا ناصح — جہان کا قصد کیا جا پڑا نظر کیطرح +
یقین ہے مجھے احوالِ مرگِ عاشق کو — وہ دل لگا کے سنین فتح کی خبر کیطرح
مثالِ آبِ روان ایک جا رہا نہ قرار — بسر ہوئی مری دنیا مین رہگذر کیطرح
مسافرانہ رہا اس سرائے ہستی مین — چلا پھرا مین زمانہ مین رہگذر کیطرح
تعلقات زمانہ سے جسگھڑی چھوٹا — سحر مین چین سے سویا مین رہگذر کیطرح

ہمیشہ در پئے دنیائے دون رہا یہ دل
عزیز عیب کو رکھا کیا ہنر کیطرح

مدام عالم ہستی مین حسرت و حرمان
رہے ہین پاس ہمارے دل و جگر کیطرح

دکھائیگا اُسے جسکی چشم بینا ہو
سمایا ہے وہ ہر اک رنگ مین اثر کیطرح

تمھارا موئے میان دلمین چبھ رہا ہے یار
کھٹک رہا ہے رگِ جان مین نیشتر کیطرح

یہ داغِ عشقِ صنم منتھی ترے خاطر
رہیگا سر پہ ترے حشر مین سپر کیطرح

زرفشان پنجہ خورشید سے ہے ہمتِ صبح
ہفت اقلیم نے لوٹی ہے بڑی دولتِ صبح

نور رخ سے ترے ملتی ہے بہت صورتِ صبح
اسلئے ہوتی ہے دنیا مین فقط عزتِ صبح

قلقلِ شیشۂ مے زمزمۂ مرغِ چمن
یار ساقی تھا مجھے یاد ہے کیفیتِ صبح

ہے جوانی سے سوا نالہ پیری کا مزا
نوبتِ شام سے خوشتر ہے بہت نوبتِ صبح

بزم مین رند قدح خوار کی سُن او ساقی
جام دنیا مے گلرنگ کا ہو زینتِ صبح

سر کے بل نشہ مین گرنا طرفِ میخانہ
صحبتِ رند مے آشام مین ہو طلعتِ صبح

عجزِ پیری کا عجب کیا جو اُسے ہو نہ پسند
سچ ہے مقبولِ خدا ہوتی ہو کیا طاعتِ صبح

روز فرقت کا تو مر مر کے بسر کرتا ہون
شام سے ہوتی ہے پھر وصل کی شب دشمنِ صبح

خود فراموش نہ ہو پھر خدا پیری مین
قہر انسان کی خاطر ہے دلا غفلتِ صبح

جلد آ ہجر کے دن مُنھ نہ دکھا وصل
منتھی اب کے یہی کھائے کرو منتِ صبح

ردیف خای معجمہ

یون کیف مے سے ہوتے ہین رخسارِ یار سُرخ
جس طرح گل کھلاتی ہے بادِ بہار سُرخ

روتا ہون یاد مین لبِ لعلین یار کے
آنکھین نہ کسطرح ہون شبِ انتظار سُرخ

ہوتا ہے خون دیکھئے کس کس کا اندنون
مہندی لیے ابتو رہتے دستِ نگار سُرخ

لاکھون کے خون سر پہ ہین تیرے چڑھے ہوئے
کیونکر ہو نہ لباس ترا شہسوار سُرخ

خون جگر ٹپکتا ہے دن رات آنکھ سے
دامن نہ کسطرح ہو مرا اے نگار سُرخ

ردیف دال مہملہ

نگاہِ یار کا مارا ہے ہر بند — کیا ہے عشق نے مجکو نظر بند

ہوئے طوقِ کمر کب ہاتھ میری — ملا کس دن مجھے ایسا کمر بند

یہی کہتا ہے مجھسے ضعفِ پیری — اب آنکھین دید سے دنیا کی کر بند

میرے دیوان کو گورون نے پھاڑا — مرا کشتون نے توڑا ہے جگر بند

نہین کھلتا ہے مجبر راز اسکا — ہمیشہ رہتا ہے کیون اوسکا در بند

میرے دل مین ہر جا طفل حسین کی — میری مٹھی مین ہے اچھا گہر بند

نگاہ یار کے آگے ہے یون دل — حضور طفل جیسے مرغِ پر بند

مئے جوشش جوانی سے یہ آنکھین — رہی ہین بستر دو پہر بند

نہ دے ضبطِ فغان کا حکم مجکو — نہ کر صیاد تجکو مرغِ پر بند

ہزارون یار صندوقِ لحد مین — کئے دست اجل نے نامور بند

کہین چھپتے نہین ہین اہل جوہر — کہین ہوتے نہین صاحب ہنر بند

تصور مین رخ و زلفِ صنم کے — یہ آنکھین رہتے ہین شام و سحر بند

نہ پھنستا دامِ الفت مین وہ زنہار — نکرتا منتقی کو گر نظر بند

کی کسنے میری دل مین محبت کی ہوا بند — اس کوزی مین کس شخص نے دریا کو کیا بند

خاموش نہ ہوتا لب توبہ کی طرف سے — للہ کہا مان نہ کر راہ خدا بند

منعم پے دنیا ہے گدا در پے عقبا — وہ اشتر بد مست ہے یہ اسپ ہے جا بند

شب دیکھ لیا صبح قیامت کا تماشا — جب ہم کہ نقاب بت ترسا کا کھلا بند

چھپتے نہین دل مین کبھی اسرار محبت — رہتی نہین مٹھی مین کبھی موج ہوا بند

ارمان ہے بہت صبح شب وصل ہنر یہ کب دیہ — اے مرغ سحر چونچ کو رکھیو تو ذرا بند

کب سے دل محزون مین ہوا اس زلف کا سودا — مدت سے ہے اس خانہ زندان بلا بند

منہ کھولا خود نما سے تو عقبیٰ نظر آئی — احوال کھلا غیب کا آنکھین جو کین کیا بند

بے ذکرِ صنم وجد مین کب آئے دلِ زار — پتّا نہین ہلتا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند

جب دن سے ہوا دستِ توکل کا سہارا
اے منتہی اک دم نہ رہا کام مرا بند

دلا لامکان ہے مکانِ محمدؐ — ہے بامِ فلک آستانِ محمدؐ
ہے فرمانِ حق کا بیانِ محمدؐ — زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ
بدل جو کہ ہے رازدانِ محمدؐ — وہی ہین وہی وارثانِ محمدؐ
وہ معشوق بے شبہ اللہ کے ہین — جو ہین زار ہردا عاشقانِ محمدؐ
خدا کا ہون بندہ خدا کی قسم ہے — محمدؐ کا عاشق بجانِ محمدؐ
سعیدا نزل کو ہے شمعِ ہدایت — ہر اک عضو ہر استخوانِ محمدؐ
نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا — خداوندِ عالم بہ شانِ محمدؐ
گیا سر بلا ہو گئے خلدِ برین کو — جو تھوڑا سا تھا کاروانِ محمدؐ

قطعہ

جسے لوگ کہتے ہین معراجِ زاہد — مین سمجھا اُسے عزوشانِ محمدؐ
حجابِ محبت ادہر کو تھا حائل — ادہر کو تھا رازِ نہانِ محمدؐ
نہ دیکھا قدم کوئی طاعت سے باہر — ہوا جب کبھی امتحانِ محمدؐ
وہ جنت کے ہین اور جنت ہے انکی — جہان تک کہ ہین دوستانِ محمدؐ
اُسے مل گیا قصرِ خلدِ برین کا — جسے مل گیا آستانِ محمدؐ

نمایان جو یہ منتہی کہکشان ہے
فلک پر چڑہی ہے کمانِ محمدؐ

کسن کی ہوئی تجکو چاہ قاصد — بدلی ہے تری نگاہ قاصد
راہی ہوا صبحدم وہ مہوش — ہو روے سحر سیاہ قاصد
پتا جو کسی جگہہ پہ کہر کا — تیرا ہوا اشتباہ قاصد
ماہِ کنعان سے ہے وہ خوشرو — جسکی مجکو ہے چاہ قاصد
سنتا نہین وہ کسی کی خود سر — اسمین تیرا کیا گناہ قاصد

ٹھہرایا وصل بعدِ مدت — رہیو تا دیر گاہ قاصد
داغِ دل و نالۂ سحرگاہ — عاشق کے ہین دو گواہ قاصد
فقرون سے جو لائے اُس صنم کو — کیا ہو تری واہ واہ قاصد
نقدِ دل ہے گرہ مین اپنی — دونگا تجھے زادِ راہ قاصد
قاصد قاصد پکارتا ہون — آتا ہے گاہ ماہ قاصد
شاید لایا پیامِ وصلت — آتا ہے جو کج کلاہ قاصد
نامہ نا خوندہ اُسنے پھاڑا — مارا گیا بے گناہ قاصد

پوچھے جو وہ حال منتخبی کا
دکھلانا تو برگِ کاہ قاصد

جا کر پیشِ نگار قاصد — رونا تو زار زار قاصد
دکھلا دے رخِ نگار قاصد — آئی گل کی بہار قاصد
میری سے کہی جو اُس سے جا کر — ایسا نہین کوئی یار قاصد
سودا ہوا زلف دیکھکر کیا — کرتا ہے جو مار مار قاصد
جاتا ہے عدم کو تیرا عاشق — در پر اُسکے پکار قاصد
ہے موت سے سخت تر زیادہ — مجکو ترا انتظار قاصد
بلبل سے ہے خوش بیان و خوشگو — بھیجے مینے ہزار قاصد
جو ہو وے مناسب اُس سی کہنا — تجکو دیا اختیار قاصد
اوس آئینہ رو صنم کو سمجھ کیہ — مجھ سے تو ہین غبار قاصد
آیا نہ وہ ساقی گل اندام — گذری یہ بھی بہار قاصد

اِس پیک نظر نے منتخبی کے
بھیجے ہین بیشمار قاصد

مشکل ہوسین کہ ہو وے اُسے دشوار پسند — ہے پسند اپنے وہی جو کہ کرے یار پسند
ماہ مرغوب ہی مہر خوش اطوار پسند — جب سے اس دل کو ہوئے درہم و دینار پسند

دو قدم ساتھ جنازی کے نہ آیا صد حیف — جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
عشق کا راز عیان کس لئے منصور کیا — حق تو ہے تجکو ہوا آپ سر دار پسند
دہن تنگ کا مضمون رقم کرتا ہون — اندنون مین ہے مجھے عالم اسرار پسند
قیصر روم کو ہو ظل ہما کی خواہش — ہون گدا یار کا ہے سایۂ دیوار پسند
کھینچکر رہگیا سو بار وہ قاتل شمشیر — ملک الموت نے مجکو کیا سو بار پسند
دلکو بھائی ہے نقاب رخ رنگین صنم — جب سے کرتا ہون مین گلزار کی دیوار پسند
پُر اثر اشک کسی خوش نہین آتے اے دل — کون کرتا نہین سچ ہے دُر شہوار پسند
مرد بے فیض سے رغبت نکرے کوئی بشر — اس سے بہتر ہے کرے گر کوئی دیوار پسند

دم بھرا کرتے ہو پیری مین حسینونکے مدام
منتقی ہم کو نہین آپکے اطوار پسند

نہ ہوا اہل جنون مجھسے سوا میرے بعد — رہ گئی وحشت مین خالی مری جا میرے بعد
خار صحرائے جنون نے نہ اٹھایا سر کو — نہ پھر آ کے کوئی آبلہ پا میرے بعد
بیگنہ قتل تو کرتے ہو کہے رکھتے ہین — یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد
خاکساری کو مری پھر نہ کسی نے پایا — عشق کا راز کسی پر نہ کھلا میرے بعد
یاد آئیگا یہ عاصی تمھین اُسدم صاحب — یون کسی اور پہ جب ہوگی جفا میرے بعد
کھینچکر لائیگا اُس شوخ کو تربت پہ مری — کام آئیگا مرا دست دعا میرے بعد
نہ رہیگا یہ ترے حسن کا پیارے شہرہ — نہ رہی گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
مرے دم تک مرے صفاک کی صفائی ہے — ٹھوکرین کھائینگے پھر جور و جفا میرے بعد
نکہت گل کی صفت اس چمن عالم مین — ماری ماری پھرےگی بوئے وفا میرے بعد

خاکساری کو مری یاد کریگی جسدم
منتقی خاک اڑائیگی صبا میرے بعد

بناتا باغمین بلبل کبھی نہ گھر صیاد — اگر وہ جانتا ظالم ہے اسقدر صیاد
نمود قتل سے عاشق کے ہوگئی اسکی — ہوا ہے مار کے بلبل کو نامور صیاد

نہیں ہے قدر اُسے اپنی زلف پیچان کی — کمال دام سے رہتا ہے بیخبر صیاد

اوڑاون نالونسے بین ہوش بلبل رنگل کے — خدا جو دیوے زبان مین کے اثر صیاد

نگاہ یار ہے غمزہ ہے مرغ دل کے لیئے — ہزار دام مین یہ ایک منت پر صیاد

پڑے جو عکس کبھی بلبل خوش الحان کا — جلائے آتش گلبرگ تیرا گھر صیاد

اسیر غمزہ راُسے دل مین عجز عاشق کے — زمین پہ صید ہے ہو آسمان پر صیاد

کرونگا موسم گل مین مین زمزمے دیپک — دکھاؤنگا تجھے اکروز مین ہنر صیاد

نہ بھول موسم گل پہ خزان کا بھی رکھہ دھیان — بنائے صانع قدرت نے خشک و تر صیاد

وہ عندلیب ہوان ہے منتقی مین جسکے لیئے
پھرا تلاش مین جسکی ہر عمر بھر صیاد

قفس مین جبکہ کھلے گی مری زبان صیاد — نہ پھر سنیگا تو بلبل کی داستان صیاد

حرم مین شیخ دغل دیر مین برہمن زور — نظر پڑے ہین جہان مین کہان کہان صیاد

الٰہی بلبل بیدل کا تو ہی حافظ ہے — چمن کا آج ہوا ہے نگاہبان صیاد

زمانا اہل سخن کا کمال دشمن ہے — ہوا ہے بلبل خوش گو کا آسمان صیاد

چمن مین لاکے بسایا ہے دام دار و نکو — ہوا ہے جان کو بلبل کی باغبان صیاد

اسیر کرنے کی اسکے کسی نہین خواہش — اکیلا بلبل دل اور اک جہان صیاد

مذاق نغمۂ بلبل سے آشنا نہ ہوا — ہوی ہے عمر تری مفت رائیگان صیاد

ہمیشہ برگ گل تر سے آشیان بھرتا — جو عندلیب کا ہوتا مزاجدان صیاد

جو ہوئے خسرو گل منتقی سر افشان
بغل مین گل کے ہو بلبل کا آشیان صیاد

ڈوب کر نکلا رگ جان مین رخ نشتر سفید — ہو گیا فصاد مجکو دیکھکر یکسر سفید

اسقدر پر نور رہتا ہے رخ دلبر سفید — دیکھتے ہی جسکو ہوتا ہے مہ انور سفید

تشنۂ دیدار ہین اسکے حسینان جہان — یا الٰہی جلد تر ہو روئے آب زر سفید

چہرۂ گلرنگ جانان کی عجائب ہے بہار — دیدۂ بد بین ہو یا رب صورت مرمر سفید

سایہ پرور رہے ہون غمِ جانان کا کب سے ایسے
صبح صادق کی طرح منہ ہو دمِ محشر سفید

شخص ظاہر بین کا بد باطن کا یہ احوال ہے
گھر کے اندر رہے اندھیرا اور باہر در سفید

شدتِ گریہ نہین بے وجہ میری زاہدا
ہوگا اس سے نامہ اعمال کا دفتر سفید

عارض گلرنگ کی دیکھی جو گلشن مین بہار
کیا عجب ہو جائے رُوئے لالۂ احمر سفید

دیکھکر اُجلا مرے دلکو لگا کہنے وہ شوخ
اس سے بہتر کوئی دنیا مین نہین ہے گھر سفید

بارہا میرے گلوئے خشک پر پھیرا کیا
رنگ کچھ لایا نہین آبِ دمِ خنجر سفید

غور سے دیکھے اگر روئے صبیح یار کو
منہ ترا ہو جائے غیرت سے مہِ انور سفید

ریش اپنے ریشِ قاضی سے نہین کم منتقی
شکل ماہِ چاردہ گو ہو گیا ہے سر سفید

رہین خلدِ برین مین یارِ احمد
جہنم مین پڑین اغیارِ احمد

پڑھا ہے آیۂ لولاک ہمنے
سنا ہے بر سرون ہی اخبارِ احمد

نہ جاؤن گا درِ خلدِ برین تک
رہون گا مین پسِ دیوارِ احمد

مجھے ظلِ ہما سے ہے فزون تر
الٰہی سایۂ دیوارِ احمد

سنا ہے مینے دشتِ کربلا مین
تمامی کٹ گیا گلزارِ احمد

فرشتے پاؤن رکھتے تھے ادب سے
عجب رتبہ کی تھی سرکارِ احمد

نہ ہفت اقلیم کی لون پادشاہی
ملے گر دولتِ دیدارِ احمد

طلب کرتے رہے امت کی بخشش
رہے جبتک رہا یہ کارِ احمد

پیمبر پھر نہ آیا بعدِ حضرت
نہ اُٹھا پھر کسی سے بارِ احمد

رہین گے حشر تک قدمون سے لپٹے
رہے ہین جو جہان مین یارِ احمد

نہ کھاوین گے غمِ روزِ قیامت
جہان مین جو کہ ہین غمخوارِ احمد

نکالو میم احمد کا اگر تم
کھلے اُس دم تمھین اسرارِ احمد

زبانِ حق تعالیٰ جانتا ہون
ثنا کرتا ہون جب گفتارِ احمد

جو تھا شبِ وصالِ دلِ زار کا گھمنڈ
ایسا نہ ہوگا بلبلِ گلزار کا گھمنڈ

ساقی ہے یار ہے شبِ ماہِ تمام ہے
زیبا ہے آج طالعِ بیدار کا گھمنڈ

حسنِ رو زہ پر ہے اُسے اسقدر غرور
اتنی سی بات پر ہے عبث یار کا گھمنڈ

کعبہ کنشت ایک ہے حق بین کے سامنے
بیجا نہین ہے کافر و دیندار کا گھمنڈ

پھولے نہین سماتے ہین جوش بہار مین
مین کیا بیان کرون گل و گلزار کا گھمنڈ

اے شاہ تجکو ظلِ ہما کا غرور ہے
ہمکو ہے اُسکے سایۂ دیوار کا گھمنڈ

تیرے سرِ غرور پہ ہو وے جو بارِ عشق
مٹجائے شیخ گنبدِ دستار کا گھمنڈ

اس معرکہ مین کون صنم فتحیاب ہو
جانبازی کا مجھے تجھے تلوار کا گھمنڈ

سرکش زیادہ یار سے ہے غیر کینہ جو
گل سے فزون مین دیکھتا ہون خار کا گھمنڈ

شاہون کو کبر سایہ بالِ ہما پہ ہو
ہے منتقی کو سایہ دیوار کا گھمنڈ

ردیفِ ذالِ معجمہ

وہ پری یار اگر مجھسے منگائے تعویذ
بھیجدون اس دلِ شیدا کو بنائے تعویذ

کششِ عشق اگر دل نے مرے کی پیدا
باندھ دون گا تیرے بازو پہ بجائے تعویذ

مر مٹین دور رہون اغیار تری صحبت سے
اسلئے ہمنے تہِ خاک دبائے تعویذ

دل نہ اُس بت کا پسیجا نہ پسیجا جسنے
ہمنے اکثر اُسے دھو دھو کے پلائے تعویذ

دستِ نقاشِ ازل حیف کی جاہے تو نے
سیکڑون خاک مین لکھہ لکھہ کے ملائے تعویذ

نقشِ مطلب نہ ہوا ایک بھی نقشِ دلِ یار
ہمنے ہر روز بہت لکھہ کے مٹائے تعویذ

جگر و دل نہین اوس بت کی کئے نذر مگر
ہمنے پتھر کے تلے جا کے دبائے تعویذ

کرکے مفتون جگر و دل نہین بھیجے تجکو
ہمنے دریائے محبت مین بہائے تعویذ

غزل

جلوۂ حسن ہوا وہ رُخِ روشن کا بلند
چاند سورج ترے سر کے نظر آئے تعویذ

طرفہ تحریر یہ ہے جب اُس یار کو بھیجا کاغذ
بے پڑھے سامنے قاصد کے جلایا کاغذ

لے اوڑا جبکہ کبوتر مرا لکھا کاغذ
صورتِ کاغذِ بادی نظر آیا کاغذ

وحی آئی کہ مرے یار کا آیا کاغذ — قاصد آیا کہ فرشتہ کوئی لایا کاغذ

صاف سمجھا تبت عیّار نے دہوکا کھایا — جسگھڑی سے یار نے بھیجا مجھے سادا کاغذ

رازِ دل یار کا جسوقت ہوا مجھپہ عیان — مین یہ سمجھا کہ لفافے مین سمایا کاغذ

حالِ اُلفت جو سُنا کاتبِ قدرت نے مرا — دفترِ عمر سے عاصی کے لکھا لا کاغذ

عمر بھر کاتبِ اعمال نے لکھا تھا جسے — بات مین دیدۂ تر نے وہی دہویا کاغذ

حسنِ نیرنگِ صنم کی جو مین کھینچے تصویر — ہو گیا دیدۂ حق بین مین تماشا کاغذ

صفتِ فندقِ پا تھی جو رقم کچھ اُسمین — چٹکیون مین مرا اُس گل نے اُڑایا کاغذ

اشکباری کا جو لکھا ہے کسیدن احوال — ہو گیا ہے صفتِ دامنِ دریا کاغذ

شوقِ دیدار تھا لکھا کبھی بوسہ کا سوال — اُسنے چوما کبھی آنکھون سے لگایا کاغذ

حال لکھنے کے لئے یار کے دیوانون کا — چاہئے یہ کہ بنے دامنِ صحرا کاغذ

ایکدن کاتبِ قدرت سے کہونگا چلکر — کس لئے آپ نے لکھا مرا ایسا کاغذ

منتہی یا جسے کہتے ہین فردِ قسمت
ساتھ میرے وہ بڑی دور سے آیا کاغذ

خوانِ کرم کی ہے ترے شاہا چشنک لذیذ — ہے اس گدائے دہر کی نانِ نمک لذیذ

قند و نبات و شہد مبارک ہو شاہ کو — چٹکی بھر اس فقیر کو بھی ہے نمک لذیذ

اس دیرِ بے ثبات مین دانا کے واسطے — نانِ جوین مزے کی ہے آب و نمک لذیذ

اے دل عزیز ہے کفِ دستِ سخا ہستو — خوانِ کرم جہان مین ہو آجتک لذیذ

خواہش سے میری باغِ جہان مین ہو جیتی — سیبِ ذقن ہے تیرا مجھے آجتک لذیذ

اہلِ کرم کو ہووے سرِ انکسار بھی — ہوتا نہین طعام کبھی بے نمک لذیذ

دل آتشِ فراق سے پیدا کرے اثر — ہو لطف یہ کباب اگر جائے یک لذیذ

لقمہ حلال کا نہ ملا منتہی کبھی
ممکن ہوئی غذا نہ مجھے آجتک لذیذ

راے مہملہ

بھلا ہوا بت کا دل بہت صفا ہو کر — سنگ سخت سے ٹوٹا لعل بے بہا ہو کر

آبرو اگر چاہے رہ یہان صفا ہو کر — ہو گیا عزیز دل آئینہ جلا ہو کر

بارہا ترے در تک آکے پھر گیا قاتل — بارہا مری حاجت رہ گئی روا ہو کر

زخم بھی ہوئے آسلے جانکے پڑے لالے — کھائے آہون کے پہالے دل نے مبتلا ہو کر

قتل کر کے قاتل نے رنج و غم سے دی فرصت — بد دعا لگی مجکو یار کی دعا ہو کر

یار اٹھ گیا ناحق مجھ غریب سے کہہ کر — جسم زار سے نکلا دم مرا خفا ہو کر

خوبی زبان اپنی جان کی ہوئی دشمن — قید مین پھنسا بلبل حیف خوشنوا ہو کر

یار ہو گیا دشمن موم ہو گیا آہن — رہبر ہوا رہزن کیا ہوا ہے کیا ہو کر

گر صفا ہے دل ترا جام جم کی حاجت کیا — دیکھہ حال دنیا کا اپنا آشنا ہو کر

مین مجاز سے پہونچا کعبۂ حقیقت کو — وا کیا در معنی صورت آشنا ہو کر

بحر عشق مین ای دل رہ حباب کی صورت — کام ہے ترا ملنا ذات مین فنا ہو کر

جبکہ یار سے چھٹا حال دل ہوا پتلا — خاک مین ملا پتا شاخ سے جدا ہو کر

می بھی ہو چکی ای دل دام بھی نہین باقی — چند روز مسجد مین بیٹھہ پارسا ہو کر

سیر کوہ و صحرا کی ہو اگر تمہین منظور
منتقی نہین کچھہ ادھر چلو ہوا ہو کر

سمجھے بیکس کا بھلا ہوتا ہے سامان کیونکر — دیکھون طے کرتا ہے خالق یہ بیابان کیونکر

پھاڑ ڈالون مین نقاب رخ جانان کیونکر — پھینکدون کھود کے دیوار گلستان کیونکر

باغبان یار نہ ہو طاقت پرواز افسوس — دیکھئے جلکے بہار چمنستان کیونکر

بل یہ ہے دست جنون زور پہ ہے فصل بہار — بچ رہیگا مرے ہاتھون سے گریبان کیونکر

کس طرح خال سیہ ہو گیا پیدا اس پر — کھا گیا داغ ترا سیب زنخدان کیونکر

دیکھہ کر اس دل پہ داغ کو بولا وہ شوخ — آدمی زاد ہوا سرو چراغان کیونکر

چھوڑ کر نعمت فردوس کو ای صاحب من — آپ دنیائے دنی کے ہوئے مہمان کیونکر

رغبت بوس و کنار آپ کو زنہار نہین — یار نکلین گے ہمارے کہو ارمان کیونکر

کس طرح شربت دیدار میسر ہو گا — دور ہوئیگی ہماری تپ ہجران کیونکر

نقدِ دل نذر کیا دولتِ ایمان بھی دی ۔۔۔ اور کرتا ہے کسی پہ کوئی احسان کیونکر
عاشقِ زار سے کہنے لگا ہنسکر شب کو ۔۔۔ کہیے صاحب کا ہوا حال پریشان کیونکر
کس طرح ترک کرون دل سے ہولئے دنیا ۔۔۔ پھینک دون پھاڑ کے مین دامنِ عصیان کیونکر
وصف کرتے ہین ترے خال سیہ کا عاشق ۔۔۔ کلمہ پڑھتے ہین کافر کا مسلمان کیونکر
ہوویگی اُس بتِ کافر سے صفائی کسطرح ۔۔۔ یا خدا ہوویگی مشکل مری آسان کیونکر
ہوگیا قبضۂ اغیار مین جانا کس طرح ۔۔۔ دیو کے ہاتھ لگا ملکِ سلیمان کیونکر
دلکو خوش کیون نہ کرے تذکرۂ صبح وصال ۔۔۔ گل نسیمِ سحری سے نہ ہو خندان کیونکر

دیر مین وہ نظر آیا نہ کبھی کعبے مین
منتظمی کو مین کہون صاحبِ ایمان کیونکر

ٹوٹے ہی پڑتے ہین عاشق لوگ حسنِ یار پہ ۔۔۔ لوٹ سی ہے لوٹ اُسکی دولتِ دیدار پہ
جان دیتا ہے ہر اک عاشق نگاہِ یار پر ۔۔۔ اندنون کیا بھیڑ ہے اُس ترک کی تلوار پر
لوٹ ہے دل آجکل اپنا نقابِ یار پر ۔۔۔ آشیان بلبل کا ہے گلزار کی دیوار پر
برق کا عالم ہے چتون پر نگاہِ یار پر ۔۔۔ آجکل تلوار پڑتی ہین وہان تلوار پر
پھر کھنچا سرمہ کا ڈورا لو نگاہِ یار پر ۔۔۔ خیر ہووے باڑہ پھر رکھی گئی تلوار پر
چھا گیا ہے گیسوئے شب گون رُخِ دلدار پہ ۔۔۔ شام کا ڈاکہ پڑا ہے دولتِ دیدار پہ
بارِ اُلفت جب نہ اوٹھا نقش جہت مین ایک سے ۔۔۔ بوجھ یہ رکھا گیا بندہ کے جسمِ زار پہ
کوئی سرکش اُسکو کہتا ہے کوئی اہلِ غرور ۔۔۔ باندھنو باندھے ہین کیا کیا یار کی دستار پہ
زندگانی کا بھروسا عہدِ پیری مین نہ کر ۔۔۔ چاہئے تکیہ نہین گرتی ہوئی دیوار پر
آمد و رفتِ نفس سے ہے ثباتِ زندگی ۔۔۔ یہ خبر ہے دور کی آتی ہے ہر دم تار پہ
چشمِ جانان کو محبت کی نظر سے دیکھئے ۔۔۔ رحم لازم ہے بشر کو مردمِ بیمار پہ
رُو ہی بیٹھے گا صنم آخر بہارِ حسن کو ۔۔۔ آوس پڑ جائیگی تیرے تختۂ گلزار پہ
یار تل بھر جو کہ ہے نور مروت سے تہی ۔۔۔ آنکھ وہ منھ پر نہین اک نقش ہے دیوار پر

عہدِ پیری مین پیامِ وصل بھیجا ہے اُسے

منتقی مین لوٹتا ہون آپ کے کردار پر

موئے مژہ سے ہے کہین باریک تر کمر   کرتی ہے مجھسے کار سرِ نیشتر کمر
بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان   زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو   موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر

سرِّ خفی ظہور نہ پکڑے تو خوب ہے
اے منتقی خموش رہو دیکھکر کمر

بہار آئی ہے بلبل ٹوٹتے ہین گلکو دامان سے   خوشی دست جنون کو ہے مصیبت ہے گریبان پر
جہان نیرنگِ حسن یار کا جلوہ ہے او زاہد   مسلمان کرتے ہین ہندو یہ وہان ہندو مسلمان پر

ولہ

کہتا ہون جو دردِ ہجر جا کر   کہتا ہے کہ ضبط کی دوا کر
پیاسے مجھے عاشقی جتا کر   مارا ہے مجھے یار نے لگا کر
مسند کیسی کہان کی قالین   اس یار کے دل مین اپنی جا کر
چلتے ہوئے مجکو دیکھے مٹی   راہی ہوئے خاک مین ملا کر
پھر دیکھ جمال یار آئین   آئینہ دل کو تو صفا کر
کہدے کوئی صانعِ ازل سے   مجکو نہ بگاڑ تو بنا کر
بوسہ دو بار زلف کا یار   مر جاؤنگا ورنہ زہر کھا کر
کہتا ہے مسیح تجکو عالم   درد فرقت کی کچھ دوا کر
گو یہان نہین وہ نظر مین آیا   دیکھونگا عدم مین اسکو جا کر
چونکے نہ عدم کے سونے والے   شانہ مین تھکا ہلا ہلا کر
رخصت کیا جا سے گلی سے   بھیجا مجھے خاک مین ملا کر
شبنم کی طرح سے مجھے رولایا   غنچے کی طرح سے مسکرا کر
دنیائے دنی نے تجھے بھی ہمز   چھوڑا سو بار آزما کر

ولہ

کیا خوش ہین حسین مجھے ستا کر — سمجھو ن گا عدم مین انسے جا کر
گو سے سبقت جو چاہے لیجاؤ — سر کو رہِ یار مین فدا کر
بیٹھے ہین منتظر عدم کے — سرمایۂ عمر کو لٹا کر
قاتل نے شکلِ زخمِ تازہ — رلوایا خون سے مجھے ہنسا کر

پیری مین بتون سے خواہشِ وصل
اے منتقی اب خدا خدا کر

یہی مقبول تو میری دعا کر — جوانی ایک باری پھر عطا کر
قدم پہ اسکے رکھہ دے سر جھکا کر — نماز پنجگانہ یون ادا کر
کیا جب عرضِ حالِ دردِ فرقت — کہا منھہ پھیر کر اُسنے لبکا کر
نظر تا آئے تجکو صورتِ یار — صفا آئینہ سے دلکو صفا کر
تو کرتا ہے گدا کو شاہ اکثر — کبھی میری بھی حاجت کو روا کر
وہ ایسا کونسا تھا سحر پرداز — لے آیا جو یہان مجکو لگا کر
غم فرقت ہو یا ہو شادیِ وصل — دلا ہر حال مین شکرِ خدا کر
جوانی لیکے کیون پیری عطا کی — بگاڑا کس لئے مجکو بنا کر
خفا ہو کر بگڑ کر مل گیا یار — چراغِ زیست ٹھہرا جھلملا کر
پسندِ یار ہونگے گر مرے اشک — ملین گے چشمۂ کوثر مین جا کر

اگر جویا ہے یارِ باوفا کا
خدا را منتقی اپنی دوا کر

تم سوؤ پھیل پھیل کے سارے پلنگ پر — ہم بھی پڑے رہین گے کنارے پلنگ پر
دیکھا کیا مین ذرۂ افشان کو تا سحر — گنتا رہا مین رات کو تارے پلنگ پر
ہوگا یقین تختِ سلیمان کا بیگمان — آئیگا وہ پری جو ہمارے پلنگ پر
تیرے فروغِ حسن کے باعث سے او شرر — گل تکیہ بن گئے تھے ستارے پلنگ پر
دلکو یقین تختۂ سنبل کا ہوگیا — پھیلائے تمنے بال جو سارے پلنگ پر

کس سن ہے چھپ کے غیر سے آیا ہے رات کو
سویا نہ میرے خوف کے مارے پلنگ پر
ایسے ہی نالے اس دل پہ داغ نے کئے
گویا ہزار تیر ڈکارے پلنگ پر
کیا حال ہوگا اسد دل امیدوار کا
جب وہ کہین گے آؤ ہمارے پلنگ پر
بوسے لئے ہین عارض عالی دماغ کے
توڑے ہین آسمان کے تارے پلنگ پر
رفعت سے ہنسکی جلتا ہون شب بھر کھلے کھلے
کھانے لگا ہے اب تو سہارے پلنگ پر
رکھنے دیا نہ ہاتھ نہ کی بات مصحفی
ایسی ہی اسنے پاؤن پسارے پلنگ پر

رہ الفت کی چال ہے کچھ اور
اس روش کا مآل ہے کچھ اور
یار کی بول چال ہے کچھ اور
عندلیبون کا قال ہے کچھ اور
زلف پرخم مین جو پھنسا اسکی
بخدا اسکا حال ہے کچھ اور
موسم گل ہے جوش سودا ہے
اندنون اپنا حال ہے کچھ اور
کر نہ اظہار عشق اے دل زار
اس سخن کا مآل ہے کچھ اور
قامت یار باغ ہستی مین
باغبان وہ نہال ہے کچھ اور
یار کی گر روش ہے ہمسے جدا
اپنی بھی چال ڈھال ہے کچھ اور
مہر و مہ سے کبھی نہ دون تشبیہ
وہ تو صاحب جمال ہے کچھ اور
حال منصور سے کھلا یہ حال
عاشقی کا کمال ہے کچھ اور
قاصد یار جب سے آیا ہے
مصحفی ترا حال ہے کچھ اور

کوئی کہے صانع ازل سے یہ اتنا پیغام میرا جا کر
بگاڑا تھا کیا مینے تیرا پیارے بگاڑا مجکو عبث بنا کر
بشر سے تھے کیا چیز زندگی تھی یہ بات پوچھون مین کس سے جا کر
جو گنج قارون کیطرح رکھا زمین اندر چھپا چھپا کر
مہر تقاضائے شوق دل ہو تو سے کہئے قاتل سے سر جھکا کر

ہے نقدِ جان دہن تیغ الفت تو اپنے ہاتون اسے ادا کر

یہ قول ہے رند شہر بان کا جو ملک کہتے ہین جاویدان کا
فروغ چاہے جو دو جہان کا تو دل سے حرص و ہوا ہوا کر

ہے اسقدر زندگی کا وقفہ تو سن لے پھر جا نہین شتابا
ہزار تجھسے حباب آسا مٹے ہین سر کو اٹھا اٹھا کر

کہا جو پیری مین راز الفت تو ہنسکے بولے تری حماقت
بتون سے اب ہے وفا کا طالب خدا خدا کر خدا خدا کر

جہان مین آیا ہے موسم گل بھرے ہین ہر سمت شیشہ مُل
مین سن رہا ہون صدائے قلقل حرم مین زاہد پڑا بکا کر

جوانی لیکر عطا کی پیری وہ ایسی تقصیر مینے کیا کی
کہون گا محشر مین کیا دغا کی بگاڑ ڈالا مجھے بنا کر

تلاش دنیا مین عشق بازی اسی کو کہتے ہین جالسازی
جو تو ہی فاسق و یا نمازی دماغ بگڑا ہے جا دوا کر

لحد مین رکھکر نہ پھر کے دیکھا بہت سا ہمنے اونہین پکارا
عجب تھے یہ آشنا جہان کے چلے گئے خاک مین ملا کر

ادہر جو قاصد گذر ہو تیرا تو اُس سے پیغام کہیو میرا
جو تیرا بیمار منتقی تھا معاف اوسکا کہا سنا کر

کمر کو باندھتا کس لئے اموالِ دنیا پر
چڑھاتا آستین منعم ہے کیون دست تمنا پر

چھنی افشان ہے پیشانی پہ آئینہ مقابل ہے
یقین ہے چاندنی دیکھوگے کیا جا جا کے دریا پر

شراب لالہ گون جب سے بھری ہے آستین ہو ساقی
مجھے گلدستہ کا عالم نظر آتا ہے مینا پر

خزان نے دامن گل کی اوڑائین دھجیان کیا کیا
چمن مین نوچی ہین صبا نے بلبل کے کیا کیا پر

بہار گل ہے زورون پر جنون پھر کر رہا ہے چل
چڑھائے پھرتے دیوانو لگی دامان صحرا پر

نہ ڈر تھا روز محشر کا نخواہش تھی کسی شی کی
لے آیا آب و دانہ حیف ہے کس جا سے کس جا پر

یہان جو جو کہ ہین خدنگ ادا راس یار جانبکے
رہین گے باغ رضوان مین حکومت ہوگی رضوان پر

نہ کی تاثیر پیدا آج تک اشکِ مسلسل نے
نہ پہونچا ہاتھ اپنا آجتک عقد ثریا پر

اسے بہکا کے دی ایذا مجھے ابلیس خصلت نے
خدا کا قہر ٹوٹے گا کسی دن میری اعدا پر

دل آگاہ ہے آگاہ ہفتاد و دو ملت سے
عیان ہے رازِ حسنِ یار لیکن چشمِ مینا پر

ولہ

عشق کی رہ نہ ملی طالبِ دنیا ہو کر
رتبۂ اعلیٰ کا نہ حاصل ہوا ادنا ہو کر

دل صفا خیر ہوا یار کا شیدا ہو کر
قطرہ ہتا ہے گہر واصلِ دریا ہو کر

بگڑی اس سے شبِ وصلت نہوا بوس و کنار
تشنہ تہ رہ گیا مین واصلِ دریا ہو کر

حالِ قارون پہ نظر کر تو ذرا او منعم
حک حاصل نہوا مائلِ دنیا ہو کر

خاکساری تری کوچے کی پسند دل ہے
آرزو ہے کہ رہون نقشِ کفِ پا ہو کر

کوڑی کوڑی پہ کبھی دانت نہ رکھنا اپنا
ہڈیان تو نہ چبانا سگِ دنیا ہو کر

حسنِ نیرنگِ صنم کا سمجھے تا حال کھلے
غور سے دیکھہ ذرا دیدۂ بینا ہو کر

گردشِ چشمِ صنم کا تو ہوا آوارہ
کیون دلِ زار مرے پس گیا دانا ہو کر

منتقی جلوۂ جانان نظر آے اسوقت
شکل آئینہ رہے دل جو مصفا ہو کر

عاشقِ زار کو قتل او ستم ایجاد نکر
کامکا جو کہ ہو بندہ اسے آزاد نہ کر

تنگ فرقت سے جوانی مین نہ کر او ظالم
موسم گل ہے قفس مین مجھے صیاد نہ کر

مجکو محروم اٹھانا نہ درِ جانان سے
گلشن خلد برین گلشنِ شداد نہ کر

وصل کے بعد نہ ہو درد جدائے یارب
شادمان جو کہ ہوا انسان اسے ناشاد نکر

نقش کر صورتِ دلدار کو لوح دلپر
عجز مانی سے نہ کر منتِ بہزاد نہ کر

ہنسین جائیگا کبھی دل سے جنون پختہ
منتقی مان کہا منتِ حداد نہ کر

ردیف زائے معجمہ

جو گرد رخ ہے خطِ یار سبز — ہوا ہے پہلوئے گلزار سبز
وہ ہے اس یار کا گلزار سبز — گلون پر ہین جہان کے خار سبز
تمہارے عشق گیسوے سیہ سے — نہین ہوویگا زہر مار سبز
رخِ سادہ حسینون پر ہے غالب — گلون پر ہے گل بیخار سبز
شباب آیا اوسے اغیار ہین خوش — کھلے ہین گل ہوئے ہین خار سبز
حضورِ چشمِ مستِ یار ناصح — نہ ہوگا خانۂ خمار سبز
یہ بُت باتون سے سری اوڑچا ہین — ہوا سے ہوتے ہین اشجار سبز
کہین اس سبزۂ خطِ صنم سے — نہ ہوگا سبزۂ زنگار سبز
الٰہی قدر ہو اہلِ سخن کی — رہین اشجار میوہ دار سبز
رہین آباد اسے دل اہلِ ہمت — رہین اشجار سایہ دار سبز
سُنے یارب نہ وہ اعدائے دولت کی — زمانے نیکے نہ ہون بدکار سبز
بتون کی باغِ عالم مین ہوا ہے — ہوئے ہین صاحبِ زنار سبز
بہار آئے چمن مین جوشِ گل ہو — رہین یارب ترے میخوار سبز
پئے عشاق مہ کی چاندنی سے — ہے اسکا سایۂ دیوار سبز

پڑھا ہے سبزِ حسنِ یار کا وصف
ہوا ہے منتقی ہر بار سبز

سایہ کی طرح رہا منزلِ دلدار کے پاس — در کھسکا تو مین ٹھہرا کبھی دیوار کے پاس
حلقۂ زلف کے نزدیک ہے وہ روئے صبیح — قدحِ شیر دہرا ہے دہنِ مار کے پاس
حال فرقت جو کبھی اس سے کہا رو رو کر — رک کے کہنے لگا چل جا کسی غمخوار کے پاس
دور رہین چشم ہے جسکی اسے ہوگی معلوم — وہ نزاکت جو ہے اے دل کمرِ یار کے پاس
حال کھلتا نہین کچھ دل کی گرفتاری کا — پوچھیے چل کے کسی مرغِ گرفتار کے پاس
گرمیٔ عشقِ صنم جب سے خوش آئی دل کو — ہو سکے نکلا نہ کبھی سایۂ دیوار کے پاس
ہو فا یار کے نزدیک نہ بھٹکے زنہار — [illegible] بیٹھے کبھی دیوار کے پاس

اپنی قسمت کا نوشتہ نہیں سمجھا جاتا اسکو لے چلئے کسی عالم ہوشیار کے پاس

منشی بلبل شیدا کا خدا حافظ ہے
جھونپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

ردیف شین

ہمیشہ رہتی تھی کیوں زلف فتنہ زا کی تلاش یہ کیا سمائی ہے دل میں کہ ہے بلا کی تلاش

ملا نہ ایک بھی معشوق نیک خواب تلک تمام عمر رہی یار با وفا کی تلاش

گئی نہ دیر میں بھی جستجو حرم کی کبھی بتوں کے عشق میں بھی یہاں رہی خدا کی تلاش

خدا دکھائیگا وصلت کا دن شفا ہوگی عبث ہے اس دل بیمار کو دوا کی تلاش

نہیں ہے اور کوئی فکر منشی مجھکو
جہان کی سیر میں لیکن ہے آشنا کی تلاش

کر رہا ہے پیش مینا بزم میں پیمانہ رقص یا حضور شمع کرتا ہے کوئی پروانہ رقص

کوسنی زہرہ جبین رشک پری کی شوق میں کر رہا ہے ایک مدت سے دل دیوانہ رقص

صاف ہوگا کوچہ گیسو اسے آیا شباب اب دل صد چاک کی جا پر کریگا شانہ رقص

ساغر مینا سے اپنے ساقیا ہو ہوشیار ہو گئی الفت چڑھی کرتا ہوں میں مستانہ رقص

دیکھکر بھولا برہمن بتکدے میں حکومت آج کرتا ہے یہ کافر کیا ہی استادانہ رقص

وجد میں یہ دل ہے چشم یار نگراں ہے کمال بزم میں کرتا ہے گویا شیشہ و پیمانہ رقص

کھینچکر تلوار لپکا پھر طرف عشاق کے نیمچے پھر کرنے لگا ہے یہ مرا مردانہ رقص

ہر طرف دوڑا یہ دل آ آ کے وجد و شوق میں میں یہ سمجھا کرتا ہے شاید کوئی دیوانہ رقص

چلتی ہے باد بہاری مست ہیں مرغان باغ کیا عجب کرنے لگے وہ ساقی مستانہ رقص

کوٹتا ہے آج زاہد وجد میں ہیں شیخ و شاب کس کی خاطر کر رہے ہیں عاقل و فرزانہ رقص

دیکھ لے گر جبکہ گھڑی وہ نور حسن یار کو شمع محفل میں کریگی صورت پروانہ رقص

شاخ گل جبدم ہلاتی ہے صبا گلزار میں میں سمجھتا ہوں کہ کرتا ہے کوئی جانانہ رقص

فصل گل ہے بزم میں جام سبو کا دور ہے کر رہے ہیں ساقیا پھر ساکن میخانہ رقص

دل سے کرتا ہون طواف خانۂ پیرِ مغان
یاد رکھہ ساقی اسی کو کہتے ہین زندانہ رقص

آج کس رشکِ فلاطون کی ہے آمد منتقی
کر رہے ہین شوق دل سے عاقل و فرزانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

ساتھہ پردون مین یہ اُس مہ نے چھپایا عارض
تا قیامت نہ دکھایا نہ دکھایا عارض

اُس بھبھوکے کو ہوا جب نشۂ صبحِ وصال
گلِ خورشید کی صورت نظر آیا عارض

گر گیا دل سے مرے مہرِ فلک ماہِ منیر
جگمگی یار کا روشن نظر آیا عارض

ماہ ہے داغ بدل مہرِ فلک جلتا ہے
دستِ قدرت نے ترا ایسا بنایا عارض

مین یہ سمجھا کہ نہان ابر مین ہے ماہِ منیر
سبزۂ خط مین جو مجکو نظر آیا عارض

سامنے اُسکے یہ بیرنگ ہین گلہائے چمن
ایسا رنگین ید قدرت نے بنایا عارض

ردیف طائے مہملہ

کیونکر کرون نہ قاصد دلبر سے ارتباط
کس کو نہین ہے اپنے پیمبر سے ارتباط

سو دیکو کیا پڑا ہے مرے سر سے ارتباط
لڑکون کو ہے جہان کے پتھر سے ارتباط

دلکو نہین ہے قامتِ دلبر سے ارتباط
قمری کو ہوگیا ہے صنوبر سے ارتباط

سنتا ہے منعمون کی بہت ہی وہ التجے
شاید ہے اندنون ہین اُسی زر سے ارتباط

ہوئیگی میرے اشکِ موثر کی آبرو
ہوئے جو گوشِ یار کو گوہر سے ارتباط

کچھہ وہیان اندنون مین ہے ابروئے یار کا
شاید گلی کو ہے مرے خنجر سے ارتباط

دنیا کے مالدار سے عاشق کو کیا غرض
ہوتا نہین گدا کو تونگر سے ارتباط

اُس حال کی نہین ہے فرشتے کو بھی خبر
جو کچھہ رہا ہے یار و پیمبر سے ارتباط

اُلفت ہے اندنون بت سفاک سے مجھے
رکھتا ہون ایک مرد دلاور سے ارتباط

دنیائے دون پرست کو مجھسے گریز ہے
کیا ہو زن جمیل کو شوہر سے ارتباط

کیونکر حسین نہ حسن کی دولت کرین عزیز
ہوتا ہے مسکون کو بہت زر سے ارتباط

وہ دل تعلقات زمانے سے دور ہے
جسکو ہے کچھہ مذاقِ قلندر سے ارتباط

رکھا ہے جب سے کوئے توکل مین پاؤن کو

رہتا ہے منتفی کو مقدر سے ارتباط

وصل مین ہے قدم یار سے ربط ۔ سر کو ہے ہجر مین دیوار سے ربط
تجکو جام مئے گلنار سے ربط ۔ مجکو ہے دیدۂ خونبار سے ربط
سادہ رو یار سے ممکن ہے وصال ۔ آجکل ہے گل بیخار سے ربط
حلقۂ دام بلا ہین دونون ۔ دل نہ رکھ سبحۂ زنار سے ربط
زمزمے کرتا ہون بلبل کے پسند ۔ ہے مجھے یار کی گفتار سے ربط
عاشق روئے صنم ہے جو یہ دل ۔ اسلئے ہے گل گلزار سے ربط
بیٹھے ہین سر کو جھکائے عاشق ۔ ہے جو سفاک کو تلوار سے ربط
حسن نیرنگ پہ ہے زیبا زلف ۔ کیسا طاؤس کو ہے مار سے ربط
اُس مسیحا سے یہ کہنا قاصد ۔ ہے دوا کو ترے بیمار سے ربط
دہن یار پہ دل ہے مائل ۔ ہے مجھے عالم اسرار سے ربط
مفلسون کی نہین سنتا ظالم ۔ جب سے ہے درہم و دینار سے ربط
زلف ہے مصحف رخ کے نزدیک ۔ ہے عجب کافر و دیندار سے ربط
دل کو ہے چشم خماری مرغوب ۔ ہے مجھے خانۂ خمار سے ربط

قاصدو لکا مین کرون منہ میٹھا
ہو جو اُس لعل شکربار سے ربط

رديف ظای معجمه

ہے آپ کو ضرور دل زار کا لحاظ ۔ کیسے مسیح ہو نہین بیمار کا لحاظ
عاشق ہین ایک گل بھی نہ توڑینگے باغ مین ۔ دل مین رہیگا بلبل گلزار کا لحاظ
دم بھر رہا ہے دل مرا حسن ملیح کا ۔ تمکو بھی ہے ضرور نمکخوار کا لحاظ
نالون نے آسمان کو ملا دیتے خاک مین ۔ ہوتا نہ اپنے دل مین اگر یار کا لحاظ
آنسو جو ٹپکا چشم سے دامن مین لے لیا ۔ پیش نظر رہا دُر شہوار کا لحاظ

رديف عين مهمله

کل کی شب اک بزم مین مطرب تھو خوش آہنگ و شمع   آج وہان ٹوٹے پڑے دیکھے رباب و چنگ و شمع

رکھ کے آنگلے جو ہر آئینہ پہ بولا وہ بت   گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو موج بحر گنگ و شمع

گردن مینا مین دست ساقی گلفام تھا   شام سے دیکھا کیا تا صبح بندہ چنگ و شمع

کس طرح تشبیہ دون مین فرق نور و نار ہے   کس طرح مین ایک سمجھون وہ رخ گلرنگ و شمع

وہ سر بازار عریان بزم مین یہ بے حجاب   ایک پانی کے گھڑے ہین عاشق بے ننگ و شمع

زمزمے کیا کیا کئے ہین دل نے پیش روے یار   شام سے تا صبح تھا اک شخص خوش آہنگ و شمع

دیکھ کر انگشت فندق اپنی یہ کہتا تھا وہ   ہے عجب اک شاخ سے نکلا گل اورنگ و شمع

ہجر کی شب داغ الفت اسطرح تھا نا گوار   عالم تنہائی مین جیسے کوئی دل تنگ و شمع

برق و انجم ہو میسر تجکو اے گردون دون   ہے ہماری بھی بغل مین یار شوخ و شنگ و شمع

کہتے ہین شیشے کو شاعر شمع مینا تھی   سخت حیران ہون یہ سمجھے ایک کیونکر سنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عنصر یہ چار پاس مرے ہین وہ چار باغ   صدقہ کرون جہان کے جن پر ہزار باغ

ملتے نہین ہین شاخ گل و لالہ متصل   شاید کسی کے واسطے ہے بیقرار باغ

بکھرا ہوا ہے یار چمن سے ہرا بھرا   کیسا ہی اندنون مین ہے باغ و بہار باغ

شبنم جو چشم گل سے ٹپکتی ہے دمبدم   یا رب یہ کس کے واسطے ہے اشکبار باغ

صیاد کی گزند سے گلچین کے جور سے   چھاتی پہ اپنی رکھتا ہے ہر دم غبار باغ

ہر اک چمن مین طرۂ شمشاد ہے بلند   رکھتا ہے اندنون مین سر افتخار باغ

رنگین اداؤن سے تری کیا مثال دون   یکسو تری ادائین ہین یکسو ہزار باغ

آنکھین کھلین گلون کی ہوائے بہار سے   خواب عدم سے یعنے ہوا ہوشیار باغ

آئی بہار گل کی جو ہین جانب چمن   راز نہان کو کرنے لگا آشکار باغ

جسدم خیال اوس رخ رنگین کا آگیا   منہ سے نکل گیا مری بے اختیار باغ

فردوس و خلد و حور مبارک ہو شیخ کو   کافی ہے منتقی کو ترے رخ کا یا باغ

ردیف فا

کھل گیا مجھ پہ یہ چہرہ رخ پر صاف — ہون عدم کے خواب کی تعبیر صاف
وصل گل کی دہوم ہے اونشاہ حسن — حکم دے ہون خانۂ زنجیر صاف
چہرہ وہ ہوین کا جا نہ کہتے ہین جسے — ہے جوانی کی تری تصویر صاف
دل نے سن کر نغمۂ بلبل کہا — ہے آسی گلرو کی یہ تصویر صاف
ناوک مژگان جسے کہتے ہین لوگ — ہے قضا کا عاشقون کے تیر صاف
لوگ کہتے ہین جسے ماہ تمام — ہے تمھارے حسن کی تصویر صاف

ولہ

دیکھے گا کب وہ عالم ایجاد کیطرف — دیکھا ہے جسنے حسن خداداد کیطرف
کھینچا اس آب و دانہ نے صیاد کیطرف — تقدیر لے گئی مجھے جلاد کیطرف
گلشن مین عکس قامت جانان کو دیکھکر — دیکھا کیا مین پھرون ہی شمشاد کیطرف
آئینہ دیکھکر صنم بے مثال نے — دیکھا غضب سے مانی و بہزاد کیطرف
زاہد کو اپنے کنج عبادت پہ ناز ہے — اپنی نگاہ ہے تری امداد کیطرف
ناصح سوائے نالۂ و افغان و آہ کے — ہوئے گا کون عاشق ناشاد کیطرف
حور جنان بغل مین سمجھتے ہین رند پاک — کرتے ہین دہیان جب تری امداد کیطرف
گر جانتا کہ یار ہین نا آشنا تمام — آتا کبھی نہ عالم ایجاد کیطرف
دل خط و خال قاتل عالم پہ لوٹ ہے — ہم دیکھتے ہین جوہر فولاد کیطرف

تجویز گر لباس کرون مین برائے زلف — کالے کی کینچلی سے بناؤن قبائے زلف
ہوشیار رہیا مصحف رخ تک نہ آئے زلف — حد ادب سے دیکھ کہین بڑھ نجائے زلف
اے یار زیر پا کہین بڑھکر نہ آئے زلف — پگڑی نشہ ہیو کی کہین بن نجائے زلف
مقراض سے سوا مرے منھہ مین زبان ہے — معلوم ہو جو بڑھ کے ذرا دم ہلائے زلف
اندہیر کے سوا نہین کچھہ سوجھتا اونہین — نا آشنا جہان کے ہین آشنائے زلف
وہ باندھے ہوا نہ جلین کالون کے چراغ — وہ پیچ ڈالئے کہ بہت پیچ کھائے زلف

دیکھیں ہیں ایسے پیچ بہت سے جہان کی — ایسی لگی ہوئی ہے بہت جیسے ہوائے زلف
مارسیہ کو گنج کے قربت ضرور ہے — اسواسطے ہے پاس ترے رخ کے جاے زلف
ہین اسکے دام مین دل پر داغ سیکڑون — ہر روز چاہیے کہ نیا گل کھلاے زلف
دل سے نکل رہی ہے جو یہ آہ پیچدار — یعنے میان نی مین کرون گا ثناے زلف
دیکھے بہار سنبل تر گر یہ باغبین — زنجیر تمہارے سر کی قسم لوٹ جاے زلف
چھاتی پہ سانپ سا جو مرے لوٹتا ہی آج — شاید کہ دل ہوا ہی مرا مبتلاے زلف

طرار تیکے یہ جو اگر چرخ پر چڑھے
دود دل سے مرے کہان اوڑ کر جاے زلف

پھر بہار گل گئی شاید گلستان کی طرف — کھینچتی ہے پھر مجھے وحشت بیابان کیطرف
دیکھتا ہے دل مرا یون روے جانان کیطرف — دیکھتا ہے جسطرح بیمار درمان کیطرف
ہاتھ دوڑے موسم گل مین گریبان کیطرف — پاؤن پھر وحشت نے پھیلاے بیابان کیطرف
گل شگفتہ دیکھکر گل کو چمن مین یار نے — پھرون ہی دیکھا ہے میرے زخم خندان کیطرف
موسم گل کیا ہوا چکر مین ہے دست جنون — سوے دامان گاہ ہے گاہے گریبان کیطرف
اس دل پر داغ مین کثرت ہی جیسی آہ کی — دیکھتا ہے غور سے شیر نیستان کیطرف
زمزمے بھولا ہے دل آہ و فغان کا ورد ہے — لیچلو اکدن اسے مرغ خوش الحان کیطرف
کیا کسی کے روے رنگین کا مجھے ہوتا ہی عشق — دل کھنچا جاتا ہے کیون آخر گلستان کیطرف
کیا خوشی ہوتا ہی ظالم کرکے کار ناصواب — دیکھکر ہنستا ہے میرے زخم خندان کیطرف
اوڑ گیا ہے وہ پری وش پاس سے مدت ہوئی — ڈھونڈنے چلکر اسی ملک سلیمان کیطرف
حلقہ اے سبحہ و زنار سے دل یہ ڈرا — جا نہ نکلا پھر کبھی گبر و مسلمان کیطرف
محو ہوتا دل سے اسکے حضرت یوسف کا داغ — ایکدن جاتا اگر تو پیر کنعان کیطرف
خاک بھی پایا نہین یاران رفتہ کا پتا — بارہا بندہ گیا گور غریبان کیطرف
دیکھ اپنے گیسوے پرپیچ کی جانب صنم — دیکھتا کیا ہے مرے حال پریشان کیطرف

وامق و فرہاد و مجنون عشق کے ساتھی تھے سا

یہ سطری دوڑتے ہوئے جاتے تھے زنداں کی طرف

جسکو ٹھہری تجکو ہوئی حسن کی جاگیر معاف
پہر عشاق ہوا خانۂ زنجیر معاف

وہ جنوں مانگتا ہوں خسرو گل سے چلکر
عمر بہر جس سے کہ ہو زحمت زنجیر معاف

دار منصور کو فرہاد کو تیشہ بخشا
پہر عشاق نہ کی عشق کی تعذیر معاف

کونسی تہی وہ نہیں حکم میں تیرے دلبر
رنج و راحت ہے تیری ذات سے تقصیر معاف

تیرے لکھنے سے اٹھاتا ہوں میں ایذا ناحق
نہ کرو نگا بخدا اکا تب تقدیر معاف

غیر مرتی تری کچھ منہ سے جو نکلا میرے
کیجیو اسکو تو اے بانئے تقریر معاف

سینہ حاضر ہے مرا دل بھی ہے حاضر بخدا
تجکو اے دستۂ مژگاں کئے سو تیر معاف

عشق بازی نہ گئی دل سے مرے تا دم زیست
نہ ہوئی پر نہ ہوئی یہ مری تقصیر معاف

بقدر طاعت جو ترے پاس نہ ہو دولت عجز
منتھی ہووے گی کیونکر ترے تقصیر معاف

دیر و کعبہ یوں اگر ہے دو طرف
حق تو یہ ہے ایک ڈر ہے دو طرف

گیسو و ابرو پہ وہ خود لوٹ ہے
یار کی مدِ نظر ہے دو طرف

سوئے گلشن گاہ سوئے دشت ہو
بلبل بے بال و پر ہے دو طرف

جسکو کہتے ہیں کفِ جود کرم
رو سکنے کو یہ سپر ہے دو طرف

جاؤں کعبے کو و یا میں سوئے دیر
آج کل قصدِ سفر ہے دو طرف

شوق ہے صحرا کا یا گلزار کا
مجھ سے دیوانہ کا گھر ہے دو طرف

دھیان ہے دنیا کا عقبے کا خیال
اندنوں اپنا گذر ہے دو طرف

گاہ ابرو کا کبھی گیسو کا دھیان
یار کی مد نظر ہے دو طرف

خوف عالم اسکو اسکو خوفِ جان
قتل عاشق ایک ڈر ہے دو طرف

گاہ عاشق پر گاہی غیر پر
یار رنگیا کی نظر ہے دو طرف

دیکھتا ہے دل مرا گاہی جگر
یار کی تیغ نظر ہے دو طرف

جھکتا ہے کعبے پر گاہی دیر پر

منتھی کا ایک سر ہے دو طرف

ہو نہ انسان کو یہان خدا کا خوف — گر نہ ہوئے وہان جزا کا خوف
کر دلا اُس سے انتہا کا خوف — جس شقی کو نہ ہو خدا کا خوف
ہو گی اکروز پرسشِ اقرار — اس خبر مین ہے مبتدا کا خوف
جی مین یہ ہے پکارتے پھرئیے — ان بتون کو نہین خدا کا خوف
ٹھہری نظر و سینے ترچھی چتون سے — وحشتِ جور ہے جفا کا خوف
ڈر ہے فرقت کا تیرے عاشق کو — جیسے انسان کو ہو قضا کا خوف
پیشِ عاشق ہے قہر ذکرِ ستم — جیسے بیمار کو ہوا کا خوف
جب سے دیکھا ہے مارِ گیسوئے یار — دلکو ہے میرے کس بلا کا خوف
نہین لیتا ہون جذب دلسے کام — یار کرتا ہون مین خدا کا خوف
استخوان گر ہین دعوتِ سگِ یار — دلپہ چھایا ہے پر ہما کا خوف
تھی جوانی مین دہشتِ پیری — ابتدا مین تھا انتہا کا خوف
دشمنِ صعب سے نہ ڈر ایسا — کر غریبون کے بد دعا کا خوف
گورکا روزِ حشر کا ناصح — دل کو رہتا ہے جابجا کا خوف

دشمنون سے کوئی ڈرے لیکن
منتھی کو آشنا کا خوف

تیر کا ہے نہ وہ تبر کا خوف — یار جو ہے تری نظر کا خوف
قہر چتون غضب ہے تیغِ نگاہ — یار رکھون کدہر کدہر کا خوف
ڈر ہے دنیا کا وحشتِ عقبیٰ — مجکو تو ہے ادہر اودہر کا خوف
نام ہے اپنا عاشقِ جانباز — ڈر کسی کہتے ہین کدہر کا خوف
کوچہ تیغ زن مین عاشق کو — پاؤن کا ڈر ہے کچھ نہ سر کا خوف
مرضی یار سے ہے کام مجھے — خیر کی ہے خوشی نہ شر کا خوف
گھورتے ہین عدوئے بد طینت — تمکو پیارے نہین نظر کا خوف

دیکھئے کیا جواب خط لائے — دلکو رہتاہے نامہ بر کا خوف
بڑھ چلین گیسوے رسا جو ترے — یار رکھ تو ذرا کمر کا خوف
لب شیرین سے دلکو دہشت ہے — اس مگس کو ہے کیا شکر کا خوف
بھیگ جاے نہ دامن عصمت — رکھیو میری بھی چشم تر کا خوف

منتھی بخشے اُسنے جرم مرے
مٹ گیا دم مین عمر بھر کا خوف

ردیف قاف

اک فقط یار سے جدا ہے عشق — ورنہ عالم کا آشنا ہے عشق
دشمن رند و پارسا ہے عشق — ایک کا قہر ہے بد بلا ہے عشق
آب ہے آگ ہے ہوا ہے عشق — ہم سمجھتے نہین کہ کیا ہے عشق
مجھسے پوچھے کوئی کہ کیا ہے عشق — مرض الموت کی بنا ہے عشق
گہہ انا الحق کبھی انا لیلی — کہتے ہین جبکا بے ریا ہے عشق
عاشقون کا ہے دشمن جانسے — ان حسینونکا مبتلا ہے عشق
عہد طفلی سے ہون فدائے صنم — میرا چھٹپن کا آشنا ہے عشق
نان نعمت جو ڈھونڈتے ہین یہان — واسطے اُنکے بد مزا ہے عشق
اہل بینش کے واسطے اے دل — صاف اک جلوہ خدا ہے عشق
اس جہان خراب کے اندر — سب فنا ہین مگر بقا ہے عشق
زہد و تقوے ہو زاہدونکو نصیب — یہان فقط اپنا مدعا ہے عشق
ہجر حسن صنم کا حال نہ پوچھ — اُسکا مدت سے آشنا ہے عشق
وہ حسین بر خلاف رہتا ہے — اندنون ہمسے کچھ خفا ہے عشق
مارا خسرو کو جان شیرین نے — ایک مفسد ہے فتنہ زا ہے عشق
بھیجتا ہے پیام وصل حسین — اندنون ہم سے مچلا ہے رعشق

جس سے رغبت نہ ہو حسینون کو

منتھی اوسکو نا روا ہے عشق

جہان مین یون تو ہین بسیار معشوق | مگر اُس سا کہان ہے یار معشوق
تصدق جن پہ ہون بسیار معشوق | ہمارے پاس ہین وہ چار معشوق
چھپا رہتا ہے میرے دلکے اندر | نہایت ہے وہ پردہ دار معشوق
جوانی مین سمجھتے تھے جنھے گل | مگر اب جانتے ہین خار معشوق
نہین سنتا ہون قتل عاشق زار | کچھ ان روزون مین ہے بیکار معشوق
بہار آئی ہے پھر اہلِ جنون کا | ہوا ہے لالہ وکہسار معشوق
گیا جوش جوانی آئی پیری | کہان ہے یار خوش اطوار معشوق
اگر بینائی ہو آنکھون مین میرے | نظر آئین در و دیوار معشوق
رخ رنگین پہ دل کیونکر نہ لوٹین | ہر اک بلبل کا ہے گلزار معشوق
رہا جبتک زر و زورِ جوانی | لگی ہی رہتے تھے دو چار معشوق

جوانی منتھی جبتک تھی اپنی
کیا کرتے تھی ہمکو پیار معشوق

سر کرے نذرِ جنون کون سا دیوانہ عشق | کس سے دیکھین ہوا سجدۂ شکرانہ عشق
بیگنہ قتل ہوا کرتے ہین دیوانہ عشق | صرف بیتدر رہا کرتے ہین پیمانہ عشق
شور و شر حشر کا جسدن کہ ہوا عالم مین | مین یہ سمجھا کہین بگڑا کوئی دیوانہ عشق
پیشوا منزلِ مقصود کا ہے پیرِ مغان | ساغر مے ہے چراغِ رہِ کاشانہ عشق
یہ وہ دل ہی کہ جہان بزم تمنا کا ہے خیال | یہ وہ شیشہ ہے کہ جسمین ہے پریخانہ عشق
گوش زد ہوتے ہی اوصافِ صنم دم نکلا | آگئی نیند مجھے سنتے ہی افسانہ عشق
یار پر حسن جوانی نے کرم فرمایا | مے الفت سے لبالب ہوا پیمانہ عشق
دلِ بیمار نہ اچھا ہو مسیحا سے کبھی | نہ اُگے آبِ بقا سے جو بچے دانہ عشق
شاد و آباد رہین رندِ خرابات مُدام | مے عشرت سے لبالب رہے خمخانہ عشق

نہ کیا قتل بہت سر کو جھکایا ہم نے
منت برباد ہوئی ہمتِ مردانہ عشق

داغِ سودا ہے مداوائے دلِ اہلِ نیاز
سنگ طفلان ہے علاج سرِ دیوانہ عشق

شمع رو یار کا جبدن سے ہے سودا دلکو
بزم زندان مین لقب ہے مرا پروانہ عشق

منتقی ہیچ سمجھتا ہون مذاقِ کونین
منھ لگا ہے میرے جبدن سے کہ پیمانہ عشق

شاید اُس دل مین اتر کر گئی آہِ عاشق
آج کچھ کج نظر آتی ہے کلاہِ عاشق

دل مین اُس شوخ کی ہوتی نہین راہ عاشق
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے گناہِ عاشق

نخوت و کبر اوسے اِسکو سرِ عجز و نیاز
ہے الگ جادۂ معشوق سے راہِ عاشق

مصر سے دیکھا زلیخا نے مہِ کنعان کو
ناصحا دور پہونچتی ہے نگاہِ عاشق

داغِ سودا و سرِ عجز جسے کہتے ہین
یہ دو عادل نظر آتے ہین گواہِ عاشق

تیغ سے تیز اگر ہے نگہِ یار رہے
تیر کا کام بھی کر جاتی ہے آہِ عاشق

غم و اندوہ و الم حسرت و حرمان افسوس
ہر گھڑی رہتی ہے تیار سپاہِ عاشق

جلوۂ حسن رخِ یار کرے گا روشن
گیسوئے یار رسا ہے روزِ سیاہِ عاشق

کششِ عشق و دلِ زار ہے رہبر جسکے
عقل پہنچے نہ جہان پر وہ ہے راہِ عاشق

پیروی تو نے نہ کی حضرتِ منصور کی یار
منتقی تو نہ چلا حیف ہے راہِ عاشق

ردیف کاف

چڑھی رہتا ہے مری داؤن پہ یار ایک نہ ایک
ہاتھ آ جاتا ہے ہر روز شکار ایک نہ ایک

مرہی مٹتا ہے تیرے کوچے مین یار ایک نہ ایک
اُٹھتا رہتا ہے ترے در سے غبار ایک نہ ایک

داغ اوبھرتے ہین کبھی زخم جگر کھلتے ہین
رنگ دکھلاتی ہے ہر سال بہار ایک نہ ایک

قتل عشاق ترے کوچے مین ہوتے ہین مدام
بنتا رہتا ہے ترے در پہ مزار ایک نہ ایک

اشکِ خون روتا ہون گاہی گہے لختِ دلِ زار
اُٹھتا ہی رہتا ہے اسدل سے شرار ایک نہ ایک

اسلئے کہتے ہین مجھ لوگ سکندر طالع
رہتا ہے آئینہ رو مجھسے دوچار ایک نہ ایک

نالۂ دل ہے کبھی گاہ ہے آہ و افغان / کھل ہی جاتا ہے اُسے اپنا شعار ایک نہ ایک
چھپتا ہے کبھی دل گاہ جگر وہ ظالم / لُٹتا رہتا ہے یہان اپنا دیار ایک نہ ایک
صورتِ لالہ و گل باغِ جہان کے اندر / آ ہی جاتا ہے ترا سینہ فگار ایک نہ ایک
نالہ کرتا ہے کوئی کوئی فغان ہے پیارے / اُٹھتی ہے ترے ہی کوچے سے پکار ایک نہ ایک
فکر دنیا ہے کبھی دہشتِ عقبے گاہی / رہتا ہے سینہ پہ حاجی کے غبار ایک نہ ایک
کبھی غماز ترے پاس ہو گا ہے اغیار / گل کے نزدیک رہا کرتا ہے خار ایک نہ ایک
روز و شب مجکو طلسماتِ جہان کے اندر / نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک نہ ایک
منتفی ہوئے کہ ہو وامق و فرہاد حزین / ہو ہی رہتا ہے ترا عاشقِ زار ایک نہ ایک

کون لایا عالم ایجاد تک / کس نے پہنچایا مجھے جلاد تک
کون تیری دید کا مائل نہین / دل سے لے آئینہ فولاد تک
ناصحو مجکو تلاشِ یار مین / لائی قسمت عالم ایجاد تک
ہون وہ لاغر صید باغِ دہر مین / رُخ نہین کرتا اِدہر صیاد تک
جاہ و حشمت شاہی و طبل و علم / یہ فقط ہے یار کی امداد تک
شکوۂ جور و جفا اُسکے حضور / کھل نہین سکتے لبِ فرہاد تک
فکر و مہلت مین بتانِ ہند کی / بھول جاتا ہون خدا کی یاد تک
اُسکا مین طالب ہون جسکے حکم سے / موم ہو وے کوہ سے فولاد تک
ہمت عالی کا اپنی ہون غلام / جو نہین تکلیف دی اُستاد تک
روح کے باعث فروغِ حسن ہے / روشنی ہے خانۂ آباد تک
کون تیری دید کا طالب نہین / مہر و مہ سے کورِ مادرزاد تک
ہون وہ مجنون ناتوان اِس دہر مین / ہو چکے مجکو نہین فصاد تک
سخت جانی گر کرون اپنی رقم / ٹوٹ جائے خامۂ فولاد تک
گیسوے پر پیچ کا لکھون جو وصف / بل اُٹھاے خامۂ فولاد تک

منت و زاری کی بھی حد ہو چکی ۔ کر چکے ہم نالہ و فریاد تک

منتہی عشق بتان ہند مین
بھول جاتا ہے خدا کی یاد تک

وہ پلا دی مے جو بچپن ساقی سرشار تک ۔ منکشف ہو جائے جتنے عالم اسرار تک
کیا بیان ہو گردش چشم صنم کا ناصحو ۔ دیکھکر جسکو ہین آئے گردش دوار تک
گھات مین صیاد و گلچین باغبان ہے برخلاف ۔ آجکل مشکل ہے جانا باغ کی دیوار تک
کون دکھلائے گا مجکو دیدۂ مخمور یار ۔ کون لیجائے گا مجکو خانۂ خمار تک
اس دل بیمار کی صحبت نے وہ تاثیر کی ۔ ہو گئے بیمار تیرے نرگس بیمار تک
اسطرح آیا عدم سے ہو مین ہستی کیطرف ۔ جسطرح جاتا ہے کوئی سیر کو بازار تک
قیس کے فرہاد کے ماتم سے ابتک دہر مین ۔ خاک برسر دشت ہین روتے ہین کہسار تک
اس شراب ناب سے مجکو چھکا دو ساقیا ۔ یار جس سے رہتے ہین بیہوش ہیان ہوشیار تک
دور تر ہے اسقدر رستہ دیار عشق کا ۔ جا نہین سکتا وہان پیدل سے لے اسوار تک
جان پر کھیلا ہون اکثر بھر دنیائے دنی ۔ ناصحو اکثر پیا ہے مینے زہر مار تک
تیرے ہے جانب ہر اک نیک و بد کی بازگشت ۔ منھہ کئے ہین تیرے جانب گل سے لیکر خار تک
حلقۂ دام محبت مین اسیکے ہین پھنسے ۔ صاحب سبحہ سے لیکر صاحب زنار تک
حلقۂ کاکل مین کب آیا ترا روئے صبیح ۔ کب پیالہ شیر کا پہونچا دہان مار تک
وا تو ہو وین عقدہ ہائے گیسوئے عنبر فشان ۔ دوڑتے آئین گے بو پر آہوئے تاتار تک

کس نے بھیجا ہے یہان دم دیکے تجکو منتہی
کون لایا ہے تجھے اس عالم غدار تک

نصیب ہو گا نجھے یار نیک خو کبتک ۔ مٹے گی دیکھئے اس دل کی آرزو کبتک
پھریگا صورت خورشید کو بکو کبتک ۔ رہے گی یار مجھے تری جستجو کبتک
چلیگی باد خزان گلستان مین تو کبتک ۔ اوڑیگا رنگ گل و لالہ مثل بو کبتک

جو تیرے تیغ کے قاتل بھی روانی ہے — بچا رہیگا مرا گو چہ گلو کبتلک
بھار دیکھئے کب تک چمن مین آئی گی — دکھائے دیگے مجھے شیشہ و سبو کبتلک
شراب سرخ کے ساغر اڑینگے کب گل سے — بھیگا شیشہ ساقی ترا لھو کب تک
کرون مین تا بکجا احتیاط چار عنصر — دعا خیر کرون بھر چار کبتلک
بھار آئیگی پیر مغان چمن مین کب — نصیب ہوگی مجھے بیعت سبو کبتلک
وصال یار ملیگا اگر مقدر ہے — پھرے گا ساتھ مرے آسمان تو کبتلک
بھینگے صورت خاشاک رنج و غم دل سے — بغل مین آئے گا وہ بحر آبرو کبتلک
کھلے گا کب چمن روزگار کا وہ گل — دماغ مین مرے آئیگی اوسکی بو کبتلک
حرم مین ڈھونڈھوں تجھے یا کہ دیر کے اندر — کھان کھان مین کرون تیری جستجو کبتلک
وصال یار کی صورت نظر نہین آتی — پڑھون نماز کرون شیخ یون وضو کبتلک
بھار آئے گی دست جنون کا ہوگا زور — رہیگا جامۂ تن قابل رفو کبتلک

نشان و نام مٹائے گا مصحفی گر
رہیگا یہ تو بتا آسمان تو کبتلک

ردیف لام

آیا مگر کسی پہ ہے بے اختیار دل — پہلو مین ہے بہت جو میرے بیقرار دل
ہوتے اگر بغل مین ہمارے ہزار دل — جاتا اسی طرح سے ہر اک بار بار دل
یون تو ہزار صید فگن ہین جہان مین — صیاد ہے وہ ہے کہ ہے جسکا شکار دل
شداد کو بہشت دے قارون کو گنج زر — مجھکو عطا کرا یہی پروردگار دل
دیکھے کسی حسین کو رہے اپنے حال پر — اسباب مین ہے کس کو ترا اعتبار دل
کھا کھا کے داغ عشق جنون کے اندر تو — پھولا ہے کسقدر مرا باغ و بہار دل
بیہوش ہوکہ ہو مئے سر جوش یار سے — ٹھٹھا نہ جہان مین ہے وہ ہوشیار دل
نیرنگ حسن یار کے کھا کھا کے داغ عشق — دکھلا رہا ہے مجھکو عجائب بہار دل
دیکھا ہے جب سے اوس بت مہوش کو بزم مین — جاتا رہا ہے ہاتھ سے بے اختیار دل

جوش و خروش لیکے میرا اوڑ گیا شباب — ہر سمت تو جہان مین یہ جا کر پکار دل

مانند برگ کاہ ہے روز وصال مین — فرقت کی رات ہے صفت کوہسار دل

معلوم ہو نہ ابھی کدورت سے زینہار — کرتا ہے آئینہ کو صفا تر غبار دل

بھایا ہے جب سے وہ بت خورشید وش اسے
رہتا ہے شکل صبح مرا بیقرار دل

ہے سب سے بدتر ہی زمانہ مین گرفتاری دل — ہووے یارب نہ کسی شخص کو بیماری دل

وہ مسیحا نہین کرتا کبھی غمخواری دل — کس طرح دور ہو یارب مری بیماری دل

ایک مدت سے حسینون کی ہون صحبت سے بری — ایک مدت سے مین کرتا ہون خبرداری دل

کوئی بے زر کی نہین کرتا ہی خاطر داری — کوئی بیکس کی نہین کرتا ہے غمخواری دل

نہ تو نالان ہے نہ افغان ہے نہ ہی جوش و خروش — اندلون رہتے ہے کس مرتبہ بیکاری دل

مبتلا اسکو حسینونکا نہ ہرگز کرنا — مرد دانا ہے تو کرنا نہ عبث خواری دل

یار کو دیکھتے ہی کر دیا پہلو خالی — ناز تھا تجھ پہ مجھے خوب وفاداری دل

زہر کھا جائے گلا کاٹ کین ڈوب مرے — ہو گرفتار نہ انسان بہ گرفتاری دل

ابھی کونین کے جھگڑے سے رہائے پاؤن — گر کرے دست جنون آکے مددگاری دل

زیست مین حرص و ہوس سے رہے دنیا کے بری — اس سے بہتر نہین ہرگز کوئی ہوشیاری دل

موسم گل مین یہ کیا کیا نہین بگڑا مجھسے — مینے کیا کیا نہین جھیلی ہے جفاکاری دل

منتھی یار خزان جاتی ہے آتی ہے بہار
خوب ہی کرنا خبردار خبرداری دل

دورین اس گل کے ہے بیکار گل — یار سے کھاتا ہے کیا کیا خار گل

آتے ہین گلشن مین سو سو بار گل — ہین ہوا کے گھوڑے پر اسوار گل

مارے مارے پھرتے ہین ہر سو حسین — بکتے پھرتے ہین سر بازار گل

پانی شبنم نے چو آیا رات بھر — شب رہا شاید بہت بیمار گل

بیچ مین ہین جنکے مرغان چمن — رکھتا ہے کس رنگ کی دستار گل

بوسے رخ کے لیتا ہوں دو چار روز ۔ توڑتا ہر وقت ہوں دو چار گل

خیر ہو وے عندلیب باغ کی ۔ ہے جو شکل دیدۂ خونبار گل

جلتے ہی باد خزاں کے عندلیب ۔ باغ سے کیوں ہو گئے بیزار گل

آ کے لپٹا رات مجھ سے وہ حسین ۔ شب رہا میرے گلے کا ہار گل

اسقدر ہے اسکو کس کا انتظار ۔ ہے جو شکل دیدۂ بیدار گل

کس جگہ بے خیر ہے کوئی حسین ۔ ہمنے دیکھا ہی نہ بن خار گل

دھجیاں کیوں کر ہوا جامہ ترا ۔ کسنے ٹکڑے کی تری دستار گل

اس قناعت کا تری دیوانہ ہوں ۔ ہے وہی جامہ وہی دستار گل

داغ عشق یار دل پر ہے سو ہے ۔ آئے گلشن سے گئے سو بار گل

چل بسی باد بہاری منحفی

سینہ گلزار پہ ہے بار گل

جو ہنسکے دیکھے کبھی وہ گل جواب خندہ گل ۔ ہو خشک آتش غیرت سے آب خندہ گل

جو زیر لب کبھی خندہ کیا ہے اُس مہ نے ۔ ہوا ہے مجھ پہ ہویدا حجاب خندہ گل

کیا ہے غنچہ کو گل باغ میں نہیں جا کر ۔ صبا نے بند تھی کھولی کتاب خندہ گل

دکھاؤں زخم دل داغدار گلشن میں ۔ جو عندلیب کو دوں میں جواب خندہ گل

ہر ایک بزم میں تعریف ہے ہنسی کی تری ۔ ہر اک چمن میں کھلی ہے کتاب خندہ گل

نظر پڑا جو کوئی یار خندہ رو مجکو ۔ کہا یہ دل نے یہی ہے جواب خندہ گل

دکھانا برق تبسم اسے گل خوبی ۔ جو عندلیب کہے لا جواب خندہ گل

کبھی ہنسا جو وہ نوجوان گلشن میں ۔ گرا ہے آنکھ سے میری شباب خندہ گل

بہار آئی ہے جو بلبل غزل سرا ہیں تمام ۔ کھلا ہے دفتر گل یا کتاب خندہ گل

کھلا جو گل تو جلا عندلیب کا دل زار

چمن میں خوب بنا ہے کباب خندہ گل

خالق کرے کسی پہ تمھارا بھی آئے دل ۔ میری طرح سے کہتے پھرو ہائے ہائے دل

طرفہ ترانہ نون مین یہ ہے ماجرائے دل
دل مبتلائے یار ہے مین مبتلائے دل

سنتا نہین کسی کی بہی فرمان روئے دل
نا آشنا جہان کا ہی آشنائے دل

پہلو مین دیکھتا ہون جو خالی ہو جائے دل
بے اختیار منہہ سے نکلتا ہے ہائے دل

دیکھا کرے جمال مبارک کو یار کے
پیدا جو مثل آئینہ ہووے صفائے دل

جو تین اُٹھاتا ہین تری تیغ نگاہ کی
پہلو مین سنگ سخت جو ہوتا بجائے دل

نالہ بھی بے اثر ہے نہ قاصد شفیق و یار
ملتا نہین کوئی مجھے حاجت روائے دل

زنہار مبتلا نہ کسی بت کا ہو کوئی
آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل

ایسی مریض عشق کا بہتر نہین علاج
عناب لب ہین آپ کے پیارے دوائے دل

اسکو فغان کا زور مجھے ضبط کا گہمنڈ
مین آزماؤن دل کو مجھے آزمائے دل

چاہے حرم کو جاے وہ یا دیر کیطرف
راضی ہین ہم اُسی مین کہ جو ہی رضائے دل

ملتا نہین حسین موافق مزاج کے
پاتا نہین جہان کے اندر مین جائے دل

زر جائے مال جائے زمانیکا عشق
ہوشیار یار رہا تجھ سے جان بچائے دل

ولہ

کیئے برس مین ہوئے ہین وہ پیار کے قابل
بہت دنون مین ہوئی ہین تسکار کے قابل

نصیب دل بہی تو ہو داغ عشق کہانکو
زمین بہی تو ملے لالہ زار کے قابل

کمال عشق سے کب بوالہوس خبر ہووے
جنون خام نہ ہووے بہار کے قابل

کبھی حرم مین کبھی بتکدیکو جاتا ہون
زمین ڈہونڈھ رہا ہون مزار کے قابل

جسد کو چھوڑ کے جو روح چل بسی شاید
نہ تہا یہ اسپ گلی اس سوار کے قابل

اثر نہین ہے دلا تیرے آہ و نالے مین
ابھی سخن نہین ہے اعتبار کے قابل

فقرونیہ ہے بہت بت بیپیر آج کل
کیسی ہوا پہ ہے میری تقریر آج کل

پہلو مین ہے مرے بت بے پیر آجکل
جگر مین ہے بہت فلک پیر آج کل

رہتے ہین دست یار مین جو تیر آج کل | ہر جا ہین انتظار مین نخچیر آج کل
سکھلا رہا ہون دلکو محبت کے رنگ ڈہنگ | کرتا ہون مین مکان کی تعمیر آج کل
آہ جگر خراش نکلتی ہے دم بدم | چلتے ہین کس طرف کو مرے تیر آجکل
گیسو گلی مین رہتے ہین انس ہمکے رات بھر | کس درجہ بل پہ ہے مری تقدیر آجکل
زاری سے زر سے زور سے لاتا ہون یار کو | لیکن جو بن پڑی مری تدبیر آجکل
مدت کے بعد ٹھری ہے وصلت کی یار سے | ہے لطف ہاتھ آئے جو اکثر آجکل
آئی بہار کہتے ہین دیوانگان عشق | آباد ہو وےین خانۂ زنجیر آجکل
دل سے کرون گا یاد مین ہر خوش جمال کو | کھنچون گا اپنی لوح پہ تصویر آجکل
معشوق سیم بر سے جو صحبت ہو اندنون | مٹی کے مول بکتی ہے اکثیر آجکل

قابو مین کس کے ہوگئے بولو تو منتقی
کس نے کیا ہے آپکو تسخیر آجکل

عاشق یار جان جان ہے دل | دوست ہے اپنا مہربان ہے دل
جسکے سینے پہ لوٹتے ہین حسین | باغ عالم مین وہ مکان ہے دل
پس گیا آج بار الفت سے | مین سمجھتا تھا پہلوان ہے دل
جب سے ہے جوش گل گلستان مین | قابل سنگ کو دکان ہے دل
ہے خوشی مین حباب سے ہلکا | رنج مین کوہ سے گران ہے دل
بار الفت اُٹھا لیا سر پر | پیر ہون مین مگر جوان ہے دل
فکر ہے یار باوفا کی اُسے | آج عنقا کا آشیان ہے دل
جان کے ساتھ جسم رہتا ہے | جس جگہ یار ہے وہان ہے دل
منتقی دیکھ بھال کر جانا | حضرت عشق کا مکان ہے دل

ردیف میم

آگ مین آب مین ہوا ہین ہم | کچھ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم
[illegible] | [illegible]

یار کو ہے کمال ہم سے ربط — جو ہے مقبول وہ دعا ہین ہم

خار ہین دشت و بر ہین لیکن — گلشن خلد مین صبا ہین ہم

دم نکلتا ہے دختر رز پر — بزم رندان مین پارسا ہین ہم

بے سبب دہر مین نہین آئے — کسی صاحب کے مدعا ہین ہم

اُسکے غباب لب یہ کہتے ہین — مرض عشق کی دوا ہین ہم

خوف سے ان بتون کے ہین خاموش — گویا ناقوس بے صدا ہین ہم

ایک عالم ہے ان بتون پہ فدا — کیا عجب کر کہین خدا ہین ہم

بو جہین کعبہ کہین پرستش دیر — یار تیرے ہی آشنا ہین ہم

زاہد اس بحر عشق کے اندر — زورق دستے ناخدا ہین ہم

دل جگر دیکھ کر اوسے بولے — ایسے معشوق پر فدا ہین ہم

غیر حالت ہے ہو نہین کچھ غم — اُس شہ حسن کی گدا ہین ہم

سر کشی مثل شیشہ کرتی ہین — یہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم

دل لگاتے ہین اُس ستمگر سے — زیست سے اپنی کیون خفا ہین ہم

کہتا ہے نالۂ دل اپنا
منتقی غیب کی صدا ہین ہم

رہ رہ گئے جو ہمرہ رفتگان سے ہم — شاید بنے ہین گرد پس کاروان ہم

کو دے ہین اس گھڑی ہی مین گر آسمان سے ہم — نغمہ بنے ہین گو رکا آکر کہان سے ہم

گذری ہے عمر اس چمن روزگار مین — واقف ہین خوب روش باغبان سے ہم

جام شراب و کنج خرابات چاہئے — باز آئے زاہدا تری حور جنان سے ہم

پست و بلند دہر کی جھیلے ہین سختیان — سمجھین گے ایک ذرہ زمین آسمان سے ہم

تو بھی تو آ ذرا در دولت تک اپنے یار — آئے ہین تیرے واسطے پیارے کہان سے ہم

مرغان بوستان دکن تم نہ بھولنا — بچھڑے ہوئے ہین بلبل ہندوستان سے ہم

[illegible]

کیا کٹ نے ہیں عدو سخن آبدار سے
لیتے ہیں کام تیغ کا اپنی زبان سے ہم

دو دن کے آشنا نظر آئے جہاں نہیں
اس سے ہوا ثبوت کہ ہیں مہمان سے ہم

اظہارِ عشق نے انہیں مغرور کر دیا
مارے پڑے ہیں آپ ہی اپنی زبان سے ہم

مہندی نہ چھوٹ جائیگی پاؤنکی آپکے
دیر تک تو آؤ آئے ہیں دیکھو کہاں سے ہم

نکلا نہیں قدم ترے حکم حصار سے
باہر نہیں ہوئے ہیں ترے امتحان سے ہم

امیدِ خلد بیمِ جہنم میں کٹ گئی
خالی کہیں نہیں رہے وہم و گمان سے ہم

سودا رہا فقط خط و رخسارِ یار کا
آگہ بہار سے ہیں نہ واقف خزان سے ہم

کل جو ترے روبرو کرتے تھے وا ہر بار چشم
آج آنکھ کھولنا کیوں ہو گیا دشوار چشم

کیا وصالِ یار کا مژدہ مجھے ہوگا نصیب
سوئے گلشن دوڑتی ہے ہر گھڑی ہر بار چشم

زلف کے سودے میں شب بھر تکتی باندھے رہے
عابدوں کی طرح تھی اپنی بھی شب بیدار چشم

رات بھر جو وا رہی ہے انتظارِ یار میں
جانتا ہوں اسکو شکلِ طالعِ بیدار چشم

خندۂ جامِ مئے گلرنگ وصلِ یار میں
خوش نما شیشے کے جوشِ گل میں ہے خونبار چشم

رسائے دلِ شیدا ذرا نہیں معلوم
ابھی جناب کو بوئے وفا نہیں معلوم

عبث وہ کہتے ہیں کرکے جفا نہیں معلوم
وہ کون ہے جسے اپنی خطا نہیں معلوم

کہا یہ اسنے مرا سنکے حرفِ مطلب کو
مقدرات کا لکھا ترا نہیں معلوم

شبِ فراق کی ایذا جو انکو لکھتا ہوں
وہ ہنسکے کہتے ہیں یہ ہمکو کیا نہیں معلوم

طریقِ عشق میں پست و بلند کی ہے یہ مشق
ذرا بھی عالمِ ارض و سما نہیں معلوم

جو صدمہ شبِ فرقت کہا تو کہتے ہیں
جناب کو ابھی رسمِ وفا نہیں معلوم

دکھا کے خالِ لب اپنا وہ یار کہتا ہے
یہی ہے حبِ شفا تمکو کیا نہیں معلوم

مری طرف ہے تمہاری نگاہ دزدیدہ
خوشی ہو مجھ سے و یا ہو خفا نہیں معلوم

نہ زردی رخِ عاشق پہ جائے صاحب — مگر تمھین صفتِ کبریا نہین معلوم
نہ بتکدی مین نہ کعبے مین نہ دیر مین ہی وہ — ہوا ہے کس کا یہ دل مبتلا نہین معلوم
طلب کرو دل و جان اور سر بغیر وصال — جو مشتقی کی تمھین انتہا نہین معلوم

ردیفِ نون

زیبِ رخ اپنی وہ پھر زلفِ سیہ فام کرین — خوب عشاق نظارا سحر و شام کرین
قتلِ عشاق کا قاتل نہ سر انجام کرین — خود نہ بدنام ہون انکو بھی نہ بدنام کرین
ایک بوسہ لبِ لعین کا عنایت ہووے — ہم کوئی کام اگر قابلِ انعام کرین
کوئی شب ایسی بھی ہو جسکی سحر کو یارے — ہم بھی حمام کرین آپ بھی حمام کرین
حلقہ زلف مین دیکھے رخِ رنگین صنم — جا بجا مرغِ چمن خواہشِ گلدام کرین
التفات اور سوا اونپہ سری ضد سے کرے — غیر سو کام اگر قابلِ الزام کرین
آزمالیوین پھر اک روز مقدر اپنا — ایکدن یار سے پھر وصل کا پیغام کرین

مشتقی کو کلہ پیرِ خرابات پڑھائین
کافرِ عشق کو یون داخلِ اسلام کرین

نہ کیا خوب کیا یار نے شب باش ہمین — جو کہا دو باش تھے وہ بولتے عیاش ہین
سقف ہے سقفِ فلک فرشِ زمین بستر ہے — خانۂ گور مین کیا حاجتِ آرائش ہمین
شبِ فرقت کی سیاہی نہ ڈرائی ہمکو — داغِ دل [illegible] ماہ صفت کاہش ہین
نقش ہے نقشۂ رخ یار کا لوحِ دل پہ — آج نقاش ہر اک کہتا ہے نقاش ہمین
ستر رہ وصلتِ جانان کے رہا کرتے ہین — دیکھ سکتے نہین دشمن کبھی شب باش ہین
کسی مرغوب تھا دنیا مین لباسِ نخوت — خدایا خوب کیا تونے فلک تاشش ہمین
ہرگھڑی رہتا ہے اک شکوۂ جانان لب پہ — ہرگھڑی رہتی ہے تقدیر سے پرخاش ہمین
فرقتِ یار مین یہ عمر بسر اپنی ہوئی — نہ ملی آجتک اس رنج کی پاداش ہمین
عشق کا قیس کے آغاز نہ انجام کھلا — نہ تو زندہ نظر آیا نہ ملی لاش ہمین

نقدِ دل پاس وہ ہم رکھتے ہیں اللہ اللہ
منتہی جانتے ہیں مفلس و قلاش ہمیں

مُریدانِ مغاں کو شیخ جی گمراہ کہتے ہیں
مگر یہ رند مشرب بندۂ اللہ کہتے ہیں

لٹا کر نقدِ دین و دل جو بیٹھے ہیں ترے در پہ
گدائے دہر اُنکو سب محمد شاہ کہتے ہیں

خبرِ رازِ محبت سے جو رکھتے ہیں نہ نادانی ہیں
دلِ شیدا جو رکھتے ہیں دلِ آگاہ کہتے ہیں

بہت اونچی دوکان تیری اگر ساقی گردوں ہے
مغانِ اہلِ ہمت کو بھی عالیجاہ کہتے ہیں

جسے پہلے پہل صحبت ہوئی ہے دخترِ رز سے
تمامی میکشانِ دہر اُسے نوشاہ کہتے ہیں

اثر پیدا کریگی جب گھڑی اس یار کے دلمیں
سرِ محفل کہونگا جب کہ اسکو آہ کہتے ہیں

طریقِ عشق میں کہنا نہ سن تو شیخ و زاہد کا
چلا جا بیدھڑک دل اسکو سیدھی راہ کہتے ہیں

پیا ہے جس گھڑی ساغر مئے عشرت کے چلتے ہیں
یہ مے آشام اسکو ساقی جمجاہ کہتے ہیں

سُنا ہو وصلتِ جانان کسی عاشق کو ممکن ہے
یہ سب باتیں کسی کی ہیں اسی افواہ کہتے ہیں

عیاں ہوتا ہے دلبر رازِ عشقِ یار کا ہر دم
خراباتِ مغاں کو ہم کرامت گاہ کہتے ہیں

کشش نے رشتۂ اُلفت کے کھینچا ماہِ کنعاں کو
زلیخا لی چلی کنعاں سے اسکو چاہ کہتے ہیں

سنا کر منتہی کو یوں لگا پیرِ مغاں کہنے
قدم جب عشق میں رکھتے ہیں بسم اللہ کہتے ہیں

یار جو ملکِ عدم سے ادہر آجاتے ہیں
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹا جاتے ہیں

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر میں وہ آجاتے ہیں
پوچھنے والے مری جان کو کھا جاتے ہیں

شوخ چشمی جو کبھی اپنی دکھا جاتے ہیں
جو گھڑی عاشقِ شیدا کی بھلا جاتے ہیں

آکے وہ باتیں جو کرتے ہیں کدورت آمیز
خاک میں عاشقِ بیدل کو ملا جاتے ہیں

شبِ فرقت میں جھپکتی ہیں جو آنکھیں میری
غش عبث خواب کا طوفان لگا جاتے ہیں

تاڑ لیتے ہیں مری آنکھ محبت کی حسین
کس طرح سے وہ مجھے بزم میں پا جاتے ہیں

در پہ جب تشنۂ دیدار کا ہوتا ہے ہجوم
آبِ شمشیر سے وہ پیاس بجھا جاتے ہیں

خوار [illegible] ہوتا [illegible] جو کبھی بوس و کنار
بختِ خفتہ مرے جھٹ مجکو جگا جاتے ہیں

وعدہ وصل کیا کرتے ہین ہر روز سنئے — راہین ہر وقت نئی آکے دکھا جاتے ہین
سوجھتا کچھ نہین جز یار دل زار کو بھی — حضرت عشق جو نظرون مین سما جاتے ہین
ہاتھ آتی ہے انہین منزل عشق جانان — ہم کو چٹ کرتے ہین غصے کو جو کھا جاتے ہین
نزع کے وقت وہ بالین پہ ہر اک عاشق کی — آکے ہین شربت دیدار پلا جاتے ہین

منتقی جذبۂ دل میرا سلامت ہے اگر
آپسے آپ میرے پاس وہ آجاتے ہین

تپ ہجر دل کو گوارا نہین — جو آئی ہے اپنی تو چارا نہین
ہوئی پیری سے سے کنارا نہین — ابھی تک مین ہمت کو ہارا نہین
ہمین ضبط و افغان کا یارا نہین — اُسے اسکا سُننا گوارا نہین
اگر درد فرقت سکا چارا نہین — ہمین زندگی بھی گوارا نہین
جسے نیک و بد سے کنارا نہین — ہم اُسکے نہین وہ ہمارا نہین
ہمیشہ رہا ضبط آہ و فغان — کب اس نفس کو ہمنے مارا نہین
پھنسایا ہے تقدیر نے دل وہان — فرشتے کا جس جا گذارا نہین
بدن کے یہ جتنے ہین اعضا دلا — بجز کی تو کوئی ہمارا نہین
اذان دے کے ناقوس کو پھونک کر — تجھے ہر طرح کب پکارا نہین
حقیقت کے دریا کو دیکھو ذرا — کہین نام کو بھی کنارا نہین
نہین کوئی شئی یار سے بھی عزیز — ہمین نقد جان تک بھی پیارا نہین
جہان پردہ پردہ نشین یار ہو — فرشتے کا اُس جا گذارا نہین
نہ لایا کشش سے کبھی دل اُسے — کبھی اسنے یہ مال مارا نہین
قناعت کی رہ مین جو پھیلائے پاؤن — کبھی ہاتھ کو پھر پسارا نہین
فغان کی کبھے گاہ نالہ کیا — تجھے ہمنے کس دن پکارا نہین

جسے چاہا دل ہمنے اُسکو دیا

ناصح بھی بیٹھے مرے قاتل کے گھر کے ہین
پرزے ہی خطون کے ٹکڑے ہوئے نامہ بر کے ہین

مدت سے اشک عشق مین گھر کے نہ در کے ہین
یہ جو صلے ہمارے ہی دل کے جگر کے ہین

اوڑتے ہین برگ گل جو پڑے صحن باغ مین
ٹکڑے یہ عندلیب کے دل کے جگر کے ہین

میرا گلا کہان یہ کہان خنجر آپ کا
یہ حسن اتفاق قضا و قدر کے ہین

دیکھا جو ہمنے گور غریبان کو غور سے
ثابت ہوا نشان یہ ہر اک رہگذر کے ہین

تا زیست جائیگی نہ کبھی عشق بازیان
یہ روگ ناصحا مرے ہمراہ سر کے ہین

دل ان بتون کے پاس پھٹکنا نہ زینہار
خواہان یہ نقد جان کے ہین طالب زر کے ہین

لو اس حسن سے چشم مروت کے ہو امید
تشنہ دل و جگر مرے آب گہر کے ہین

دکھلاکے مجکو خنجر و شمشیر آبدار
بولا کہ یہ علاج ترے درد سر کے ہین

عاصی ہین اہل جرم خطاوار ہین مگر
قائل نہ خیر کے ہین نہ مختار شر کے ہین

دیوینگے کس کو باغ مین یہ منہ بھرا بیان
غنچے گلون کے چٹکنے ہین سب مشت زر کے ہین

عاشق ہین جب سے نام نہ تھا کائنات کا
شمس و قمر یہ داغ دلی پیشتر کے ہین

کچھ ایک ہی ہے عاشق و معشوق پر عدا
یہ منتظر ہین شام کے پھر وہ سحر کے ہین

ولہ

اوسکا بند نقاب وا تو نہین
در باغ ارم کھلا تو نہین

ہجر محشر سے کچھ جدا تو نہین
اوس خبر کی یہ مبتدا تو نہین

ہے اوس بت کا دل صفا تو نہین
آئینہ اوسکا آئینہ تو نہین

تیرے عناب لب جو ہین پیارے
درد دل کی مرے دوا تو نہین

کرتا ہون ذکر بیوفائے یار
خلوت و بزم مین ہوا تو نہین

کہتے ہین خال ہے تہ گیسو
ہے زحل زیر سنبلا تو نہین

منزلین عشق کی بہت طے کین
تنگ ہے یہ مین گھبین رہا تو نہین

سر بھی حاضر ہے جان عاشق بھی
اور صاحب کا ادعا تو نہین

[illegible]
کوٹ ا کھلا تو نہین

بزم مین ہے شراب سرخ کا جام — مست ساقی کی چشم وا توہٖین
چشم بے سرمہ ہے پریشان زلف — صبر عاشق کہین پڑا توہٖین
بار فرقت سے آ گئے صاحب — آج تک مین کبھی دبا توہٖین
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — اُسکی اوتری ہوی قبا توہٖین
جسکو کہتے ہین لوگ مار سیاہ — یار کا گیسوے رسا توہٖین
طلب وصل پر بگڑتے ہو — پیار کی بات بد دعا توہٖین
عقل کے گل چراغ ہوتے ہین — کہین اوسکی بند ہی ہوا توہٖین
ہر طرف بو اوڑی ہے کاکل کی — اُس گلی مین گئی صبا توہٖین
قیصر روم جسکو کہتے ہین — تیری در کا کہین گدا توہٖین

تیغ کھینچے ہوئے وہ آتا ہے
منتہی کی کچھ انتہا توہٖین

ہی پسینہ منھ پہ یا ہے رنگ روشن آب مین — یا نظر آتا ہے مجکو مہکا خرمن آب مین
جب سے یہ ماہ فلک ہے پرتو افگن آب مین — لوگ کہتے ہین کہ ہے گوری کا جوبن آب مین
واہ ری دیوانگی اللہ ری خود رفتگی — جوہر آئینہ کو سمجھا مین روزن آب مین
کون پردہ نشین آئیگا بہر غسل آج — کثرت امواج نے ڈالی ہے چلمن آب مین
آئینہ دیکھا جا کر اُسنے مستی کی دہری — ہنسکے خود کہنے لگا پھولا ہے سوسن آب مین
ڈوب جاؤن مین جو بحر عشق حسن یار مین — پھینکدینا مرا نعشہ بعد مردن آب مین
روے رنگین عکس افگن جب ہوا آئینہ مین — مین یہ سمجھا خوب ہی پھولا ہے گلشن آب مین
وصف لکھا ہے بہت مین نے شراب ناب کا — طبع کا دوڑا مرا خوب توسن آب مین
چشم اشک آلودہ میری دیکھ کر کہتی ہین لوگ — مردم آبی کا دیکھا آج مسکن آب مین
پانی پانی ہو گی خجلت سے رگ ابر سیاہ — توڑ کر پھینکون گا جب مین تار دامن آب مین
چھان تے گذری ہے برسون ہمکو خاک میکدہ — ایک مدت سے ہمارا تر ہے دامن آب مین

مدتون لکھا ہے وصفِ مے قلم نے ساقیا
خوب ہی دوڑا ہے برسون اپنا توسن آب مین

سلکِ دندان صنم پر ایسی آب و تاب ہے
موتیون کی جسطرح ڈوبی ہو ٹھمرن آب مین

کونسا ڈوبا ہے مضطر کرکے نالہ بحر مین
ہر طلاطم موج مین ہے شور و شیون آب مین

کب گران مایہ سبک وضعون سے ہووین ہم کنار
مل نہین جاتا کسی صورت سے روغن آب مین

غرق بحرِ حسن دل پر ہو گیا ہے منتقی
چاہیے اوسکا بناوین یار مدفن آب مین

در دنیا سے یار ہٹتے ہین
اوسکے کوچے مین چلکے ڈٹتے ہین

کوچہ یار سے پھرا نہ کوئی
کب عدم کے گئے پلٹتے ہین

در بدر پھرتے ہین جو مہر و ماہ
خوان نعمت کے گویا بٹتے ہین

نہ کیا وعدہ وصال وفا
آپ کہکر سخن سے پلٹتے ہین

میرے رونے سے کب دل اوسکا پھٹا
کہین شبنم سے چاہ پٹتے ہین

یا صنم کہتے ہین سگھے یا رب
ہر طرح ہم تجھے کو رٹتے ہین

نخل باغ جہان کے اے غافل
جتنے بڑھتے ہین اوتنے گھٹتے ہین

جھوٹ کہکر مکرتے ہین موذی
سانپ ہین کاٹ کر پلٹتے ہین

فصل گل مین جنون کے ہاتون سے
صورتِ گل لباس پھٹتے ہین

اہل عقبا سے یہ سگِ دنیا
بھوت بن بن کے کیا چمٹتے ہین

قدم رکھیو سنبھل کر حضرتِ دل عشقبازو مین
گذر کنجشک کا ہوتا نہین ہے شاہ بازو مین

بنائے کون تیرے گیسوئے پر پیچ کو ظالم
جہان مین کیا غرض مشہور جو ہو جالسازو مین

بنا ہر زمرے آشام کو کہکر سرِ منبر
لگایا ہے کا دھبہ زاہد قدن نے جا نمازو مین

بنا کر گیسوئے پر پیچ تیرے اوپرے پیکر
جہان مین کس لئے مشہور ہووین جالسازو مین

مگر آلایش دنیا کو دھویا جامۂ تن سے
گنا جاتا ہے زاہد اب تو لو کیا پاکبازو مین

جلا کر زاہدوں کو میکشوں کو شاد کرتی ہیں ۔ گرا کر مسجدوں کو میکدے آباد کرتے ہیں

شب فرقت میں جب ہم نالہ و فریاد کرتے ہیں ۔ ہر اک صورت سے او غافل تجھے کو یاد کرتے ہیں

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے عاشق ہیں ۔ ہمارے حق میں کہیے آپ کیا ارشاد کرتے ہیں

اشارے ابروئے خمدار کے او قاتل عالم ۔ دل عاشق پہ کار خنجر فولاد کرتے ہیں

سنا ہے یار قید بند سے بند کرتا ہے ۔ مگر مردے پرائے اندوں آزاد کرتے ہیں

کمر باندھی ہے قتل عاشقاں پر یار نے کب کے ۔ نیا شہر خموشاں آج کل آباد کرتے ہیں

چمن میں فصل گل پھر آئی ہے بلبل کے پکڑنے کو ۔ مرمت اپنے اپنے دام کی صیاد کرتے ہیں

بہار گل ہی زوروں پر جنوں نے سر اوٹھایا ہے ۔ گھروں میں اپنے خوشیاں آجکل فساد کرتے ہیں

شب فرقت کی صدموں میں صنم کا دھیان آتا ہے ۔ مصیبت جبکہ پڑتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں

الٰہی تو ہی ہے اہل جنوں کا حافظ و ناصر ۔ جوانان چمن گلشن کو پھر آباد کرتے ہیں

خوشی رہتے ہیں غیروں سے وہ تڑپاتے ہیں عاشق کو ۔ جسے ناشاد کرنا ہے اوسی کو شاد کرتے ہیں

شہیدان صنم میں اوسکا ذکر خیر رہتا ہے
عدم کے رہنے والے مصحفی یاد کرتے ہیں

چھوٹی اس سن میں ہم سے جائے چمن ۔ کچھ نہیں یاد ماجرائے چمن

یاد جب آ گئی فضائے چمن ۔ مرغ دل نے کہا کہ ہائے چمن

بگڑی ہی جب ذرا ہوائے چمن ۔ اوڑ گئے مرغ خوش نوائے چمن

ہمصفیروں سے میرے کہیو صبا ۔ کبھی ہم بھی تھے آشنائے چمن

اوس پڑتی تھی روز ہر گل پر ۔ طرفہ تر تھا یہ ماجرائے چمن

خندۂ گل سے ہو عدو کو نصیب ۔ دست صیاد ہے بلائے چمن

چار دن ہے بہار گل بلبل ۔ دیکھ ہونا نہ مبتلائے چمن

چشم خونبار کا خدا حافظ ۔ رنگ لائی ہے پھر ہوائے چمن

کیا ہوئی کثرت گل و لالہ ۔ کیا ہوئے مرغ خوش نوائے چمن

کثرت گل جہاں تھی خار ہیں واں ۔ ابتدا وہ یہ انتہائے چمن

باغبان گر خوشی سے نذر کرے — سمجھوں ایک پھول کو بجائے چمن
زر سے جنسے بھرا ہے ساغرِ گل — پُر کرے ہے کاسہ گدائے چمن
دیدہ گل کو چشم نرگس کو — سوجتا کچھ نہیں سوائے چمن

منتہیؔ تیغ جب خزان کی کھنچے
کٹ گئے گل مٹی فزائے چمن

نقشِ دل بُت کا نام کرتے ہین — گھر کو بیت الحرام کرتے ہین
نیک و بد سے کلام کرتے ہین — خاطرِ خاص و عام کرتے ہین
جو کہ اُس بُت کو رام کرتے ہین — بخدا وہ ہی کام کرتے ہین
کون کافر فراق مین سویا ۂ — مجھے غش اتمام کرتے ہین
اے صنم تنگیٔ دہن مین ترے — شعرا کیون کلام کرتے ہین
باوفا یار ڈھونڈہتے ہین جو یار — پختہ سودائے خام کرتے ہین
زاہد اُس بت کا پڑہتے ہین کلمہ — برہمن رام رام کرتے ہین
ہم نہ بھاگین گے نفسِ سرکش سے — حرکت یہ غلام کرتے ہین
دیر و کعبے مین ڈھونڈہتے ہین اُسی — فکر سودائے خام کرتے ہین
آج دل دیتے ہین سرِ محفل — آج لو ہم بھی نام کرتے ہین
کون ہے مشتِ خاک کے اندر — کس سے اب انتقام کرتے ہین

وصف لکھتے ہیں مصحفِ رُخ کا
منتہیؔ نیک کام کرتے ہین

غم پھٹکتا نہین اربابِ صفا کے گھر مین — موت کو دخل نہین ہے شہدا کے گھر مین
جز صفائے نہین اربابِ صفا کے گھر مین — فقر و فاقہ رہا محبوبِ خدا کے گھر مین
سوزشِ عشق سے جب دم مرا گھبراتا ہے — دشت کو بھاگتا ہون آگ لگا کے گھر مین
اُس شہِ حسن کو ایک بھی لکھ بھیجون گا — بادشہ آئے ہین اکثر فقرا کے گھر مین
خاکسارون پہ کرم کرتے ہین ادنیٰ اعلیٰ — رزقِ مقسوم ہے ہر شاہ و گدا کے گھر مین

کھینچتی ہے ہوس دل مجھے دنیا کی طرف | جھونکتی ہے مجھے تقدیر بلا کے گھر مین
آپ مین نے کیا اظہار محبت اوسنے | آپ مین کو دیڑا جا کے قضا کے گھر مین
بزم مین یار کے اغیار کو قدرت ہے کمال | دخل شیطان کا پاتا ہون خدا کے گھر مین
کوچہ یار مین جسدن مرا بستر ہوگا | بوریا جا کے بچھاؤنگا خدا کے گھر مین
بارش اشک نے کب سے مرا دم تا کیا ہے | آپ تو بیٹھ رہے چھاؤن نے چھا کے گھر مین

عشق سے اس دل شیدا کو نہین پھیرا ہی
منتقی لائے ہو روٹھے کو منا کے گھر مین

عبث ہندو مسلمان دیر و کعبہ پر جھگڑتے ہین | یہ نادان راہ وہ چلتے ہین جسمین پھیر پڑتے ہین
شہوں صف حسینان کے گل لالہ سے لڑتے ہین | بجا ہے گر کہین منہ سے ہمارے پھول جھڑتے ہین
جوانی جاتی ہے جوش و خروش عشق گھٹتا ہے | یہ دور ختم ہوتا ہے یہ نشے سب اترتے ہین
صدا الفت ہی سے دل ملتا ہے اس محبوب عالم کا | نگینے کو جواہر کے ترے کندن سے جڑتے ہین
فغان و آہ نے دل سے گرایا مجکو دلبر کے | ہوائے تند سے اکثر شجر جڑ سے اوکھڑتے ہین
بنایا مفلسی مین وضع کو جوش جوانی نے | بظاہر تنتے ہین باطن مین جامے سے اکڑتے ہین
ہر اک عضو بدن سے دور طاقت ہوتی جاتی ہے | عجب ہے جامہ خاکی کے بھی ٹانکے اودھڑتے ہین
دماغ و دل سے سودا دور ہوتا ہے جنون کا | غضب ہے ایک مدت کے بسے قریہ اوجڑتے ہین
گذر ہو گر حضور یار تک قاصد تو یہ کہنا | تمہارے واسطے اب وہ ہمارے پاؤن پڑتے ہین

ہمارے عاشقانہ شعر پڑھوا کر لگے کہنے
سنا تو منتقی بھی اب تو باتین خوب گھڑتے ہین

جو کہ نالے نہین ملتا ہے وہ پتھر مین ہون | جسکا گاہک نہین دنیا مین وہ گوہر مین ہون
قدر دان جسکا نہین ہے وہ سخن ور مین ہون | باڑ جسکو نہین ممکن ہے وہ خنجر مین ہون
دل مین جا اسکی ہے گو صدمے سے لاغر مین ہون | بال کی طرح اس آئینہ کے اندر مین ہون
لطف اے چرخ ستمگار کہ گھبراتا ہون | رحم اس جور و جفا کا نہین خوگر مین ہون
وہ زبان ہون کہ سرا سر ہے تراوش جسمین | آبداری مین جو ڈوبا ہے وہ خنجر مین ہون

دل نے کل چاہ ذقن یار کا دکھلا کے کہا   آپ کے واسطے یوسف کا برادر میں ہون

جلوہ مجھکو بھی دکھا وے صفت موسیٰ طور   وہ پیمبر ہے تو فرزند پیمبر میں ہون

یہ صدا آتی ہے بر وقت شکست دل سے   جسکو پھوٹا ہوا کہتے ہیں مقدر میں ہون

طالب وصل سے اپنے وہ یہ فرماتے ہیں   یہان کسی حال میں تجھسے نہیں باہر میں ہون

داغ سودا بھی کہتا ہے مرا ہجر کے دن   شکل خورشید قیامت ترے سر پر میں ہون

ہون وہ قاصد کہ جو بھولا ہے مکان دلدار   جو تباہی میں پڑا ہے وہ کبوتر میں ہون

شیفتہ ہوکے پری وش کا یہ دل کہتا ہے   پھر گیا ہے جو ہوا میں وہ کبوتر میں ہون

صفت آمد و رفت نفس اے جوش جنون   گھر کے اندر رہون کبھی جامے سے باہر میں ہون

دم گریہ یہی کہتا ہے مرا اشک قبول   بند جس قطرے کے اندر ہے سمندر میں ہون

خفقان ہوتا ہے جو عالم شب تنہائی میں   موت کہتی ہے نہ گھبرا ترے سر پر میں ہون

روبرو مہر درخشان کے ترے کوچے کا   ذرۂ خاک نشین کہتا ہے اختر میں ہون

آئینہ ہوتا ہے ٹوٹے ترے رخ کے جو ہم   جانتا ہون کہ پس سد سکندر میں ہون

داغ دل کا یہ اشارا تھا شب فرقت میں
منتہی آئینہ عشق کا جوہر میں ہون

کھینچتا ہے وہ مہ تیغ دو پیکر اندازون   کھیلتی ہے موت لو کس کس کے سر پر اندازون

آئینے میں منہ چھپاتا ہے وہ بت عشاق سے   روبروئے یار ہے سد سکندر اندازون

ہے مجھے خوش رو حسینون کا بجل دل سے تلاش   ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہر سو تیر خنجر اندازون

ہے کشش پر جذب دل بھلا میں اپنے یار ہر   مارے مارے پھرتے ہیں کیا کیا پیمبر اندازون

کوچۂ سفاک کا قاصد بتا بس ہے یہی   اوڑتے پھرتے ہیں وہان بال کبوتر اندازون

کیون بتان سنگدل کی کر رہا ہے دل تلاش   پڑ گئے ہیں عقل پر کیا اسکی پتھر اندازون

آمد و رفت نفس کی طرح جذب عشق سے   گاہ ہون جامے کے باہر گہ ہون اندر اندازون

سرکشی کی ہے چمن میں قامت دلدار سے   چھانٹے جاتے ہیں وہان سرو صنوبر اندازون

غمزے کرتا ہے بہار حسن دکھوکر پھر وہی   چل رہے ہیں دل پہ میرے کند خنجر اندازون

عارض و رخ کا تصور دل مین رہتا ہے مدام
سے آنکھہ پڑتی ہی نہین شمس و قمر پراندون

اُن لب و دندان کا اک مدت سے ہے دلکو خیال
دوڑتی ہیں تہین لعل و گہر پراندون

صورت نقش قدم اُفتادگان خاک ہون
خاکساری کی مجھے ممکن ہے چادر اندون

صدمۂ فرقت سے لب پر آہ ہے نالہ کبھی
گاہ دل پر چوٹ ہے گاہی جگر پراندون

وصف اُس بحر لطافت کا جو ہے ورد زبان
منھہ کے اندر ہے ہمارے نغمۂ تر اندون

کیا ہوا گر گھوڑے پر اسوار ہے وہ پر غرور
تیز چلتی ہے نہایت باد صرصر اندون

بھیجتا ہون خط شوقیہ مین اُسکو اسقدر
منتہی ملتا نہین مجکو پیمبر اندون

قرار و قول کا کچھہ اُسکے اعتبار نہین
جو ایکبار کہے ہان ہزار بار نہین

صبا چمن مین نہین ہے ابھی ہزار نہین
عروس گل نے کیا ہے ابھی سنگار نہین

ہنوز ہوش نہین اُسکو ہوشیار نہین
وہ صید وہ ہے کہ جو قابل شکار نہین

بلند آہ ابھی طفل دل نہین کرتا
ابھی وہ گود مین پلتا ہے شہسوار نہین

جہان مین پنجۂ دست جنون ترے ہاتون
برنگ جامۂ گل کب ہے دل فگار نہین

عدم سے آیا ہون ایکدن عدم کو جاونگا
سرائے ہستی فانی مرا دیار نہین

سرائے ہستی فانی مین دل نہ گھبرانا
ترا مقام نہین ہے ترا دیار نہین ہے

مسافران عدم کی خبر نہین معلوم
دیار کونسا ہے کونسا دیار نہین

وہ عندلیب ہون مین گلستان عالم مین
کہ ایک گل کی نظر مین بھی خار خار نہین

بلند نام نہین چاہتے زمانے مین
نشان قبر سے بندیکو افتخار نہین

جہان مین گو نہین فرزند منتہی رکھتا
کلام نیک بھی کیا اوسکا یادگار نہین

اُن انکھڑیون مین ابھی نشۂ شراب نہین
ابھی طلوع ہوا جام آفتاب نہین

بغل مین یار نہین ساقیا شراب نہین
جہان مین مجھہ سے زیادہ کوئی خراب نہین

ہوائے سنگ حوادث سے دخل کیا ٹوٹے
یہ دل ہے مردونکا کچھہ کاسۂ حباب نہین

محبت مے وہ معشوق اسکو ہے زیبا
سفید بال نہین موسم خضاب نہین

صدائے قلقل مینا مجھے نہین آتی
مرے سوال کا شیشے مین کچھ جواب نہین

نہ دیکھ دل تو کبھی چشم بے مروت کو
وہ جام منھہ نہ لگا گر شراب ناب نہین

پسند طبع نہین تنگ چشمی جانان
ہزار شکر کہ مین مورد عذاب نہین

دکھا کے آئینہ اس شوخ کو کہا ہم نے
تو بے مثال نہین یار لاجواب نہین

ولہ

ہے شباب بت صنم بہار کے دن
عاشقون کے یہ ہین سنگار کے دن

دیکھ لے تنگ چشمی جانان
یاد کر صدمہ فشار کے دن

توبہ کی ہے قمار عشق سے آج
گذری جو کچھ تھی اپنی ہار کے دن

صبح جنت سے کم نہین ہرگز
یخدا مجکو وصل یار کے دن

منڈ گئی زلف اس پری وش کی
کٹ گئے اپنے انتشار کے دن

گیارہ بارہ برس کا ہے سن وسال
اُنکے جوبن کے ہین بہار کے دن

یہ درم احتراز ہم پہ کھلا
تھے بہت سخت انتظار کے دن

وحشت دل ہے اپنی زورون پر
شاہد آپہنچے پھر بہار کے دن

خواہش دختر رز ہے آئے بہار
پھر پھرے رند بادہ خوار کے دن

گذرا جوش شباب کا عالم
چل بسے اپنے افتخار کے دن

رنگ لائی ہے پھر بہار چمن
پھر ہین تفریح بادہ خوار کے دن

عفو ہوگا نہ جرم اہل نفاق
نہ پھرینگے گناہگار کے دن

پیری آئی شباب چل نکلا
منتقی یاد کر مزار کے دن

بزم عالم مین بہت ہم نے مارے ہاتھہ پاؤن
تیری صورت کے نہ دیکھے پیارے پیارے ہاتھہ پاؤن

بحر الفت مین بہت ہم نے مارے ہاتھہ پاؤن
لگ رہے مانند خس آخر کنارے ہاتھہ پاؤن

عالم پیری ترا دو نوجوان مین ہو برا
موم کر ڈالے مرے کیسے کرارے ہاتھہ پاؤن

عاشق ہوئے کمر کی لیے پھرا و بے خبر
سوکھکر تنکا ہوئے ہیں اُنکے سارے ہاتھ پاؤں

میری خدمت سے نہایت خوش ہوا وہ بد مزاج
وصل کی شب کام آئے اپنے بارے ہاتھ پاؤں

بحرِ ہستی میں ملا ہمکو دُرِ مقصود نہ حیف
موج کے مانند کیا کیا ہمنے مارے ہاتھ پاؤں

وقت ذبح بولا قاتل عاشقِ ناشاد سے
ٹکڑے کر ڈالا کبھی تونے جو مارے ہاتھ پاؤں

کھیل رہتا ہے اوگل پر مری اوقات کا
چلتے پھرتے ہیں ہمارے بے سہارے ہاتھ پاؤں

بیکلی بیکھیا اونکی چتون بانکی بانکی انکی چال
بھولی بھولی انکی صورت پیارے پیارے ہاتھ پاؤں

عنزہ دانی اسے کہتے ہیں کیا روز جزا
منتہی اپنے کئے کو خود بگا رہا ہاتھ پاؤں

نہ دل مجھے نظر آتا ہے سینہ بل میں
پتا نہ معنی کا پاتا ہوں شخصِ مہمل میں

یہ چشم کہتے ہے اشک ابھی ابھی پل میں
کہو تو پھاڑ کے جنگل لگاؤں بادل میں

خیالِ زلفِ صنم سے ہے دل مرا مملو
بھرا ہوا ہو لبالب یہ مشک بوتل میں

پڑا ہوں دُرد کشوں میں میں تیرہ بختی سے
اندھیری رات کے اندر پھنسا ہوں دلدل میں

گذر نہیں دلِ ویران میں اپنے نالے کا
گرج رہا ہے مگر شیر آج جنگل میں

ہمیشہ ہے زلفِ سیہ کار روئے روشن پر
دھواں سا دیکھتا ہوں میں فروغِ مشعل میں

پسند ہیں دلِ صد چاک کو ہر ساجدِ یار
لٹک رہا ہے قفس اپنا شاخ صندل میں

لطیف روح سا ہوتا نہیں ہے جسم کبھی
سوار کا نہیں دیکھا وقار پیدل میں

نشان خط کا نہیں اسکے روی روشن پر
دھوئیں کا نام نہ تھا طور کی بھی مشعل میں

خیال گرمیِ رخسار یار ہے دل میں
دبی ہے آتشِ گل آج اپنی منقل میں

وہ دیکھے اگر یار کو مرے پل بھر
سلائی نیل کی پھیروں میں چشم احول میں

مری زبان میں عالم ہے تیغ بُران کا
تری نگاہ کی شوخی ہے صاف چنچل میں

گراہیں دیتے ہو کس کس کے اتنے کیوں پیارے
مگر بندھا ہے کوئی دل تمہارے آنچل میں

سمور و قاقم و سنجاب شاہ کو ہو نصیب
یہ منتہی ہے گداگر اپنے کمل میں

ہمارے دل کو تسلی نصیب قیام نہین — فلک کی طرح کہین اسکا اک مقام نہین

رخِ حبیب پہ خط سیہ کا نام نہین — یہ صبح وہ ہے کہ جسکی جہان مین شام نہین

ہمارا جذبۂ دل ہم سے آج کہتا ہے — نہ اوسکو کھینچ کے لاؤن تو میرا نام نہین

ہوائے دہرِ مخالف سے بجھ نہین سکتا — یہ داغِ دل ہے ہمارا چراغِ بام نہین

نہ حکم کر کسی اغیار سے شہِ خوبی — تمہاری خدمتِ عالی کو کیا غلام نہین

ابھی نہین دلِ نالان اسیرِ کاکلِ یار — ابھی یہ مرغِ خوش الحان اسیرِ دام نہین

خدا ہی جانے کہ یاران رفتہ ہین کس جا — کبھی پیام نہین ہے کبھی سلام نہین

جدا جدا ہین زمانے مین عاشق فاسق — جنونِ پختہ ہے اپنا جنون خام نہین

برنگ ابلقِ ایام دشتِ عالم مین — سمندِ ناز کے منھ کو ذرا لگام نہین

کرے گی عود جوانی نہ عہدِ پیری مین — یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین

شہیدِ تیغِ تبسم کا ہون مگر ناصح — جو میرے خون کا دنیا مین انتقام نہین

گدازِ طبع کی خاطر ہے شاعری کی زہر — یہ بہرِ خاص ہے اے دل یہ بہرِ عام نہین

انیس دخترِ رز ہے رفیقِ ساغر ہے — ہماری بزم مین ہرگز عدو کا نام نہین

رموزِ عشق سے جنکو نہین ہے آگاہی — اثر پذیر ہمارا انہین کلام نہین

کسی کے برقِ نگہ کی جگہ نصیب دلین — کسی کی تیغ ابھی قابلِ نیام نہین

نہین ہے اشکِ مسلسل مین اپنا لختِ جگر — ہماری سبحۂ صد دانہ مین امام نہین

حلال دخترِ رز ہے نکاح ہے منعم — حرام اسکو ہے جسکی گرہ مین دام نہین

نظر مین چشمِ مروت نگہ مین دستِ کرم
کچھ اور اوسکی بجز منتہی کو کام نہین

وہ جب اپنی تیغِ دو دم دیکھتے ہین — یہ عشاق سوئے عدم دیکھتے ہین

کہین ہم جو نقشِ قدم دیکھتے ہین — وجود و عدم کو بہم دیکھتے ہین

جو تحریر لوح و قلم دیکھتے ہین — وہی لوحِ دلپر رقم دیکھتے ہین

کسی سے جو وصلِ صنم دیکھتے ہین — خدا کی خدا سے کو ہم دیکھتے ہین

نگاہوں میں تری یاد آتے ہیں پیارے
کسی دم جو تیغِ دو دم دیکھتے ہیں

جو شیدائے چشمِ تحیر ہیں ساقی
وہ کب جانبِ جامِ جم دیکھتے ہیں

کوئی نقش نقشین ایک صورت پہ رہتی
سرا پر حدوث و قدم دیکھتے ہیں

کمر کا تری دھیان آتا ہے جس دم
بہت پار سوئے عدم دیکھتے ہیں

بھر آتا ہے دل اپنا کچھ یاد کرکے
کسی کی جو ہم چشم نم دیکھتے ہیں

کہ ہر بت کہاں کے حسین زمانہ
ہر اک شکل میں تجکو ہم دیکھتے ہیں

لگے رہتے ہیں سوئے در اپنی آنکھیں
یہ کس شخص کی راہ ہم دیکھتے ہیں

ہوا و ہوس تیرے اتوفی انسان
زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہیں

زمانے میں یوں تو بہت سے ہیں خوش گو
مگر منتہی سا بھی کم دیکھتے ہیں

بتوں کے وہ جور و ستم دیکھتے ہیں
نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہیں

جو پھر پھر کے ہم دمبدم دیکھتے ہیں
تری راہِ فضل و کرم دیکھتے ہیں

صفا صورتِ آئینہ دل ہے کس کا
بہت اس زمانے میں کم دیکھتے ہیں

مگر ڈھونڈتا ہے جوانی کو شاید
بہت پشت گردون جو خم دیکھتے ہیں

بے سیم و زر اس جہان میں ہر اک کو
برنگِ ندیم و ندم دیکھتے ہیں

وصالِ صنم یاد آتا ہے ہمکو
کسی کا جو جاہ و حشم دیکھتے ہیں

گدا سے گئے شاہ تک مانگتے ہیں
ترا جس پہ لطف و کرم دیکھتے ہیں

ہر اک آشنا دوست ظاہر کے تھے سب
ولے دوست اک اپنا غم دیکھتے ہیں

جنہیں خاکساری کی دولت ہے حاصل
وہ کب سوئے جاہ و حشم دیکھتے ہیں

ہر اک طائرِ دل کو باغِ جہان میں
گرفتارِ دامِ الم دیکھتے ہیں

جنہیں شوق ہے جنسِ وصلت کا اسکی
وہ کب سوئے دام و درم دیکھتے ہیں

کھلی جنپہ ایسے ہے بے ثباتی جہان کی
وہ جدا اپنا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

کہو منتہی ساکنِ کربلا سے

سبجئے تو تمھارے قدم دیکھتے ہین

ولہ

پھر بہار آئی ہے پھر زخم جگر آلے ہین / شاد ساقی ہے وہان جان کے یہان لالے ہین

جگر و دل جو مرے گودیونکے پالے ہین / طپش عشق سے آتش کے وہ پرکالے ہین

قیس سے وامق و منصور سے کہتی ہے صبا / ہم بھی کوئی محبت مین قدم ڈالے ہین

زعین دیکھ کے ہمکو وہ لگا یون کہنے / ہے جوانی کی انھین نیہ یہ متوالے ہین

دل مین جا جلی رہی ہے یہ وہی گیسو ہین / آستین مین جو پلے ہین یہ وہی کالے ہین

کیا بہار آئی ہے کیا آتش گل بھڑکی ہے / شجر گل نہین ہر باغ مین جوالے ہین

فرقت یار مین ہے کون مرا یار و امین / شب تنہائے ہے یا دل کے مرے نالے ہین

صفت گوہر دندان ہے سراسر اسمین / میرے اشعار نہین موتیونکے مالے ہین

نغمۂ بلبل شیدا کو کہا سن سن کر / بس یہی عاشق بیدل کے مرے نالے ہین

سو جتن براہ محبت نہین تجکو ہرگز / پردے آنکھون کے نہین شیخ ترے جالے ہیز

منتھی کرتے ہین وہ جور و ستم جا بیجا

جگر و دل نہین ہمنے اوٹھین پڈالے ہین

ہزار ون ہین جسکے خریدار ہین / ہم اوس یار کے ایک ہی یار ہین

ہم اوس چشم کے عاشق زار ہین / وہ بیمار ہے جسکے بیمار ہین

ہم اوس نرگسی چشم کے زار ہین / کہ جسکے مسیحا بھی بیمار ہین

صبا سے سوا تیز رفتار ہین / ہوا کے وہ گھوڑے پہ اسوار ہین

نظر آئی ہے جب سے تصویر یار / ہم اوسوقت سے نقش دیوار ہین

غم و رنج و اندوہ و حرمان و یاس / ہمارے بھی کیا کیا مددگار ہین

طلب کر رہا ہے وہ دل پے وصال / وہ عیار ہے ہم بھی ہشیار ہین

گل باغ گلشن مین بے روئے یار / نظر مین مری صورت خار ہین

خزان آئی دست جنون چل بسا / یہ ہاتھہ اندنون اپنے بیکار ہین

وفا و عدۂ وصل کرتے نہین | بڑے آپ چھوٹون کے سردار ہین
بھرے دل مین ہین سکۂ داغ عشق | خزانے مین اپنے بہ دینار ہین
عدم مین گئے گہ میانِ وجود | گئے وار ہین ہم گئے پار ہین
ہوا و ہوس مین نہین مبتلا | بلاؤن مین گو یا گرفتار ہین
ہمارے سخن بس درم امتحان | عدو کے لئے تیز تلوار ہین

زمانے سے ہین بے غرض منتہی
وہ اس مرتبہ تو گرفتار ہین

جب وہ پہلو سے ہنس کے ہٹتے ہین | زخم دل کے تمام پھٹتے ہین
وہین گور پر نہین ہوتے | یہ گرڑ ہے کب کسی سے پٹتے ہین
قدر اہلِ سخن کی گھٹتے ہے | شجرہ میوہ دار چھٹتے ہین
تند خو ہین کہ بات بات مین تاؤ | آستینون کو وہ الٹتے ہین
جو ہین تیغ نگاہ کے کشتے | اوسکے کوچے مین اور کٹتے ہین
جب سے عہد شباب گذرا ہے | چاند کیطرح روز گھٹتے ہین
اہل دنیا بھی خوان نعمت پر | کیا مگس کیطرح چمٹتے ہین
لب پہ آہ و فغان نہین شب و روز | اسطرح تیرا نام رٹتے ہین
گیسوئے یار دل کو عاشق کے | کیا بلا کی طرح لپٹتے ہین
جھیلتے ہم ہین جنگ حسن و عشق | مرد میدان بھی کوئی ہٹتے ہین
پہلی باتون کا گر کرونگا بیان | پھر کھوگے ہین اور الٹتے ہین
نہین آنکھا دگان ہون چین جبین | خاک کی فرش کب سمٹتے ہین

جو ہین دنیائے دون پرستی پر
منتہی وہ را و سنے ہٹتے ہین

مینا ہے ہے یار مرے غمگسار ہین
مجھ پر بڑے کرم ترے پروردگار ہین

دل سے در حبیب کے جو خاکسار ہین
اُنکے فلک پہ نام زمین پہ مزار ہین

سنتے نہین کسی کی چڑھا ہے غرور حسن
گھوڑے پہ اندنون وہ ہوا کے سوار ہین

ریگ رواں رواں ہے شب و روز دشت مین
شاید وہان پہ دفن دلِ بیقرار ہین

شبنم نہین پڑی ہے گلستان پہ رات بھر
موتی عروس گل پہ سراپا نثار ہین

سرخی نہین شفق کی فلک پر ہر جا بجا
شاید چڑھے ہوئے شہدا کے غبار ہین

انجم فلک پہ جلوہ نما گل زمین پہ
پنہان جو تیرے راز تھے وہ آشکار ہین

دل مین ہر ایک بت کے ہے آتش بھری ہوئی
پنہان جگر مین سنگ کے جیسے شرار ہین

غافل کسی کے حکم سے چلتے ہین ہاتھ پاؤن
جسپر کہ اختیار ہے وہ بے اختیار ہین

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے
دم سے ہوا کے بیٹھتے اُٹھتے غبار ہین

خال سیہ ہے جب سے ترے رخ پہ آشکار
مٹی کے مول نافۂ مشکِ تتار ہین

حسنِ قبول رکھتے ہین جو اشک ناصحو
آنسو نہین وہ سلک دُرِ شاہوار ہین

رندانِ پاک باز جنم کا یہ قول ہے
ہم غمگسار عشق ہین ہم میگسار ہین

دل میرا دوربین محبت ہے منعمی
آنکھون کے سامنے شہدا کے مزار ہین

دل و جگر مرے ناز بتان اوٹھاتے ہین
ذرا سے بات پہ کوہ گران اوٹھاتے ہین

خدا ہی خیر کرے رکھ لے ابرو میرے
وہ آج تیغ پئے امتحان اوٹھاتے ہین

دلا ضرور ہے پیری مین عشق سے پرہیز
یہ بوجھ وہ ہے جسے نوجوان اوٹھاتے ہین

صدا یہ زمزمۂ عندلیب سے آئی
مری زبان کا مزا خوش بیان اوٹھاتے ہین

سر سجود کبھی گہ بلند دست دعا
عبث یہ سر پہ زمین آسمان اوٹھاتے ہین

غم ملال یہ کہتا ہے دل مرا مجھ سے
وہی ہین مرد جو کوہ گران اوٹھاتے ہین

نہ پوچھ حال تو کچھ مجھ سے رقص بسمل کا
مزا کچھ اوسکا ترے نیمجان اوٹھاتے ہین

ولہ

ہون نسل شاہ سے کہ امیر کبیر ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون ترے در کا فقیر ہون

گو بینوا ہون عشق کی دولت سے سیر ہون
آنکھون مین منعمون کی عبث مین حقیر ہون

تھا یہ اشارا اوس نگہ برق یار کا
عاشق کے دل کے واسطے بیداد تیر ہون

مدت سے شوق کنج قناعت کا ہے مجھ کو
روز ازل سے عاشق نان فطیر ہون

وارفتہ ہون مین جادۂ کوئی طریق کا
سچ تو یہ ہے لکیر کے اوپر فقیر ہون

سمجھا حسین نہ سمجھا ہے عاشق جہان مین
تو لاجواب یار ہے مین بے نظیر ہون

مدت سے ہون مین شیفتہ گیسوئے صنم
روز ازل سے دام بلا مین اسیر ہون

جاؤن حرم کی سمت کہ بتخانے کی طرف
قدرت ہی کیا مری کہ مین عبد قدیر ہون

کہتا ہے وقت گریہ مرا دامن مژہ
مین ابر زر فشان ہون مین ابر مطیر ہون

دل مین ہے میرے داغ محبت کا جلوہ گر
ماہ فلک کی طرح سے روشن ضمیر ہون

دیہیم و تخت و ملک نہ دیتا وہ کیا مجھے
خود منعمی مین قابل فرش حصیر ہون

کون اس دام محبت مین گرفتار نہین
صاحب سبحہ نہین صاحب زنار نہین

ملتے کس وقت مجھے درہم و دنیا نہین
ابر رحمت مرا کس روز گہربار نہین

زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد
ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین

کون دنیائے دنی کے نہین رہتا درپے
دام تدویر مین یہان کون گرفتار نہین

دلکو دنیائے دنی سے نہین رہتی رغبت
حب ہر جائی سے رکھتا مین سروکار نہین

نہین بچتا نہین بچتا کبھی مارا اسکا
نگہ یار تو خنجر نہین تلوار نہین

پہر ہی دیوانگی کسدن نہین ہوتی مشہور
کب یہ سودا مرا یکتا سر بازار نہین

کس کو اوس زلف سیہ کا نہین سودا رہتا
کون اوس نرگس بیمار کا بیمار نہین

طینت بد کے سوا کوئی نہین بد خصلت
خوش طبیعت سا کوئی اور خوش اطوار نہین

سائبان ہو میرے سر پر ترے دامن کا وہان
سیکڑون کوس جہان سایۂ دیوار نہین

کثرت عالم امکان بجز واحد پاک
منتفی یاد رہے کوئی ترا یار نہین

دیر و حرم کو چھوڑ کے اے دل چل بیٹھو میخانے مین
خوب گذر جائیگی اپنی ساقی سے یارانے مین

سیر طبیعت ہو جائیگی نشہ جو ہے ہووے گا وہی
فرق نہین ہے ساقی ہرگز چلو مین پیمانے مین

روح ہے جب تک جسم کے اندر جسم پہ پر رونق ہے
کاشانہ آباد ہے جبتک بلبل ہے کاشانے مین

دشت تمنا قطع ہوا برباد ہوئی ہے حرص و ہوا
زیست کی صورت اپنی بندہی اے نفس تری مرجانے مین

سچ ہے دلکو اپنے بھی جز یاد صنم کچھ دہیان نہین
دیکھ تو اسے ناصح کیسی ہشیاری ہے دیوانے مین

فکر دنیا سے چھٹے اس رنج جہان سے پائی نجات
لاکھ طرح کی راحت پائی اک اپنے مرجانے مین

پیشِ جنون نبخشا ایدل موت زیست سے خوشتر ہے
شمع کے آگے رقص کنان تھا پروانہ جلجانے مین

حسنِ نیرنگ اوس پھروکا دلِ حزین مین رہتا ہے
چشمِ بینا ہو تو دیکھے بستی ہے ویرانے مین

نقشِ محبت کہین نپایا لوحِ دلِ پر انسان کے
پھرا قلم کی صورت سے مین برسون اک اک خانے مین

ولہ

جدا کب وہ دیر و حرم جانتے ہین — جو تحریرِ لوح و قلم جانتے ہین
مزہ جو قناعت کا ہم جانتے ہین — زمانیکی عشرت کو غم جانتے ہین
نصیحت ترے واعظِ بے حقیقت — وہ فقرے سمجھے ہم اُسکو دم جانتے ہین
ہراک شے مین ہے جلوہ گر اُسکا جلوہ — اُسی کی قسم اُسکو ہم جانتے ہین
تنفر ہے نفرت سے دنیا کی جنکو — وہی نوش دارو کو سم جانتے ہین
حبیبِ خدا عاشقِ حق تعالے — حدوث آپ کا ہم قدم جانتے ہین
سوا ہے گذر جیب سے دشتِ فنا مین — وجود اپنا نقشِ قدم جانتے ہین
اگر ہفت اقلیم کا پادشا ہے — ترا بندہ بے درم جانتے ہین
جو ہین محو نیرنگ حسن صنم کے — وہ صحرا کو باغِ ارم جانتے ہین
قدم جیب سے رکھا ہے دارِ فنا مین — وجود و عدم کو ہم جانتے ہین
قناعت کا جن کو مزا آگیا ہے — وہ جام گلی جامِ جم جانتے ہین
ہراک دل مین ہے جلوہ اُس رب کا پیدا — ہر اک گھر کو بیت الصنم جانتے ہین
حبابون کی مانند بحرِ جہان مین — وجود و عدم کو ہم جانتے ہین
وہ ہے میرے معبود کا ایک بندہ — جسے لوگ میر امم جانتے ہین
ہم دوست کہانیکا جنکو مزا ہے — وہ شادی زمانیکی غم جانتے ہین

مئے عشق پیتے ہو چھپ چھپ کے ہم سے

میان منتھی تمکو ہم جانتے ہین

کہتا ہے زمانہ اک تدبیر ہے یا مین ہون — میرا یہ مقولہ ہے تقدیر ہے یا مین ہون

مین دیکھتا رہتا ہون مہ کو شب فرقت مین — اس چہرۂ انور کی تصویر ہے یا مین ہون

وہ عالم رویا مین مجکو نہ نظر آیا — اس خواب پریشان کی تعبیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ ہوویگا ہر اک کا حساب اے دل — اس روز مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

انکا ہی نفرت ہو وہان نام سے عاشق کو — یہان جذبہ الفت کی تاثیر ہے یا مین ہون

وہان عفو کرم تیرا ہی جوش پہ اے پیارے — یہان جرم ہے عصیان ہی تقصیر ہے یا مین ہون

ہو وہی دل شیدا کو گر شوق شہادت کا — پھر قاتل عالم کی شمشیر ہے یا مین ہون

وحشت مین نظر آئی شب خواب مین وہ کاکل — اکدن در جانان کی زنجیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ پوچھینگے محشر مین عمل میرا — اس فرد مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

وصف اس گل رعنا کے ہین ورد زبان جسکے — گلزار مین بلبل کی تقریر ہے یا مین ہون

جس تیر نگہ نے گل برمایا دل عاشق
اے منتھی ہان اکدن وہ تیر ہے یا مین ہون

جور افلاک بسکہ جھیلے ہین — ایسے پاپڑ بہت سے بیلے ہین

گہ حضوری ہے گاہ ہے دوری — گہ اکیلے ہین گہ دوکیلے ہین

اسپ تازی نظر نہین آتے — ٹٹو خرون سے بھرے طویلے ہین

کہتے ہین یہان جسے قمار عشق — کھیل ایسے بہت سے کھیلے ہین

جیتے ہین وہ قمار عشق مین یار — جان پر اپنی جو کہ کھیلے ہین

ٹھرسے کب جنگ حسن مین یہ شیخ — ایک مدت کے یہ بھگیلے ہین

پاس اپنے دوئی کا نام نہین — جب سے پیدا ہوئی اکیلے ہین

ندکھانا سحر مین آنکھین بکسے — پاس اپنے بھی قل کے ڈھیلے ہین

کفر و دین کا ہو فیصلہ کیونکر — ایک مدت کے یہ جھمیلے ہین

دیر و کعبہ کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا — ایسے دیکھے بہت سے میلے ہین

گریہ پر اثر کے شدت ہے   صاف آب بقا کے ریلے ہین

بھیجا اپنا خیال اُس بت نے
جب سُنا منتھی اکیلے ہین

خنجر حرص و ہوا سے یہ گذرتا ہی نہین   نفس امارہ کسی طرح سے مرتا ہی نہین
جن چڑھا عشق کا سر پر تو اُترتا ہی نہین   ڈوبا دریائے محبت کا اوبھرتا ہی نہین
شوخی حسن نے مغرور کیا یہ اُسکو   نقد دل لیکے کسی کا وہ مکرتا ہی نہین
تا گل حسن سے دامان نگہہ بھر جائے   سامنے سے وہ مرے شوخ گذرتا ہی نہین
پھر عبث رند قدح خوار کو کہتا ہے بُرا   قہر قہار سے اے شیخ تو ڈرتا ہی نہین
گو تش زد یار کے ہوتا نہین سودا میرا   داغ اس دل کا کسی طرح اُبھرتا ہی نہین
عشق کا ل نہین جائیگا مرا تا دم مرگ   یہ وہ دریا ہے چڑھا جبکہ اوترتا ہی نہین
سیر ہوتا نہین دل دولت وصلت سے مرا   جس طرح دیدۂ حارص کبھی بھرتا ہی نہین
جب سے جوبن نے جوانی کے اُبھرا ہے اُسے   پاؤن پورا وہ زمین پر کبھی دہرتا ہی نہین
منع کرتا ہون نہ جا کوچۂ سفاک کو یار   دل تو کمبخت کسی صورت مرا کرتا ہی نہین
طول نے عمر کے ایسی مجھے ایذا دی ہے   جس سے کچھ کہتا ہون وہ کہتا ہے مرتا ہی نہین

منتھی ہے متوکل مجھے معلوم ہوا
شام کو ملتا ہے جو صبح کو دہرتا ہی نہین

حسن شباب کھو گیا تدبیر کیا کرون   افسوس ضبط ہو گئی جاگیر کیا کرون
پوچھا جو مجھ سے حشر مین کہدونگا برملا   عاجز گناہگار ہون تقریر کیا کرون
دنیائے دون کا شیخ طلبگار مین نہین   پھر لیکے تیرا جامۂ تذویر کیا کرون
عاصی گناہگار ہون مجرم ازل سے ہون   مین پھر کہے زاہدا خط تقدیر کیا کرون
ہے لوح دل پہ نقش جو صورت نگار کی   مین لیکے کاغذی کوئی تصویر کیا کرون
عاشق مین اُسکی زلف سیہ فام کا نہین   پھر دیکھ کر نوشتۂ تقدیر کیا کرون
جوش جنون ہے اور نہ فصل بہار ہے   حدّاد لیکے مین غل و زنجیر کیا کرون ۱۲

کہنے لگا وہ عاشق مفلس کو دیکھ کر — یہ ہے ضعیف صید میں نخچیر کیا کرون
وارفتہ مزاج ہون صحرا نورد ہون — مین سول لیکے خانہ زنجیر کیا کرون
قابو مین گر نہ ہو تو پرہیز چاہئے — قبضہ نہ ہوئے جب وہ شمشیر کیا کرون
ہوتا نہین ہے اسمین کم و بیش آج کل — پھر دیکھ کر نوشتہ تقدیر کیا کرون
مین عذر یہ دل سے اُسے کھینچ لاؤن گا — نقش درم سے اُسکو مین تسخیر کیا کرون
دنیائے دون کے واسطے عقبیٰ نہ لاؤن دون — تقدیر کو حوالہ تدبیر کیا کرون

شب بھر فلک نظر نہین آتا ہے ملتفی
آہ جگر خراش کو مین تیر کیا کرون

پردیس مین پھرا ہے سکندر کہان کہان — لے لے گیا ہے اُسکو مقدر کہان کہان
گاہے کمر پہ زلف پہ سرو دوش پر کبھی — دیکھی ہے ایک زلف معنبر کہان کہان
کعبہ مین وہ ملا نہ کبھی دیر مین صنم — کھائے ہین داغ دلیہ جگر پر کہان کہان
دیر و حرم مین جلوہ جانان ہے ایکسا — روشن ہوا ایک ہی یہ انور کہان کہان
مدت کے بعد مین جو گیا بزم یار مین — بولا وہ مجھ سے رُک کے ستمگر کہان کہان

آئینہ ہر حسین کو دل سے پسند ہے
سکہ پڑا ہے تیرا سکندر کہان کہان

ہوتی نہین اذان کہین بجتا گجر نہین — شاید شب فراق کو ممکن سحر نہین
نالے کا اپنے کس دل ویران مین گھر نہین — جنگل وہ کونسا ہے جہان شیر نر نہین
زلف دراز یار کے مانند تا سحر — طول شب فراق مگر مختصر نہین
نالے کئے دعائین بھی کین وصل کے لیئے — معلوم یہ ہوا کہ کسی مین اثر نہین
معشوق ہے یہ نام کو بوئے وفا نہین — موجود ہے گھر مگر آپ گھر نہین
جاوے نہ کوئی جانب معشوق بے وفا — جیسا نہ ہو وسے راہ وہان رہگذر نہین
اس جنگ حسن و عشق مین عشاق کے حضور — داغ جگر سے بھی کوئی بہتر سپر نہین
معدوم دوست دشمن انسان ہین بیشمار — بیداد گر بہت ہین کوئی داد گر نہین

دیکھا نہیں ہے اُسنے ابھی روئے آئینہ ‎ عاشق کے قتل پر ابھی باندہی کمر نہین
خالی نہین ہے عیب سے کوئی بجز خدا ‎ مجھہ مین یہ عیب ہی کہ مری پاس زر نہین

منتھی

کیا کیا دُرِ سخن ہین مرے پاس منتھی
افسوس قدر دان نہین اہلِ نظر نہین

بھری ہے جب سے مئی خوش گوار شیشے مین ‎ عجب طرح کی ہے ساقی بہار شیشے مین
نہین ہے دخت رز گلعذار شیشے مین ‎ ہمارا بند ہے گویا شکار شیشے مین
نہین ہے جوش مے خوش گوار شیشے مین ‎ بغیر یار ہے گویا غبار شیشے مین
نہ کس طرح سے مجھے اضطراب ہو ساقی ‎ کہ میرے دل کا ہے صبر و قرار شیشے مین
یہ رند پاک جسو کہتے ہین مے گلگون ‎ بہار گل ہے پئے یادگار شیشے مین
پڑا جو عکس رخ و زلف کا ترے ساقی ‎ دکہا دئیے ہین لیل و نہار شیشے مین
یہ کس کا نقش مرے دل سے مٹ نہین سکتا ‎ غضب ہے ہو گوئے کا فرنگار شیشے مین
مجھے عجب ہے وہ ساقی عزیز رکہتا ہے ‎ ہے صاف شکل دل بادہ خوار شیشے مین
یہ صاف دل نے کیا راز عشق کو ظاہر ‎ دہری جو چیز ہوی آشکار شیشے مین
صدائے قلقل مینا کو سن کے وہ بولے ‎ جھلک رہا ہے کوئی کیا ہزار شیشے مین
نہین ہے دہیان مرے دل مین ضعف پیری کا ‎ مئی شتاب کا یہ ہے خمار شیشے مین
اوڑا ہے دید سے جسکی قرار دل ساقی ‎ پری ہی حور ہی کیا شے ہے یار شیشے مین
مذاق اوسکا مجھے دور کی سجھاتا ہے ‎ یہ کیا ہے ساقی گردون وقار شیشے مین
نہ بند کر اسے فصل بہار مین ساقی ‎ نہ ڈال دختر رز کا اچار شیشے مین

ہے نورِ حسن صنم منتھی مرے دل مین
بھری ہے رحمتِ پروردگار شیشے مین

ردیف واو

عاشق شیدا کا اُسدم دیدہ تر خشک ہو ‎ جسگھڑی اجان جان سارا سمندر خشک ہو
اس لئے روتا ہون یاد یار مین ہین دمبدم ‎ تا کسی صورت سے میرا دامن تر خشک ہو

ان حسینون کو کمال حسن سے آگہ کیا
یا الٰہی جلد تر دستِ سکندر خشک ہو

خارِ صحرا سے یہی کہیو تو اے بادِ صبا
جان کیا رکھتا ہے تو میرے برابر خشک ہو

گر رقم اسمین کرون سوزِ فراقِ یار کو
جل تجھے نامہ مرا خون کبوتر خشک ہو

پیش قدمی گر کرے اوسکی خرامِ ناز سے
خاک کا پیوند ہو پانئے صنوبر خشک ہو

کام لون مین اپنی آہِ آتشین سے جگر
جل تجھے آتش کدہ خون سمندر خشک ہو

پرورش مین ہے تماشا قدرتِ اللہ کا
تپ چھڑے گر طفل کو تو خونِ مادر خشک ہو

مین وہ محروم ازل تشنہ ہون سوزِ یار سے
جاؤن جنت مین تو آبِ حوضِ کوثر خشک ہو

توڑ کر گلچین نے گل بلبل کو ویران کر دیا
یا خدا ویدِ جہان دستِ ستمگر خشک ہو

جام می مین نے پیا ہے ساقیِ گلفام کا
آفتابِ حشر سے کب یہ لبِ تر خشک ہو

یہ زمانہ وہ ہے گر دیکھے برادر کو خوشی
بھڑکے آتش رشک کی خونِ برادر خشک ہو

میری آہِ آتشین کی آنچ اگر اسمین سے لگے
صورتِ برگِ خزان دامانِ صرصر خشک ہو

اشک آنکھون مین اگر پیدا کرے حسن قبول
رشک سے چشمِ صدف مین آبِ گوہر خشک ہو

منتظمی جب دل پہ پیچے اوس بتِ بیرحم کا
جیگھڑے دشتِ جہان مین سخت پتھر خشک ہو

جوشِ گل مین باغ کی ہر شجر بحرِ بادہ ہو
ساقیا دستِ کرم تیرا اگر آمادہ ہو

زندگی سے سیر ہوئے موت کا آمادہ ہو
مجسا بھی یارب نہ دنیا مین کوئی دلدادہ ہو

لقمۂ تر ہوئیگا اکدن وہانِ گور کا
ہو گدا زادہ کوئی اسمین ویا شہزادہ ہو

اس دلِ محزون مین ہو وہی نور ساقی جلوہ گر
خانۂ تاریک مین روشن چراغِ بادہ ہو

دولت ایمان بھی دی حاضر ہے نقدِ جان بھی یار
ڈہونڈ کر لاو اگر مجسا کوئی دلدادہ ہو

زخم گر دل پر لگے تیغِ نگاہِ یار کا
رہبری کو عشق کی پیدا نیا اک جادہ ہو

طاعتِ پردہ نشین پر جیگھڑی باندہون کمر
پاش دامان کا ہر اک میرے لئے سجادہ ہو

کون ہوتا ہے پسندِ یار اسمین دیکھئے
بچۂ زاہد ہو وہی یا قلندر زادہ ہو

[illegible]
اے [illegible] اگر [illegible] ہر آمادہ ہو

نفس جا دل ہی مرا دیکھون گا مین غور حساب　　ہے یقین فرد عمل مانند روئے سادہ ہو

گر کے آرایش کرون شہرہ نہ بت اگم نام کا　　گلستان اسکو بناؤن جو زمین افتادہ ہو

جو بگولہ دشت مین اوٹھے ہوائے تند سے　　تا میانہ خاکسارون کے لئے ایستادہ ہو

کیون نہ پیئے دنیا ہوا ہو دل کس لئے ہو بے ثبات　　صورت نقش قدم کیون خاک پر افتادہ ہو

گر رہائے دو جہان سے چاہتا ہے منتہی
جا اسیر گیسوئے مشکین سید زادہ ہو

پھر زمان زیست مین در در نہ پھرانا مجکو　　ہوس دل سگ دنیا نہ بنانا مجکو

عاشقی سے نہ کرونگا نہ کرونگا توبہ　　کچھ کہین یا نہ کہین عاقل و دانا مجکو

مئی و معشوق کرون ترک بہار گل ریز　　نہین زیبا نہین زیبا نہین زیبا مجکو

جب کبھی آتا ہے اس بحر لطافت کا خیال　　خوش نہین آتی ہے سیر لب دریا مجکو

مے و معشوق سے جب سے کہ توبہ کی ہے　　شہر خوش آتا ہے اسدن سے نہ صحرا مجکو

آمد فصل بہاری ہے چمن مین شاید　　لئے جاتا ہے کوئی جانب صحرا مجکو

با وفا یار مین سمجھا کیا ہر اک بت کو　　سالہا سال رہا دعوے بیجا مجکو

بام پر قامت جانان جو نظر آجائے　　پھر نہ ہووئے ہوس عالم بالا مجکو

با وفا یار میسر نہین ہوتا ہرگز　　راست گو کہتے ہین اس بات پہ دانا مجکو

صورت آئینہ اسے یار ترے جلوے نے　　غرق حیرت کیا کیا ہی سراپا مجکو

گردش چشم وہ تیرے ہے کہ توبہ توبہ　　ایک ہی دم مین کریگے تہ و بالا مجکو

دم پہ نبھائیگی یاد آئی گی تقریر اسکی　　نہ منتا بلبل گلزار ترانا مجکو

جاستے عشق کی ایسی ہی بلائے بد ہے　　ایکدن گور کا کردے گی نوالا مجکو

خبر وصل ہے عاشق کے لیے شادی مرگ
منتہی تو نہ سنانا نہ سنانا مجکو

فغان و آہ سے پیدا کیا درد جدائیکو　　غضب مین جان کو ڈالا جتا کر آشنائیکو

نہ آیا بعدِ مردن بھی لحد پر فاتحہ پڑھنے
مین اتنا بھی نہ سمجھا تھا تری نا آشنائیکو

نہ دل اپنا ہوا اپنا نہ اک بُت پر ہوا قابو
کر بن گئے بادِ کا ہم ابخدا تیرے خدائیکو

کسی محفل مین جسدم ذکر شمع طور ہوتا ہے
دکھا دیتے ہین وہ جلکر سر انگشتِ حنائیکو

فقیر بے نوا اُسکے در دولت کا ہے بندہ
غنیمت جانتے ہین شاہ تک جسکی گدائے کو

اثر پیدا کریگی آہ اپنی یار کے دلمین
نشانے تک خدا پہنچائے گا تیر ہوائے کو

کبھی ہے فکر دنیا کی کبھی عقبا کا دہر کا ہے
آتا رون جانہ تن سے مین کیونکر اُس دو لائیکو

گریبان ہاتھ آتا ہے نہ صحرا تک پہنچتا ہون
خدا کے واسطے دیکھو مرے بے دست و پائیکو

فلک وہ تفرقہ پردازِ عالم ہے دلا سر پر
غنیمت جانتا ہون گو رنگ اپنی رسائیکو

شکستہ دل ہین ہر دم ہر گھڑی ہین جانکے لالے
کرون کیا نوش دارو کر مین کیا مومیائیکو

تمنائے دلی نے منتہی کھویا فضیحت کو
ملایا خاک مین دستِ ہوس نے میرزائیکو

ممکن مجھے جو ہو بے ریا ہو
مسند ہو کہ اسمین بوریا ہو

جب قابلِ دید دلربا ہو
اللہ کرے کہ باوفا ہو

بھیجا نہین خطِ شوق کب سے
معلوم ہوا کہ تم خفا ہو

بے تابئے دل اگر دکھاؤن
کوئے نہ کسی کا مبتلا ہو

مرتا ہے زر پہ اہل دنیا
نا مرد کو کیا خواہش طلا ہو

مٹی کر دے جو آپ کو تو
نظرون میں خاک کیمیا ہو

آئی ہے فصلِ گل چمن مین
اے ہوش و خرد چلو ہوا ہو

کیسا نے مجھے در بدر پھرایا
اے خواہش دل ترا بُرا ہو

دکھلا دے تو نے یار کی شکل
اے جذبۂ دل ترا بھلا ہو

لپٹو نہ مجھے آکے ہجر کی شب
اے گیسوئے یار اگر بلا ہو

اے منتہی بزمِ یار کا حال

غیر ممکن ہے ہوس رفعت کی دل سے دور ہو — جائے تکیہ زیر زانو گو سر فغفور ہو
روبرو قاتل کے کرتے چاہ کا مذکور ہو — منہ پہ کہتا ہے خوشا مدحسرت دل سوز ہو
بے کمال عشق سر چھوڑی چڑھے ہے یا دار پر — دخل کیا فرہاد ہو منصور کیا منصور ہو
ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے اُنکی — ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہو
فصل گل میں میکشی کی گر نہیں دیتا صلاح — دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو
گر جگہ دل میں تمہاری یار کے باقی نہیں
لب بلب ہو منعفی تو بھی نہایت دور ہو

جو بن بت سفاک کا ڈھل جائے تو جانو — کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو جانو
دل سے ہوس وصل نکل جائے تو جانو — سر سے مرے سودے کا خلل جائے تو جانو
شعلہ طپش عشق کا گو سر بہ فلک ہے — ساقی خم گردون بھی اُبل جائے تو جانو
میخانہ سے میکش کہیں نکلی تو یقیں ہو — میخا رون کا دنیا سے عمل جائے تو جانو
بھکا یا ہے دل کو مری الفت نے نہایت — ناصح تری باتون سے بہل جائے تو جانو
میری طپش عشق کی گرمی کے سبب سے — اکدن شمع طور پگھل جائے تو جانو
مدت سے طبیعت مری مضطر ہے پئے یار — واعظ ترے فقروں سے بہل جائے تو جانو
فصل گل و مل ایکی کہیں خیر سے گذرے — واعظ ترے فقروں سے بہل جائے تو جانو

ولہ

بھیڑ ہوئیگی کسی اور سے کچھ ساز نہو — خشر کو غیر کی جانب نگہ ناز نہو
حسرت دید چمن دہشت دام صیاد — پوچھئے اوس سے جسے طاقت پرواز نہو
باتون باتون میں نہ آجائے کہیں دل اوپر — بیٹھے بٹھلائے طبیعت کہیں ناساز نہو
ایک مدت سے ہلک پر ہے دماغ عاشق — اسکے پردے میں کہیں وہ بت طناز نہو
دوست جانی جو بنا ہے کہیں دشمن نہ بنے — جو کہ دم ساز بنا ہے وہی غماز نہو
وہ بھی کیا دوست نہ ہو جسمیں ذرا بوئے وفا — وہ بھی معشوق ہے جسمیں کوئی انداز نہو
[illegible] — [illegible] انداز نہو

حال سمجھے نہ حقیقت کو ذرا اہلِ مجاز — قائلِ سحر کبھی مائلِ اعجاز نہ ہو
بے اثر نالہ ہی ہووے تو کرے کیا عاشق — موت ہو صید کی گر قوتِ پرواز نہ ہو

منتقی تیر وہ ماروں نہ ملے جسکا پتا
وہ کروں نالہ کہ جسمیں کبھی آواز نہ ہو

آبِ رواں ہو باغ ہو جامِ شراب ہو — اپنی بغل میں یار کوئی انتخاب ہو
ساقی ہو بزمِ یار ہو جامِ شراب ہو — پھولا ہوا چمن میں گلِ آفتاب ہو
دریا چڑھا ہے اس اشکِ مسلسل کا جسگھڑی — میں جانتا ہوں گنبدِ گردوں حباب ہو
سایہ فگن ہو دامنِ محبوب اُس گھڑی — جسدم چمکتا سر پہ مرے آفتاب ہو
دُکھے نہ دل کسی کا جہانِ خراب میں — ایسا نہ ہو کوئی عملِ ناصواب ہو
اُٹھے غبار اس دلِ مضطر کا جس گھڑی — مجکو یقین یہ ہے کہ فلک کا جواب ہو
شوقِ دلی مجھے وہاں لیجائے گا ضرور — جسجا کہ حور پاس ہو عہدِ شباب ہو
دنیائے بے ثبات کا افسانہ گر کہوں — سیرِ جہاں دلا تری آنکھوں میں خواب ہو
دستِ طمع کو توڑ کے مقصد کو کر حصول — دنیائے دوں سے ہاتھ اوٹھا کامیاب ہو
نعرہ کروں میں دل سے نیستاں جس گھڑی — زہرا تمہارا شیرِ ژیاں آب آب ہو
ہوتا تو ہے بتوں کا طلبگار تو دلا — ایسا نہ ہو ترا کہیں خانہ خراب ہو

کونین کا مزا تجھے حاصل ہو منتقی
ہر نیک و بد سے تجکو اگر اجتناب ہو

چل لیبا سوئے صنم پہ دلا شیدا دیکھو — پھر گیا مجھ سے مرے گود کا پالا دیکھو
پھر بہار آئی ہے پھر ہوتا ہے سودا دیکھو — دل کھنچا جاتا ہے پھر جانبِ صحرا دیکھو
زلف ہے رخ کے قریں اور تماشا دیکھو — پاس کالے کے دہرا شیر کا پیالا دیکھو
کثرتِ اشک نے پیدا نہ کیا حسنِ قبول — موتیوں کا نہ لگا انگ نوالا دیکھو
اشکباری سے مٹا وہ دلِ مضطر کا غبار — خفقاں ہووے تو موجِ لبِ دریا دیکھو
لقمۂ نعمتِ دنیا تھا میسر جس کو — ہو گیا گور کا آخر وہ نوالا دیکھو

بارِ اُلفت کے اُٹھانے پہ ہوا جاتا ہو — دل کو دیکھو مرے اور حوصلا اسکا دیکھو

آسئے ہو تم تو طلسمات جہان کے اندر — دور سے منزلِ ہستی کا تماشا دیکھو

لب پہ مرتا ہون کبھی سبزۂ خط پر گاہے — حال کو میرے ذرا خضر و مسیحا دیکھو

دمبدم دیتا ہے ترغیب خیالِ جانان — مجکو دیکھو مرے اس دل کا تقاضا دیکھو

مئے اُلفت سے جو اس یار کے توبہ کی ہو — لوگ کہتے ہین مجھے عاقل و دانا دیکھو

پوچھتے کیا ہو مرے وحشتِ دل کی وسعت — اسکو دیکھو نہ کوئی دشتِ جنون زا دیکھو

جلوۂ داغِ دلی ہے مرا کس زور ون پہ — کس چمک پر ہے مرا عرش کا تارا دیکھو

وقفۂ زیست کھلے چشمِ حقیقت بین سے — جا کے جو وقت حبابِ لبِ دریا دیکھو

پھر معدی کو دکھا کر وہ لگے یون کہنے

منتهی آدمارا ید بیضا دیکھو

اوڑ گیا خاک سا جسنے کہ اوڑایا مجکو — مٹ گیا آپ وہ جسنے کہ مٹایا مجکو

شب جو وہ گیسوئے شبگون نظر آیا مجکو — تیرہ بختی کی سیاہی نے دبایا مجکو

اُسنے جب موئے کمر اپنا دکھایا مجکو — عالمِ غیب کا نقشہ نظر آیا مجکو

گردشِ چشمِ صنم کا جو رہا آوارہ — نہ کبھی ابلقِ ایام نے پایا مجکو

مارِ گیسو مجھے دکھلا کے وہ طفلک جسکا — ڈر گیا آپ وہ جسنے کہ ڈرایا مجکو

ہوش جسدن سے ہوا چشمِ حقیقت بین کا — جسطرف دیکھا اودہر تو نظر آیا مجکو

عیش و عشرت کی ہوس نیست ہین کیا کیا نہوئی — نفسِ امارہ نے کیا کیا نہ ستایا مجکو

حسنِ نیرنگ نے رنگ جو لایا بجدا — قدرتِ حق کا تماشا نظر آیا مجکو

شام سے تا بہ سحر منتظرِ یار رہا — رات بھر طالعِ خفتہ نے جگایا مجکو

نہ کوئی میری طبیعت سے خبردار ہوا — نہ کسی نے کبھی اس بزم مین پایا مجکو

نام کے بدلے مجھے عشق نے بدنام کیا — عوض آبِ بقا زہر پلایا مجکو

اوڑگئی نیند نہ پھر تا بہ سحر آنکہ لگی — اپنا افسانۂ غم جسنے سنایا مجکو

بیقراری نے شبِ ہجر دلِ مضطر کی — گاہ بٹھلایا مجھے گاہ اُٹھایا مجکو

روح کو میری ملا جسم گلی وائے نصیب — خاک مین صانع قدرت نے ملایا مجھکو

جستجو نے تری اے شعلۂ حسن خوبی — دربدر صورت خورشید پھرایا مجھکو

دیکھکر یار زمانے کے چلن کو ٹولا
منتقی سا نہ کوئی پھر نظر آیا مجھکو

عشق بتان سے حضرت دل ناصبور ہو — معلوم یہ ہوا کہ بڑے بے شعور ہو

جبدم بہار گل کا جہان مین ظہور ہو — ٹوٹے وہ ہاتھ جوکہ گریبان سے دور ہو

عاشق نہ ہو جسے بت ہرجائی کے کبھی — کریئے نہ ایسی بات کہ جسمین فتور ہو

سایہ فگن ہو سر پہ ہمارے وہ آفتاب — جسوقت اس جہان مین شور نشور ہو

آہ شرر فشان کو نہ پوچھے مرے کبھی — شاخ چنار اسمین ہو یا نخل طور ہو

غیرون کے ہاتھ سے وہ جسین جام می پیئے — کیونکر کہون کہ حور سے ایسا قصور ہو

کیون بار عشق یار اٹھاتے ہو تم دلا — شیشے کیطرح ایسا نہ ہو چور چور ہو

جسوقت یار سے مین ہوا طالب وفا — ہنسکر کہا کہ تم بھی بڑے بے شعور ہو

شرم و حیا کجا و کجا عشق و عاشقی — عاشق وہ ہے جو فہم و فراست سے دور ہو

ہون رند مجھکو ناسخ منسوخ ایک ہے — قرآن کا حکم ہو وے کہ حکم زبور ہو

اظہار عشق کرتے ہو قاتل سے کیون دلا — رستم ہو اپنے وقت کے واللہ سور ہو

اسکے لیے ہے عشرت بزم وصال یار — اے دل مئے شباب کا جسکو سرور ہو

ہے منتقی دعا مری خالق سے پیش حشر
ہو پاس یار جام شراب طہور ہو

دنیا مین بھی چور بناتا ہے عسس کو — اللہ کرے قطع کہین دست ہوس کو

دل دیتا ہون مین قامت دلدار کو اپنا — لٹکاتا ہون نہین نخل محبت مین قفس کو

جیسا کہ یہ دل دام محبت مین پھنسا ہے — کم دیکھتا ہون مرغ گرفتار قفس کو

نکلے ہین خط و خال لب یار کے نزدیک — اللہ نے دیا شہد و شکر مور و مگس کو

دوڑاتی ہے یہ روح مری جسم کو ہر سو — اسوار اوڑاتا ہے زمانے مین فرس کو

زخمِ دلِ شیدا ہوا اچھا نہ مسیحا
خیاط ازل سے نہ سکا چاک قفس کو

رہتے تھے ہم آغوش جوانی مین تو نسے
اس پیری کے آتے ہی ترسنے لگے مس کو

کب پیچ سے اس رشتۂ الفت کے چھٹونگا
توڑونگا نہ جب تک کہ مین اس تارِ نفس کو

بیماری الفت سے جو مین بچگیا ناصح
ٹلجاؤنگا اگلی کہین دو چار برس کو

دامن کا نشان ہو نہ گریبان کا پتا ہو
اے دستِ جنون مانتا ہون مین ترے بس کو

صیاد جو دیکھے مجھے الفت کی نظر سے
گلزار سے بہتر کہین سمجھون مین قفس کو

اے دل کبھی کھلنے کا نہین رازِ محبت
اس وحشت مین دوڑا نہ طبیعت کے فرس کو

دل دیتا ہے اُس طفلِ پریزاد کو ناداں
کیون منتہی شعلے سے بھڑکاتا ہے خس کو

برق کا رتبہ ملا ہے مستِ چشمِ یار کو
دی ہے شمشیرِ برہنہ مردمِ میخوار کو

یادِ دندان مین رلا اشکِ روان نے زار کو
میری ہی آنکھون نے گرایا ثابت و سیار کو

تا صبا اپنا سمندِ عمر کھنچتا ہے یہی
طے کرونگا ایکدم مین منزلِ دشوار کو

یہ مسلسل اشک گر پیدا کرے حسنِ قبول
اپنی آنکھون پر سے وارون موتیون کے ہار کو

اشکِ پرتاثیر کو کیونکر نہ رکھون مین عزیز
دوست تر رکھتا ہے انسان طفلِ برخوردار کو

حلقۂ طاعت کا اُس محبوب کے دیوانہ ہون
سبحہ کو مانے کوئی پوجے کوئی زنار کو

پھاڑ ہی ڈالونگا مین اکدن نقابِ روئے یار
پھینکدونگا کھود کر گلزار کی دیوار کو

تار باندھا ہے مرے اشکِ روان نے جھکڑی
پانی پانی کر دیا ہے ابرِ دریا بار کو

سیلِ دریائے محبت ہے مرے طبعِ روان
موجِ بحرِ حسن لکھون یار کی رفتار کو

مرگِ عاشق سے نہایت شاد ہوتا ہے وہ شوخ
دل لگا کر خوب سنتا ہے وہ اس اخبار کو

سوزشِ فرقت سے تسکین دلکو دیتا ہون مدام
یون بغل مین پالتا ہون مرغِ آتشخوار کو

دل مین جا دیتے ہو عشقِ گیسوئے برہم کو
منتہی کیون پالتے ہو آستین مار کو

نام چاہت کا وہ لے جو کوئی سودائی ہو
عشق بازی وہ کرے جسکی قضا آئی ہو

جنس دل مانگتے ہو ہم سے بغیر از وصلت — مفت تب دین جو کہین ملنے بڑی پائی ہو
صاف بن صورت آئینہ عزیز دل ہو — یار خود دیکھین نظر آئے جو بینائی ہو
ناصحو فائدہ تمکو میرے سمجھانے سے — عاشقی تب کیجئے اگر دعوہ دانائی ہو

گاہ بیگاہ فغان کرتے ہو کہتا ہو وہ شوخ
منتھی ایسا نہ ہو وسے مری رسوائی ہو

نگہ یار کا اس دل مین اثر ہو کہ نہ ہو — تیر کا تودہ خاکی مین گذر ہو کہ نہ ہو
شیخ جی بزم مین رندون کو برا کہتے ہو — یہ تو فرمائے اس بات مین شر ہو کہ نہ ہو
مبتلا اسکے ہین پر بوئے وفا آتی نہ آئی — پرورش نخل کی کرتے ہین ثمر ہو کہ نہ ہو
پر لگا دیگا مرا شوق دلی او ناصح — اوڑ کے جاؤن گا مین دیوار سے در ہو کہ نہ ہو
آہ دل داغ جگر ہو کہ نہ ہو عاشق ہین — ہم سپاہی تو ہین شمشیر و سپر ہو کہ نہ ہو
ہے فروغ رخ روشن سے مرا دل روشن — اسسے کچھہ کام نہین داغ جگر ہو کہ نہ ہو
مزرعہ نظم سخن سلک جواہر ہے ہر اک — اس زمانی مین کوئی اہل نظر ہو کہ نہ ہو
فتنہ کی جا ہی ضرورت ہی بتون کے دلمین — جگر سنگ مین فرماؤ شرر ہو کہ نہ ہو
آہ سے عاشق جانباہ کی اشتباہ نہین — شیخ جی آپکا شملہ دم خر ہو کہ نہ ہو
رات دن نالہ جانکاہ کیا کرتا ہون — بیخبر دل کو ترے یار خبر ہو کہ نہ ہو
اہل دنیا پئے دنیا نے دنی جاہو نہ جاہے — تو رم کا جنگل ویران مین گذر ہو کہ نہ ہو
رکھتا ہون کوچہ قاتل مین قدم بڑھ بڑھ کر — اسکے پرواہ نہین کچھہ دوش پہ سر ہو کہ نہ ہو
جانتے ہون جگر و دل نہ اگر رتبہ عشق — تن خاکی کو تری بار دو خر ہو کہ نہ ہو
شعر مین دست حنائی کی صفت لکھتا ہون — فکر رنگین سے مرا خون جگر ہو کہ نہ ہو
راہ باریک ہے اسدرجہ ترے کوچے کی — آدمی کیا ہے ہوا کا بھی گذر ہو کہ نہ ہو

منتھی یار کے بیمار کا یہ عالم ہے
شب گویا نہ کٹے اور سحر ہو کہ نہ ہو

آہ کی طاقت دکھاؤن آسمان پیر کو — آزماؤن ایکدن اپنے ہوائی تیر کو

دشمنِ عاشق بنایا اُس بُتِ بے پیر کو — آفرین صد آفرین ہے صانعِ تقدیر کو
پیار کرتا ہون مین دل سے اُس بتِ بے پیر کو — توڑتا ہون سنگِ خارا سے مگر تقدیر کو
رام نفرون سے کیا اُس کا فریبِ پیر کو — آفرین صد آفرین کہنا مرے تقریر کو
رو رہے دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام — کون سمجھے گا ہمارے خواب کی تعبیر کو
نامۂ اعمال دکھلائے گا ہر اک حشر مین — مین دکھاؤنگا تمھارے چاند سے تصویر کو
صانعِ قدرت کی قدرت کا تماشا دیکھئے — مرتبے کیا کیا دئے ہین اس گلی تصویر کو
زخم کا تیغِ زبان کے بس ہے مشکل اندمال — چاہئے قبضے مین رکھنا اس گلی شمشیر کو
بچ نہین سکتا نگاہِ یار کا مارا ہوا — روکتا ہے کون دنیا مین قضا کے تیر کو
خاکسار رہیے در جانان کے ہو نہین سرفراز — کون پہنچے گا زمانے مین مری توقیر کو
خلد سے مجکو نکلوا کر کیا خانہ خراب — حضرتِ آدم نے چھنوایا مری جاگیر کو
پھلے کیا کیا کی لگاوٹ پھانسنے کو دل مرا — کیسی کیسی سحر سازی کی مری تسخیر کو

منتھی انسانِ بے جوہر کو کیا پوچھے کوئی
کیا کرے لیکر کوئی بے باڑھ کی شمشیر کو

ہستی کے حوادث نے دئے رنج جو ہمکو — بھولے سے بھی بھولے نہ کبھی ملکِ عدم کو
دل دوڑ رہا ہے کمرِ یار کی جانب — خیمہ مرا نکلا ہے مین جاتا ہون عدم کو
جب عارضی اسبابِ تعلق نظر آیا — مُنھ پھیر کے دیکھا نہ کبھی جاہ و حشم کو
رندونکو نظر آئے رُخِ پیرِ خرابات — ارباب ہم دیکھیں اصحابِ کرم کو
تا عالمِ نیرنگ کا نقشہ نظر آئے — ساقی تو مئے ناب سے بھر ساغرِ جم کو
کیا وامق و منصور ہوئے ملکے سرافراز — مین ڈھونڈتا ہی رہ گیا اصحابِ کرم کو
دھو جائیگا یہ دفترِ اعمال ہمارا — دکھلا دینگے محشر مین اگر دیدۂ نم کو
دنیا کے عوض دین کو دین شاہ زمانہ — زلفِ شبِ دیجور کرین زلفِ علم کو
دنیا کی ہوس کرتی ہے مضطر مجھے ورنہ — سچ جانتا ہون یار ترے قول و قسم کو
ہات آیا ہے جب سے مرے ملکِ قناعت — مستغنی ہون وہ داغ سمجھتا ہون درم کو

کونین کے احوال سے آگاہ ہے بندہ — مین خوب سمجھتا ہون حدوث اور قدم کو
جبدن سے ہوا صبر و توکل کا سہارا — کشکول گدا جانتا ہون ساغر جم کو
منھ پھیرا نہ تا زیست کبھی عشق بتان سے
مین جانتا ہون منتہی پیارے تیرے دم کو

قلقل مینا ہو بزم یار ہو — زمزمہ بلبل کا ہو گلزار ہو
باغ ہو وسے مجھ اک میخوار ہو — دور ساغر ہو بغل مین یار ہو
قوم کا اشراف یا عطار ہو — ہے بڑا اشراف گر زردار ہو
پھر رہے پردہ دوئی کا کیا بھلا — گرمئ وحدت سے تو سرشار ہو
دیکھین کس سے لگ چلے زنار چین — دیکھئے کس کے گلے کا ہار ہو
چٹ کیا فرہاد کو منصور کو — حضرت عشق ایک آدم خوار ہو
تنگ چشمی یار کی دیکھو اگر — شیخ جی جینا تمھین دشوار ہو
جوہر ہمت دکھانا اسگھڑی — یار جب کھینچے ہوئے تلوار ہو
مرد مفلس عشق بازی جب کرے — بیٹھے بٹھلائے ذلیل و خوار ہو
اسکے لچھن ہین خرابی کے ولا — جسکو اس دنیا مین ننگ و عار ہو
مرتے پھرتے ہو حسینون پر عبث — حضرت دل کیا ہے خوش کردار ہو
عشقبازون مین اسے کوئی فراغ — جسکے دلبر زخم دامن دار ہو
پھاڑ کر جیب و گریبان آجکل
منتہی بیٹھے ہوئے بیکار ہو

پھونک دی گر آتش گل خانۂ صیاد کو — سیر گلشن ہو مبارک بلبل ناشاد کو
کس نے آرائش سکھائے اس ستم ایجاد کو — دہر سے نیست نہ جا یا ظلم کی بنیاد کو
صاف آئینہ بنا خنجر نہ تیغین بن سکین — صانع قدرت نے کیا جوہر دئے فولاد کو
کون مجبور ازل کو شاد وصلت سے کرے — روشنی دی کون نا بینائے مادر زاد کو

پر غلط ہین شاہ اہل کار ہین غافل تمام
کون بیکس کی زمانی مین سُنے فریاد کو

خوب دیکھی کارسازی تیری ای نیرنگ ساز
خوب دیکھا ہمنے تیرے عالم ایجاد کو

نفس امارہ کو اپنے قتل کرتا چین ہو
بیٹھہ راحت سے جہان مین مار کر جلاد کو

پہلوئے خسرو مین شیرین کو نہایت چین ہے
ہو مبارک مژدۂ خواب عدم فرہاد کو

خسرو گل آئے ہین باد بہاری پر سوار
نغمہ زن ہے باغ مین بلبل مبارکباد کو

ہو گئی پنہان بہار حسن اُس مغرور کی
کر دیا نظروں سے غائب گلشن شداد کو

ہمت عالی خدا نے مجکو بخشی ہے کمال
اسلئے تکلیف مین دیتا نہین اُستاد کو

کیا چمن مین پھر ہوا باد بہاری کا گذر
ڈھونڈتے ہین باربیر یو اسطے فصاد کو

نغمۂ بلبل اگر سننا ہے تجکو باغبان
چھوڑ اچھا نے ندینا باغ مین صیاد کو

نخل بند باغ عالم صانع روز ازل
آفرین صد آفرین کہئے تیرے اُستاد کو

جام مے ہو یار ہو پہلو مین فرش خاک ہو
اور پھر کیا چاہئے اس منتہی آزاد کو

از مانا ہے مجھے کار ستم ایجاد کو
دیکھنا ہے چلکے اکدن جوہر فولاد کو

صید وہ ہون صیدگاہ عالم ایجاد مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہر دم آپ مین صیاد کو

بے اُٹھائے رنج کب ہوتا ہے کوئی سرفراز
دی شہادت جان شیرین کے عیوض فرہاد کو

زیب قد دیکھے جو گیسو اُس بت پر پیچ کا
بار ہو وے اپنا طرہ قامت شمشاد کو

کارزار جنگ حسن و عشق یہان درپیش ہے
ہمت عالی پہنچ جلدی مری امداد کو

داغ آتش خوردہ دل مین ہی میری عشق کا
صورت خاشاک پھونکے کوزہ حداد کو

پختہ مغزان جنون کے خون لینے کی ہے فکر
فصد کی حاجت ہوسے ہے اندنون فصاد کو

قتل کرکے عاشق دیوانۂ بیجرم کو
کر دیا آزاد تونے بندۂ آزاد کو

سبزۂ خط دیکھین گر نیرنگ حسن یار کا
چشمۂ ارژنگ بھولے مانے و بہزاد کو

دو رہے گردون کا مین دل سے ہوا جو صرصر
پھینک دونگا کھود کر مین ظلم کی بنیاد کو

عشق نے کیسا کیا قارون کو پیوند زمین
دیکھنے ہرگز ندی سیر ارم شداد کو

فصل گل آئی ہو گلشن مین لئے جام شراب — ڈھونڈھتے ہین رند می آشام سب زہاد کو
رند می آشام کو ناحق یہ کہتا ہے برا — اندنون مستی چڑھی ہے کسقدر زہاد کو
اوڑ گئے مرغ چمن سب گل کنارا کر گئے — جان کے لالے پڑے ہے اندنون صیاد کو
دل نہین قابو مین اُس سفاک کا ہمنے کیا — سر کیا ہے آج ہمنے قلعۂ فولاد کو

کس لئے کرئے توکل سے اٹھاتا ہی قدم
منشی کیون بھولتا ہے تو خدا کی یاد کو

زہرا پانی جگر لہو ہو — رستم گر اپنے رو برو ہو
پوری مری دل کی آرزو ہو — اِس منزلِ دل مین یار تو ہو
گریان وہ مثال آبجو ہو — جس دل کو نہ تیری جستجو ہو
سمجھائے غرورِ حسن تیرا — آئینہ کبھی جو رو برو ہو
موسم مین گل کی آرزو ہو — ہم رند ہون بیعتِ سبو ہو
کیون مرغِ سحر کو ٹولا — ہو کند چھری ترا گلو ہو
نالہ کرون گر مین کھولکر دل — گلزار برنگِ دشت ہُو ہو
بھر کر دیا جام می چمن مین — ساقی دنیا ہوا اور تو ہو
دشمن ہے یارِ ناموافق — کیا ہی حسین خوبرو ہو
دے پیرِ مغان جو می کا ساغر — رندون مین ہمارے آبرو ہو
مانند مہر و مہ شب و روز — دلکو میرے تیری جستجو ہو
ہم نرگسی چشم کے ہون بیمار — دشمن کیا ہی زرد رو ہو
تو شاہ ہے مین گدا ہون پیارے — کیونکر مرے ترے گفتگو ہو
صد چاک ہے اپنا جامۂ تن — کس جا بخیہ کہان رفو ہو
بد کہتا ہے میکشون کو اے شیخ — برباد نہ تیری آبرو ہو
تجھکو پری سے ہے زیادہ — معشوق ہے وہ جو جنگجو ہو
گر دستِ حنائی اسکے دیکھے — حسرت سے دل عدو لہو ہو

اے منتہی ابر ہو چمن ہو
معشوق ہو اور آبجو ہو

بھین گے لعلِ بدخشان نہ تری لعلونکو
پھر وہ سمجھو نہین جائین گے نرگالونکو

رو نہ نا خوب نہین جانکے پامالونکو
لوگ اچھا نہین کہتے ہین بُری چالونکو

صدمۂ درد جدا اسنے جو کچھ ہین وقف
گوشِ دل سے وہی سنتے ہین مری نالونکو

کرم و جود سے جو دل کے ہے مملو منعم
گر دکر دیکا وہ دنیا کے ہر مسالونکو

کوچۂ قاتلِ عالم سے صدا آتی ہے
گورکن تھک گئے فرصت نہین غسالونکو

عشق کا بار نہ بندے سے کبھی اُٹھے گا
کام یہ دیجیے بیگار کے حمالونکو

بس ہے آج مری آہ کا تیر بیداد
فلک اللہ بچالیوے تری ڈھالونکو

بار گیسو نہین رخ پر ترے لہراتے ہین
باغ مین پھرتے ہین صیاد لئے جالونکو

عشق ان گیسوؤن کا رکھتا ہے دلمین بسحق
آئینہ مین تو عبث پالتا ہے کالونکو

واعظو تمنے نہین ملتا نہین ہے کبھی
جانتا مین نہین ان پیچ کے دلالونکو

جگر و دل کو مرے کس نے ہلا مایا رب
کس نے بیچین کیا گو دیون کے پالونکو

جو کہ خود رفتہ ہی عشق سے رہتے ہین مدام
رند کہتے ہین دلا ایسے ہی متوالونکو

سنبلہ گردشِ گردون مین ہے تا بہ ابد
دیکھ لے اسکے اگر سر کے کھلے بالونکو

رشک سے ہوئین ستارے صفت چشم نجل
دیکھ لیوین رخِ محبوب کے گر خالونکو

بار گیسو نہ ہٹا تو رخِ زیبا سے کبھی
نہ اٹھا یار مرے گنج کے رکھوالونکو

پھر عبث ور بچے دنیا سے دنی ہوتا ہے
منتہی مان کہا چھوڑ دے ان چالونکو

ہائے ہوز

عشقِ انسان ہے یا بلا ہے یہ
مین سمجھتا نہین کہ کیا ہے یہ

قتلِ عشاق پر نہ باندھو کمر
کام اچھا نہین برا ہے یہ

مری آہ و فغان کو سنکے کہا
درد فرقت کا مبتلا ہے یہ

نیک و بد جو کہ آپ کہتے ہین
نہین بیجا بہت بجا ہے یہ

اپنا گر وہوس سے پاک ہے دل — آئینہ سے سوا صفا ہے یہ
آدمی زاد وہ ہے جو وارفتہ — بخدا قید سے رہا ہے یہ
گردش دہر درپے دانا — صفت سنگ آسیا ہے یہ
بے خطا اس جہان سے اوٹھو — اپنے اللہ سے دعا ہے یہ
تیز خنجر اوٹھا کے کہتے ہین — منتہی تیری انتہا ہے یہ

ولہ

دل نہین قابل جفا ہے یہ — طفل ہے یار بے خطا ہے یہ
خون بہا کر وہ میرا کہتے ہین — عشق بازونکا خون بہا ہے یہ
ہاتھہ مین لیکے دیکھہ تو دل کو — آئینہ سے کہین صفا ہے یہ
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — کس کی اوتری ہوئی قبا ہے یہ
میرے رونے پہ غیر ہنستے ہین — طرفہ یارو ماجرا ہے یہ
آب شمشیر کل دکھاکے کہا — مرض عشق کی دوا ہے یہ
قیصر روم کا نہ پوچھو حال — یار کے در کا اک گدا ہے یہ
عشق بازی کو میری سنکے کہا — زیست سے اپنی کیون خفا ہے یہ
قتل عشاق بے گناہ نہ کر — دیکھہ ظالم بہت برا ہے یہ
نالۂ دل مین گو نہین آواز — یاد رکھہ تیر بے صدا ہے یہ
کر بھلا ہوئیگا بھلا تیرا — ہم فقیرون کی اک صدا ہے یہ
آمد و شد کے دم کو کیا کہیئے — کس کی باندھی ہوئی ہوا ہے یہ
گل تر مردہ دیکھکر بولا — کسی بلبل کا دل جلا ہے یہ
دل جو بھرتا ہے میرا ٹھنڈی سانس — چمن عشق کی صبا ہے یہ
نالۂ دل کو میرے کم نہ سمجھہ — اے صنم غیب کی صدا ہے یہ
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے — مرض عشق کے شفا ہے یہ
اشتیاق صنم مین تڑپانا — عشق کا خاص مدعا ہے یہ

جب سے بنت العنب سے صحبت ہے / رند کہتے ہین پارسا ہے یہ
مبتلا جان کر مجھے اپنا / بولا ہان قابلِ جفا ہے یہ
ٹھنڈی آہین مری نہین تو کہا / دیکھ لو دامنِ صبا ہے یہ
جسکو کہتے ہین دردِ فرقتِ یار / میرا مدت کا آشنا ہے یہ
راز چھپتے نہین مرے دل مین / صورتِ آئینہ صفا ہے یہ
بحرِ ہستی مین شکلِ موج و حباب / آدمی زاد کی بقا ہے یہ
نمکین حسن زخمِ دل پہ مرے / ہے نمک پاش کیا مزا ہے یہ
منتہی دختِ رز پہ مرتا ہے / بزمِ رندان مین پارسا ہے یہ

سودا ہے زلفِ یار کا یون اپنے سر کے ساتھ / داغِ جگر ہے جیسے ازل سے قمر کے ساتھ
پنہان ہوا نظر سے وہ نورِ فجر کے ساتھ / اندھیر چھا گیا یہان نورِ سحر کے ساتھ
حرص و ہوا جو منزلِ دل مین مقیم ہے / سو آفتین لگے ہوئے ہین ایک سر کے ساتھ
جائیگا صبحدم مرے پہلو سے ماہ وش / میرا چراغِ زیست بجھیگا سحر کے ساتھ
ہمسائہ یار ہوتا ہے ہمسائیگا ضرور / رہتی دلگی میری دلکی جگر کے ساتھ
ہوش و حواس اوڑتے ہین پیری کے ہاتھ سے / افسوس چھوٹتے ہین مرے عمر بھر کے ساتھ
موئے سفید دیکھتے ہی دم نکل گیا / کیسے اوڑے حواس مرے اس خبر کے ساتھ
وہ بات کیجئے جو پذیرا ہو یار کو / وہ آہ کھینچئے کہ جو نکلے اثر کے ساتھ
کہتا ہے شوقِ دل مرا مجسے یہ بار بار / خط کے عوض تو آپ ہی چل نامہ بر کے ساتھ
ہر داغِ عشق یون دلِ جانباز کو عزیز / تیغ و سپر ہو جیسے سپاہی کے سر کے ساتھ
پہنکے نہ میگسار کبھی پاس شیخ کے / اہلِ ہنر رہے نہ کبھی بے ہنر کے ساتھ

ولہ

دیکھ کر رکھا جو مجکو اوسنے منھ پر آئینہ / ہو گیا حق مین مرے سدِ سکندر آئینہ
میرے کہنے سے ہوا کب مجسے دلبر آئینہ / ہوئیگا اصلاح سے کس طرح پتھر آئینہ

ایک بوسہ جو دیا تھا عارضِ گلرنگ کا　　دیکھتا ہے منھ کو سو سو بار لیکر آئینہ
پھڑپھڑاتا لوٹتا دم توڑتا بے اختیار　　حال میرا اسپہ کرتا یون کبوتر آئینہ
سادہ لوحی اسکی کچھ دلکو پسند آتی نہین　　ہر کس و ناکس کے منھ چڑھتا ہی دیکھ آئینہ
روبرو ہوتی ہے میرے ڈال لے منھ پر نقاب　　سخت حیران ہون چھپا کیون منھ دکھا کر آئینہ
ہو عزیز دل صفا سے ظاہر و باطن دلا　　ورنہ وہ قیمت کہان جب ہو مکدر آئینہ
عکس افگن جب ہوا اسمین رخ رنگین یار　　ہو گیا بیساختہ پھولون کی چادر آئینہ
ہو گئے اکبار خود سر دیکھکر عالم حسین　　کیا غضب ڈھایا بنا کر اوسکندر آئینہ
جلوۂ حسن صنم آتا نہین دل مین مرے　　میرے گھر سے رہتا ہے باہر ہی باہر آئینہ
کھو دیا اسکا فروغ حسن خط و خال نے　　روشنی جاتی رہی لایا جو جوہر آئینہ
مانع نظارہ ہوتا ہی یہ اکثر سنگدل　　توڑ ہی ڈالون گا مین اکدن منگا کر آئینہ
دل لگا کر بے مروت یار سے خجلت ہوئی　　کیا ہی پچتا تا ہون اس بدخو کو دیکر آئینہ
شگفتہ شاید ہوا ہے شوخ اپنے حسن کا　　ہاتھ سے چھٹتا نہین اس مہ کے دم بھر آئینہ
کو نسے دل مین نہین جلوہ تمھارے حسن کا　　ایک جا رہتا نہین رہتا ہی گھر گھر آئینہ

غرض حاجت کی نہین کچھ اُس ہی ہرگز منتھی
حال دل روشن ہی میرا یار پر ہر آئینہ

کہتا ہی میرے پیام وصل پر جانانہ یہ　　فصد لو اسکی ہوا ہی آجکل دیوانہ یہ
ہمسون ہی دل ہی شیدا نور حسن یار کا　　مدتون سے ہی چراغ طور کا پروانہ یہ
حسن کی دولت ملی تجکو مجھے فرد عمل　　وہ تری جاگیر ہے پیارے مرا پروانہ یہ
اُنکو بخشش کا بھروسہ اِنکو طاعت کا گھمنڈ　　عادتِ زاہد وہ ہے خصلتِ رندانہ یہ
ساقی بدمست کی اُلفت کو دل بھی چاہیئے　　وہ مئے پر شور اسکے واسطے پیمانہ یہ
خالِ روے یار کی دل مین جگہ ہو و نے ضرور　　ناصحا اس کشت کی خاطر ہی زیبا دانہ یہ
بود و باش آدم خاکی بیان مین کیا کرون　　ہی مگر باغ جہان مین سبزہ بیگانہ یہ
دور دورِ جام مینا کب سو ہی اس دہر مین　　مدتون سے ساقیا آباد ہے میخانہ یہ

عاشقِ مفلس کے گھر آتا ہے یارِ سیمبر — قدرت اللہ ایسا گنج وہ ویرانہ یہہ

اس مسیحا کے رخِ روشن کا دل شیدا ہوا — بنگیا آخر چراغِ طور کا پروانہ یہہ

لے دل صد چاک کو میری جو ہووی کچھہ شعور — ایسی زلفون کے لئے زیبا ہو بیار ہو شانہ یہہ

مین کہان سیح ہو کہان ملکِ دکن کی سیر — کہینچکر لایا ہے اس بستی مین آب و دانہ یہہ

ہو گیا زاہد فروغِ اہلِ دنیا کا مرید — بنگیا آخر چراغِ غول کا پروانہ یہہ

تیغِ الفت سے نہ منہہ کو موڑنا او منتقی

کہتے ہین ہم سے ہمارو ہمتِ مردانہ یہہ

گر زیست مین تقدیر نہ دکھلائے مدینہ — یہہ روح پکاریگی مری ہائے مدینہ

ہی ساغرِ جم لالۂ حمرائے مدینہ — سروِ چمنِ خلد ہے مینائے مدینہ

ہو جائیگا اکر وز ہی شمعِ ہدایت — جس دل مین ہے داغِ سرِ سودائے مدینہ

یارب مری مٹی کہین لگ جائے ٹھکانے — ہو جاؤن مین خاکِ رہِ صحرائے مدینہ

بو پائیگا وہ سنبلِ فردوسِ برین کی — سونگھے کوئی زلفِ شبِ یلدائے مدینہ

ولہ

یاد ہے روزِ ازل اُسنے کہا کیا کیا کچھہ — بر خلاف اُسکے یہان تونے کیا کیا کیا کچھہ

حور دی خلد دیا قصر دیا رہنے کو — مجھہ گنہگار کو خالق نے دیا کیا کیا کچھہ

سالہا سال بہارِ چمنِ عالم نے — رنگ دکھلائے ہین ہمکو بخدا کیا کیا کچھہ

گہ خزان آئی گلستان مین کبھی بادِ بہار — سامنے آنکھون کے نبدے کے ہوا کیا کیا کچھہ

تہمتِ جرم و خطا حرص و ہوا غفلتِ دل — ہمنے بازار سے ہستی کے لیا کیا کیا کچھہ

آسمان مہر فلک روئے زمین عرشِ برین — پیشتر اُس سے خدا نے ہوا کیا کیا کچھہ

بابِ فردوس حور درِ روضۂ رضوان ذاتا — بندہ ان آنکھون کے ہوتے ہی کھلا کیا کیا کچھہ

نزع کے وقت مین پوچھون گا کسی منعم سے — ساتھہ کیا اپنے لیا اور رہا کیا کیا کچھہ

وقتِ دل جانے کے ہرگز نہ خبردار کیا — اب سمجھاتی ہی مجھے فکرِ رسا کیا کیا کچھہ

شدتِ رنج و الم صدمۂ دل سوزِ جگر — فرقتِ یار مین مجھپر نہ ہوا کیا کیا کچھہ

دیر کو پوجا حرم کو کئے گاہے سجدے — کر لیا زیست مین بیجا و بجا کیا کیا کچھ

جو تلافی نہ ہو محشر مین عجب ہو اسکا — غور مین معقول کہ یہان ہمنے کیا کیا کچھ

گوش پر جام کے منھ رات کو رکھکر اپنا — کس کو معلوم ہے شیشے نے کہا کیا کیا کچھ

داغِ دل خونِ جگر آتش غم دردِ فراق — ہمکو بھی عشق کی دولت سے ملا کیا کیا کچھ

منتقی زورِ بدن قوت دل جالا کی
اک آنے سے ضعیفی کے گیا کیا کیا کچھ

نالہ جب بے درد ہو وقت سحر کیا فائدہ — کھینچنا فرقت مین آہ بے اثر کیا فائدہ

جب بہارِ گلشنِ عالم مین ہووی تازگی — مرغِ دل پھاندے اگر بے بال پر کیا فائدہ

سایۂ زلف پر پرورش تھے ہین باطن مین و وزر — ظاہرا ہین لوگ دیوانے اگر کیا فائدہ

میری گردش کے تقابل کس طرح ہون افلاک — روز و شب پھرتے ہین یہ شمس و قمر کیا فائدہ

جان جائے عشق جانان مین تو کچھ نقصان نہین — شوق دنیا مین اگر تڑپے جگر کیا فائدہ

عشق جسکے ساتھ ہو ہو موت اسکو خوب ہے — نیک جب صحبت نہو کرنا سفر کیا فائدہ

بزم عالم مین بہت ہوشیار رہنا ہیکشو — بادۂ غفلت سے رہنا بے خبر کیا فائدہ

دل لگا اہل وفا سے تا کبھی نقصان نہو
بیوفا کی دوستی سے ای بشر کیا فائدہ

ردیف یائے

ہمتِ عشاق دکھاوے تو شجاعت اپنی — کبھی قاصر نہین ہونیکی یہ ہمت اپنی

یار سمجھو سے تھے جیسے ہو گیا عیار افسوس — اسمین دم مارنیکی جا نہین قسمت اپنی

سامنا رہتا ہے ہر وقت شبِ فرقت کا — شکل دکھلاتی ہے ہر روز قیامت اپنی

دل و جان دینکو تیار ہین ہوجاتا ہو — اک زمانے سے نرالے ہے سخاوت اپنی

عشق بازی کی بڑی قدر حسینونکو نہین — مفت برباد ہوئی جاتی ہے دولت اپنی

خار صحرا کے دکھاتی ہے کہ گلشن کی بہار — دیکھئے لیکے کدھر جاتی ہے وحشت اپنی

صحبتِ غیر کا اقرار کرے وہ کیونکر — کوئی انسان بھی بیان کرتا ہے ذلت اپنی

چاہ گر تجکو صنم زیست سے بیزار ہوئی — ہو گئی دشمن جان اپنی مروت اپنی
جسکو جی چاہا اُسے چاہا دیا دل اپنا — اسمین کیا خوف کسیکا یہ عنایت اپنی
اے بت اللہ سے فریاد کرینگے اکدن — دور پہنچی گی مری جان شکایت اپنی
بہکا ہی جاتا ہے دل فصل بہار آئی ہے — نکلی ہی جاتی ہے ہاتو سے طبیعت اپنی
نالہ تا زیست فلک سیر رہیگا اپنا — منھ نہ پستی کا کبھی دیکھی گی ہمت اپنی
خط کے آنے پہ سنو گے مرا حرف مطلب — آپ کھل جائیگی صاحب پہ حقیقت اپنی
ان حسینون کی محبت کا نہ باور کرنا — ہے ہر اک پیر و جوان کو یہ نصیحت اپنی

کس کو منظور مداوای تب ہجر نہین
منتہی کون نہین چاہتا صحت اپنی

عاشق کی باتون کو صاحب فقرا سمجھے یا دم سمجھے — پہلو مین بٹھا کر غیرون کو مانند نفس ہمدم سمجھے
صادق کو تم فاسق سمجھو اکثر کو صاحب پیچ سمجھو — دریا کو تم قطرہ سمجھے قطرے کو مثل یم سمجھے
گردش مین جو گردون دیکھا جاتا عاشق ہے اُس مہ کا — خورشید کو داغ دل اسکا زہرا کو چشم نم سمجھے
جسدم کہ مسلخ کو دیکھا جاتا ہے گذرگاہ عاشق — جس جا پہ نقش حب پایا اُس یار کا نقش قدم سمجھے
عکس نیرنگی حسن صنم اسمین جو پڑا منعم ہم — اس ظرف گلی دلکو اپنے مانند جام جم سمجھے
ہم سے عاشق مفلس کی بستی مین جا سو غیر کو دی — محرم کو نا محرم سمجھے نا محرم کو محرم سمجھے
لاشے کو مری اُٹھنے نہ دیا تا صبح اسکا یہ باعث تھا — اُنکو جو گمان بد آیا یہ بھی میرا اک دم سمجھے
دریائے راز محبت کو سیلاب صفت ہر در کا کیا — جو خالق مالک ہے میرا تجھسے او چشم نم سمجھے
آئینہ دل کو صاف کیا مدت مین ہم نے دقت سے — صورت تیری او ماہ لقا ہم مثل نظر ہر دم سمجھے
جو راز محبت عاشق نے معشوق سے تنہائی مین کہا — وہ ہی سمجھے وہ ہی بوجھے کب تم سمجھے کب ہم سمجھے
گر دور دیا میکا ساقی چلو مین میرے محفل مین — شائق تھے ہم اُسکے ایسے زخم دل کا مرہم سمجھے
پابند ہون نہ فرقت کا محروم ہون وصلت کی شب کا — غم دوست ہون روز مولد کا کوئی نہ مجھے بیغم سمجھے
اے منتہی نام وصلت سے تیور انکے کیسے بگڑے — وہ عین خوشی کی باتو سے بیزار ہوئے کیا غم سمجھے

عیسیٰ وقت سے لڑائی ہے — اے اجل کیا تری بن آئی ہے
سرمۂ چشم نے تیرے پیارے — کیا مجھے دور کی سجھائی ہے
مہ جو پھرتا ہے دربدر شب کو — چرخ کا کاسۂ گدائی ہے
شاہ مانگے خراج پر جاتے — یہ بھی اک طور کی گدائی ہے
جسکو کہتے ہین یار تیغ فراق — ہم سے مدت سے آشنائی ہے
چشم باطن سے دیکھہ او نادان — اسکی ہر رنگ مین سمائی ہے
اسکی تیغ نگاہ ہے ترچھی — کسی عاشق کی موت آئی ہے
بھیجتا ہون اُسے پیام وصال — یہ بھی اک قسمت آزمائی ہے
چھپکے آئیگا یار پردہ نشین — منزلِ دل مین گر صفائی ہے
ہنسے عاشق سے پردۂ عصمت — طرفہ صاحب کی پارسائی ہے
آتش گل سے بار ہا ہم نے — بطِ مے بھون بھون کھائی ہے
قفس تن شا یا پیری نے — روح کو مژدۂ رہائی ہے
یار آتا ہے یار آتا ہے — کس نے جھوٹی خبر اوڑائی ہے
ان بتون نے کھو لگا حشر کے دن — بے اجل مارا ہے دوہائی ہے
سوتے ہین زیر خاک شاہ و گدا — بوریا ہے نہ چارپائی ہے
تھکے سو رہے ہین رہروان عدم — کیسی غفلت کی نیند آئی ہے
تنگ دل کیون نہ ہون مین اہل سخن — قید بلبل کی خوش نوائی ہے
دیکھکر اُسکو آپ مین رہنا — یہ بھی اک عالم جدائی ہے

منتہی جاتے ہوے دنیا سے
دل مین صاحب کے کیا سمائی ہے

جوانی کی حالت گذر جائیگی — چڑھی ہے جو سر پر اُتر جائیگی
جدہر کو مری چشم تر جائیگی — اودھر کام دریا کا کر جائیگی
زمانے کی ایذا کا شکوہ نکر — گذرتے گذرتے گذر جائیگی

کھلیگا تجھے عشق بازی کا حال — یہ حرص و ہوا جبکہ مرجائیگی
مرے جسمِ خاکی سے ہوکے جدا — یہ روحِ روان پھر کدھر جائیگی
مرے نغمون سے عندلیبِ چمن — کہان اوڑکے تو مشتِ پر جائیگی
توجہ تری او بتِ بیوفا — مرا کام آخر کو کر جائیگی
بہارِ چمن جبکہ ہوگی خزان — مری وحشتِ دل کدھر جائیگی
اگر جذبۂ دل پہ قابو رہا — شبِ وصل کی پھر ٹھہر جائیگی
کھنچی ہے جو تیغِ محبت دلا — یہی ایکدن تیرے سر جائیگی
چڑھی ہوگی تجھے گھڑے کی جیسے — اترتے اترتے اتر جائیگی
قمارِ محبت مین گر آہ کی — یہ جیتی ہوئی بازی ہر جائیگی

مری مرگ ایسی ہے اے نخشی
کہ جسکی عدم تک خبر جائیگی

عالمِ ہستی کا یارب کچھ عجب انداز ہے — یہ نہین معلوم تیرا راز ہے یا ناز ہے
کھائے جاتا ہے اسے ہر وقت عشقِ جانگدا — مرغِ دل پہلو مین ہے یا طعمۂ شہباز ہے
دار فانی مین ہوا کہکے حق وہ خونشار — عشقبازون مین مگر منصور بھی ممتاز ہے
راستی پر اہلِ دنیا کی نجا ہرگز دلا — زور کا تبلا ہے یہ عالم سراپا آز ہے
ہر کہین عاشق کہین معشوق اکجا رندِ پاک — نازکا تیری ہر اکجا پر نیا انداز ہے
مہر و مہ گل تکیہ ہین جس بارِ عالی جاہ کو — چرخِ اطلس بھی اسیکا فرشِ پا انداز ہے
گاہ باتین رنج کی کرتا ہو گاہی عیش کی — یہ نہین معلوم مجکو سوز ہے یا ساز ہے
غوطے دیتا رہتا ہی وہم و گمان کے روز و شب — نفسِ امارہ مرے پہلو مین اک غماز ہے
بچ نہین سکتا ہی دل تیرِ نگہ سے ناصحو — دیدۂ جانان ہی یا کوئی قدر انداز ہے
سیرِ گل ہووے مبارک باغبان انکو مدام — جسکو گلزارِ جہان مین طاقتِ پرواز ہے
ڈالتا ہے دل مین اُنکے وسوسے کیا غیرِ بد — خانۂ اللہ مین شیطان خلل انداز ہے
آہ نے مجکو کرا دل سے اسی مخوف کے — فردِ قسمت کی مگر اپنے قلم انداز ہے

عجز میرا جبکہ قاصد سے سنا اُسنے کہا
اُسکے باتون پر نجانا منتہی دغاباز ہے

دل تو طرفِ دیر و حرم کیون نگران ہے
معلوم نہین یہ وہ گرفتار کہان ہے

بندانِ قدح خوار کی گویا رگِ جان ہے
موجِ مئے گلرنگ جو شیشہ کی زبان ہے

منصور سے صادق کو سرِ دار پہ رکھا
نافہم نہ سمجھے کہ یہ عاشق کا نشان ہے

ایدل نہ ذرا عشرتِ دنیا پہ خوشی ہو
بیسود وہ ہنسے جسمین کہ آخر کو زیان ہے

تم ڈھونڈتی پھرتے ہو جسے شیخ و برہمن
پہلو مین مرے روزِ ازل سے وہ نہان ہے

مین وصف کرون کیا تری ابرو و مژہ کا
بے پر کا ہے وہ تیر یہ بے چلہ کمان ہے

دیتا ہے مجھے حکم جو تو ضبطِ فغان کا
ظالم مرے قابو مین دلِ زار کہان ہے

دیکھونگا حسینون کو کرونگا صفت انکی
آنکھون مین بصارت سر ہی قابو مین زبان ہے

میخانہ تو ہے رندِ خرابات کا مسکن
جنت جسے کہتے ہین وہ عاشق کا مکان ہے

وان صدمۂ محشر ہے یہان ہجر کا کھٹکا
راحت ترے بندونکو یہان ہے نہ وہان ہے

ابتک وہی سودا ہے سرِ زلفِ بتان کا
ہون پیرِ نود سالہ مگر طبع جوان ہے

اے بادِ صبا کہیو یہ مرغانِ چمن سے
گلشن مین بڑی اپنی بھی بلبل کی زبان ہے

اے منتہی پھر تجکو سرافراز کرے کون
ہو وے جو سخن سنج وہ سردار کہان ہے

ولہ

یون دل نثارِ روئے بتِ شوخ و شنگ ہے
قربان جیسے شمع کے اوپر پتنگ ہے

زیبائشِ جہان سے مجھے ایسا ننگ ہے
تربت پہ گل نہین مری چھاتی پہ سنگ ہے

مسکن جنونِ عشق کا صحرا ازل سے ہے
اس دشتِ ہولناک کا بندہ پلنگ ہے

دریائے فنِ عشق کا غواص ہون بڑا
اُس بحرِ بیکران کا یہ عاصی نہنگ ہے

کرکے خضاب پیتا ہے جامِ شرابِ سرخ
اے شیخ بیحیا تری ڈاڑھی پہ رنگ ہے

باتون مین کس طرح سے حسین جیتے ہین دل
حیران ہون کمالِ پری عقل دنگ ہے

دل مین ہے مین نے ہزار ارزو کو قتل
کہتے ہین مجکو یار بڑا خانہ جنگ ہے

چینِ جبین نہین ہے بتِ بحرِ حسن کی
مین جانتا ہون موجۂ دریائے گنگ ہے

کیا حال اپنے اس دل پرداغ کا کہون — چیتا نہ شیر ہے نہ یہ ظالم پلنگ ہے
سردی سے چاندنی کی طپش روز حشر کی — بلی یار یہ پلنگ مثال پلنگ ہے
رہتی ہے دیکھہ بحال جو ہر مست ناتو — باقی مئے شباب کی ابتک اُمنگ ہے

منشی نہیں ہے خواہش دل اُسکی منتہی
یہ غش بھیجا ترے انہونے تنگ ہے

پھر کہین دل یہ گرفتار ہوا چاہتا ہے — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
پھر جنون دلکا طلبگار ہوا چاہتا ہے — کیا یہ سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے
دل خوشی رہتا ہے پہلو مین طبیعت ہے شاد — یار کیا کوئی وفادار ہوا چاہتا ہے
آئینہ رویونکی رہتی ہے تلاش اس دل کو — کس کا یہ طالب دیدار ہوا چاہتا ہے
آئینہ دیکھتا ہے یار منگا کر ہر دم — حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
خط سبز آتا ہے رخ پر ترے او مائہ ناز — آئینہ مائل زنگار ہوا چاہتا ہے
کتنے یوسف ہین یہان کتنے زلیخا کردار — لکھنؤ مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے

منشی منہ وہ لگاوی بہت ہرجائیکو
زیست سے اپنی جو بیزار ہوا چاہتا ہے

کیون ہے فروغ رخ تری بالون کے سامنے — جلتا نہین چراغ تو کالون کے سامنے
بے رنگ رنگ گل کا ہے گالون کے سامنے — بیدرنگ لعل ہے ترے لعلونکے سامنے
غوغائے حشر ہو مری آہ وفغان سے بند — خاموش صور ہو مرے نالونکے سامنے
جاتے ہو تم عبث پے اغیار شاہ حسن — ہوتے نہین شریف رزالونکے سامنے
ہمکو بلائے ہجر لگا کر چلے گئے — کہتو صبا یہ گیسوؤن والونکے سامنے
کرتا تو اُسکے گیسوئے پر پیچ سے حذر — جاتا نہ مرغ دل کبھی جالون کے سامنے
چشم صنم کی دید نے گم ہوش کردئے — بھولا ہون چوکڑی مین غزالونکے سامنے
پردہ نشین یار کا احوال کیا کہون — رہتا ہے اپنے چاہنے والونکے سامنے
دیکھو بتان ہند پہ شیدا ہے دل مرا — مسجد بنی ہے خوب شوالونکے سامنے

کتنے ہین جسکو اختیار رہ تھی
یہ ٹھیرتے نہین مرے جہالونکے سنے

کس روز ترے یاد مین نالہ نہین کرتے
کب گنبدِ گردون تہ و بالا نہین کرتے

کس وقت ترے ہجر مین رویا نہین کرتے
کب دیدۂ تر صورتِ دریا نہین کرتے

بیمارِ محبت کا مداوا نہین کرتے
ہم جاؤ تمھین اپنا مسیحا نہین کرتے

دل پاک رہے یار کدورت سے جہان کی
یہ آئینہ وہ ہے جسے میلا نہین کرتے

دل دیکے حسینونکو غم و رنج اٹھانا
یہ کام تو نادان کا ہے دانا نہین کرتے

ویرانۂ دل دیکھتے گر حضرتِ مجنون
بھولے سے بھی منھہ جانبِ صحرا نہین کرتے

ہو ضبط فغان مملکتِ عشق کے اندر
اس بات کا عاشق تو اعادا نہین کرتے

اس عشق کی آتش مین جو ہین عاشق جانباز
پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے

دل لیکے سرِ زلف کا بوسہ نہین دیتے
اس مشک کا ہم سے کبھی سودا نہین کرتے

تھوڑی سی جگہہ ہو جو مرے دل مین تمھاری
کونین کی پھر ہم کبھی پروا نہین کرتے

قائل ہین دل سبھی ترے عزّ و جلال کے
شیشے بھرے ہوئے ہین مئے پرتگال کے

کیا کیا مزے اٹھائے ہین رنج و ملال کے
پہلو مین دل سا دشمن جان پال پال کے

دربان ہو سدِ راہ درِ خوش جمال کے
کچھ بند ہی نہین مرے مرغِ خیال کے

صاحب نہ عذر کیجئے میرے ملال کے
چھینٹے نہ دیجئے عرقِ انفعال کے

پھنستا ہے انکے ایک اشارہ مین مرغِ دل
حلقے نہین ہین چشم کے پھندے ہین جال کے

غنچے نہین گلاب کے گلشن مین باغبان
یہ قمقمے بھرے ہین کسنے گلال کے

اک شعبدہ ہے بزمِ جہان یار ساقیا
ساغر شرابِ سرخ کے شعلے ہین زال کے

شہرہ ہے جب سے دہر مین ابروئے یار کا
نقشے بدل گئے ہین فلک پر ہلال کے

گلہای باغِ دہر مین بوئے وفا نہین
پتلے یہ خاک کے ہین یہ گل ہین سفال کے

شیشہ ہے نازکی مین صفائے مین آئینہ — رکھے گا کون دلکو ہماری سنبھال کے

کعبہ و دیر ایک سمجھتے ہین رندِ پاک — پابند یہ نہین ہین حرام و حلال کے

قائل ہین جسکے شیخ و برہمن ہین معتقد — ہم شیفتہ ہین اُس صنمِ بے مثال کے

دنیائے دون پرست کے درپے نہ ہو دلا — مارے ہوئے جوان ہین اسی پیر زال کے

دربان تو سدِّ راہ نہ ہو کوئے یار کا — کر نید راستے مرے پیکِ خیال کے

آیا پیام وصل یکایک جو یار کا — معلوم یہ ہوا کہ گئے دن زوال کے

دکھلائی تیغ و خنجر کین ذکر وصل پر — کیا دیدئے جواب ہمارے سوال کے

قعر جہان سے بچ کے چلون کیون نہ منتہی
گرتا نہین کنوئین مین کوئی دیکھ بھال کے

گھبرا کے روح ہجر مین تن سے جدا ہوئی — قیدِ قفس سے بلبل شیدا رہا ہوئی

دیوانہ کر گئی جب ادہر کی ہوا ہوئی — ہمکو نسیم کاکلِ پیچان بلا ہوئی

دیوانگان عشقکو دست جنون مین بھی — ہر شاخ بید سایۂ بالِ ہما ہوئی

وہ ولولہ کہان وہ جوانی کدھر گئی — وہ کیا ہوا مزاج طبیعت وہ کیا ہوئی

آوارہ گان دشت کی مٹی خراب ہے — پھینکی گئی ادہر کو جدھر کی ہوا ہوئی

کثرت نے وصلِ یار کی دیوانہ کر دیا — اتنا مرض بڑھا مرا جتنی دوا ہوئی

ایذا و دکھ فراق کی کس سے گلا کیا — راضی رہا اسی پہ تری جو رضا ہوئی

فکرِ بلندِ عشق نے گم ہوش کر دئے — سودا ہوا مجھے جو طبیعت رسا ہوئی

باقی نہین ہے جیب و گریبان مین ایکتار — دستِ جنونِ عشق تری انتہا ہوئی

فرہاد بے ستونکے فسانے سے یہ کھلا — ڈہایا پہاڑ جسکی تری دل مین جا ہوئی

راحت مین رنج رنج مین راحت ہوئی ہمین — جب دل خوشی ہوا تو طبیعت خفا ہوئی

مدت کے بعد آئے گلستان مین منتہی
پوچھے کوئی کدہر تھے کدھر کی ہوا ہوئی

منتظر روح گنہگار کی ہے — دھوم جب سے تری تلوار کی ہے

وہ جو صورت تری رفتار کی ہے — چال ظالم وہی رفتار کی ہے
یہ کھینچ لائے اُسے جب دم چاہی — یہ کشش اپنے دلِ زار کی ہے
تیغ پر ہاتھ دھرا جب پوچھا — کچھ دوا بھی ترے بیمار کی ہے
زاہدا عاشقِ مفلس کو فقط — آرزو دولتِ دیدار کی ہے
قفسِ تن میں پھڑکتا ہے دل — یہ روش مرغِ گرفتار کی ہے
دہنِ زخم پہ اپنے قاتل — صاف پھبتی لبِ سوفار کی ہے
شاخِ سنبل جسے کہتے ہیں یار — زلف وہ اپنی شبِ تار کی ہے
سخت جاں ہنستے ہیں منہ پر قاتل — بھاڑ کیسی تری تلوار کی ہے
دیکھکر ہوتے ہیں چپ چپ ہم — اب یہ حالت ترے بیمار کی ہے
حلقہ گیسوئے پُرخم میں ترے — سا رہی صورت دہنِ مار کی ہے
شربتِ وصل طلب کرتا ہے — کیسی عادت ترے بیمار کی ہے
رونقِ کوچۂ دلبر کے حضور — دھوم کیا مصر کے بازار کی ہے
کثرتِ دولتِ دنیا منعم — پوچھ گویا کہ خس و خار کی ہے
بوسہ لب نہیں دیتے ہیں ہم — بات یہ بھی کوئی تکرار کی ہے
خوبیِ زلف و رخِ یار نہ پوچھ — آبرو کافر و دیندار کی ہے

منتقمی ہے جو تڑپتی رگِ جاں
فرقت اک صاحبِ زنار کی ہے

کہوں کیا تم سے حالِ جسمِ خاکی — مرے نظروں میں گٹھری ہے ہوا کی
وفا دن پر مری تونے جفا کی — بُتِ کافر تجھے رحمت خدا کی
بنا کے چرخِ ہفتم پر بنا کی — تمہارے دل میں پیارے کچھ نہ جا کی
اگر خالِ سیہ بس کی گرہ ہے — تمہاری زلف بھی ہے کس بلا کی
نہیں قابو میں اپنا دل کسی کے — یہ کشتی ہے مگر بے ناخدا کی
ارم سے کھینچ لائی سوئے دنیا — مری تقدیر نے مجھ سے دغا کی

بوقتِ نزع تو بالین پہ آیا — مریضِ عشق کی اچھی دوا کی
وصال و ہجر کا شکوہ نہ کر دل — مین راضی ہون جو مرضی ہو خدا کی
کوئی بھی آپ کی نظرون مین ٹھرا — کسینے بھی تمھارے دلمین جا کی
نہ دونگا بھول کر پھر دل کسی کو — قسم کھاتا ہون اوس کافر ادا کی
جو سایہ بید کا دیکھا زمین پر — سیہ کملی مین سمجھا پارسا کی
نہ لایا جذبۂ دل اوس پری کو — اوڑ ہی تاثیر کیا میری دعا کی

دیا نقدِ دل و دین بیوفا کو
ہمارے مخفی نے انتہا کی

صرصرِ گیسو ہلا رہی ہے — سر پر کالی کھلا رہی ہے
فرقت مین خون رلا رہی ہے — تقدیر یہ رنگ لا رہی ہے
داغونسے دل جلا رہی ہے — الفت سکے بٹھا رہی ہے
دامن مین ترے بوئے کاکل — کیون مجکو صبا اوڑا رہی ہے
حال تپ ہجر کچھ نہ پوچھو — دل کھا چکی جان کھا رہی ہے
جھیلی ہوئی ہے جفا طبیعت — برسون ہی مبتلا رہی ہے
کسرا محل نہ طاقِ جم ہے — ایدل کس کی صدا رہی ہے
مرتا ہے دل بتون کے اوپر — تقدیر پچھاڑ ڈھا رہی ہے
طفلی و جوانی خوب گذری — دو دن اچھی نبھا رہی ہے
اوڑتی ہے خاک اوس جگہ پر — برسون جس جا فزا رہی ہے
یہ نبتِ عنب بہارِ گل مین — یارون کی بھی آشنا رہی ہے
لاتی نہین بوئے یار نکہت — اس دل کی لگی بجھا رہی ہے
ہم بھی تھے کبھی جوان رعنا — اپنی بھی کبھی ہوا رہی ہے
کھلتا نہین حال گل کا بلبل — شبنم پانی چوآ رہی ہے
یہ فصل بہار بے خودی کا — رستہ ہمکو بتا رہی ہے

گلشن مین عروس گل کے اوپر — شبنم موتی لٹا رہی ہے
پھولے نہین گل چمن کے اندر — وحشت آنکھین دکھا رہی ہے

فقرے سے لے آئے اس صنم کو
کیون منتقی بات کیا رہی ہے

فغان و آہ سے ہر دم پکار رکھتا ہے — غضب مین جان دل بیقرار رکھتا ہے
گل چمن نہ ذرہ سا ہوار رکھتا ہے — بھرا بھرا جو بدن میرا یار رکھتا ہے
لطیف روح کے مانند جسم ہے کس کا — پیادہ کون وقار سوار رکھتا ہے
جدا جدا ہے حسینان دہر کا انداز — ہر ایک طرح کی ہر گل بہار رکھتا ہے
فریب حسن سے اللہ آدمی کو بچالے — چلے یہ پیچ تو رستم کو مار رکھتا ہے
کمال عشق کو پاتا ہون خاکساری مین — طرف نشیب کے دریا گذار رکھتا ہے
بہار آئی ہے بنت العنب پہ جوبن ہے — گرہ مین دام کوئی بادہ خوار رکھتا ہے
سنا ہے جب سے کہ ہین دفن اسمین عاشق زار — قدم زمین پہ نہین وہ نگار رکھتا ہے

ہر ایک شیشۂ ساعت فلک کو کہتا ہے
کہ منتقی سے سراسر غبار رکھتا ہے

چھوٹا ہون جب سے مہر و محبت کے دام سے — پھیلا کے پاؤن سوتا ہون ہر روز و شام سے
آئی ہے فصل گل کی بڑی دھوم دھام سے — صیاد ہوشیار خبردار دام سے
ہو جاتی ہے ہوا قفس تن سے چھٹ کے روح — کیا صید بھاگتا ہے رہا ہو کے دام سے

ولہ

ہمیشہ سیر گل و لالہ زار باقی ہے — اگر بغل مین دل داغدار باقی ہے
طفیل روح مرا جسم زار باقی ہے — ہوا کے دم سے یہ مشت غبار باقی ہے
بغیر روح روان جسم زار باقی ہے — نکل گئی ہے سواری غبار باقی ہے
بہار مین تجھے نالے سناؤن گا بلبل — اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے
کہونگا یار سے اک روز ہاتھ پھیلا کے — مجھے بھی حسرت بوس و کنار باقی ہے

جہان کو چشمِ حقیقت سے دیکھ او غافل — کھلی ہے آنکھ ابھی اختیار باقی ہے
امید ہے ہمین فردا ہو یا پسِ فردا — ضرور ہوئی گی صحبت وہ یار باقی ہے

ولہ

قصدِ کعبہ کا خیالِ خام ہے — کچھ نہین وہان بجز خدا کا نام ہے
خاک مین ملنا ہمارا کام ہے — خاکسارون کا اسی مین نام ہے
عاشقی جسکا جہان مین نام ہے — زاہدا وہ موت کا پیغام ہے
گل کھلے ہر سو لبالب جام ہے — دور دورِ رندِ مے آشام ہے
پیشتر بڑھتا رہے پائے طلب — منزلِ مقصود زیرِ گام ہے
یہ کہا سنکر پیامِ وصل کو — کام سنئے اسکے ہمین کیا کام ہے
رات گو دورِ قمر مین زاہدا — صبحِ کاذب کس طرح بدنام ہے
روئے گلگون زیرِ زلفِ عنبرین — میری نظرون مین ادھر کی شام ہے
راستی چاہیے جو زلفِ یار سے — اسکو سودا ہے خیال خام ہے
تارکِ دنیا ہے جب سے متقی — مثلِ بیوہ مادرِ ایام ہے

دل مین بھری ہوئی ہے ہوس عز و جاہ کی — گٹھری دبی ہوئی ہے بغل مین گناہ کی
شاید کہ دل مین دردِ محبت نے راہ کی — کانون مین آ رہی ہے صدا آہ آہ کی
دل ہے نہین مرا تپِ دوری پھنک رہا — جلتا ہے مہر داغ ہے چھاتی پہ ماہ کی
خود رحم کیجئے دلِ امیدوار پر — آپ ہی نکالئے کوئی صورت نباہ کی
نفسِ حریص کو ہے توکل کی کرے فکر — اُٹھئے قسم کہ گھات مین ہے چور شاہ کی
دنیا مین بے کرم کو کوئی پوچھتا نہین — مٹی خراب رہتی ہے بے آب چاہ کی
نقشِ سجودِ حق ہے جبینِ نیاز پر — سرخط پہ اپنے مہر ہے عادل گواہ کی
مدت سے میکدے پہ نکلتا ہے دم مرا — صوفی مجھے قسم ہے تری خانقاہ کی
کھل جائینگے تمام ترے پیچ زلف کے — معلوم ہوگا دل سے اگر ہمنے آہ کی

اکسیر ہے نصیحت پیران پارسا
ہے منتظمی مفید ہوا صبحگاہ کی

کون اہل الفت زلف دوتا پیدا کرے | کون اپنے واسطے کالی بلا پیدا کرے
دولت دنیا نہ یہان تاج ولوا پیدا کرے | آدمی دل مین ہر اک کے اپنے جا پیدا کرے
تیز عقل عشق ہو ایسی دوا پیدا کرے | جس سے سوجھے دور کی وہ توتیا پیدا کرے
اپنی آہ سرد سے شہرہ ہو حسن یار کا | بوئے گل کو دامن باد صبا پیدا کرے
دیکھکر مجکو تڑپتے یار سے کہتے ہین یار | آدمی کو چاہئے خوف خدا پیدا کرے
نور کا بکا نکالا جنے مشت خاک سے | بیضہ عصفور سے چاہئے ہما پیدا کرے
سنکے احوال محبت کو مرے بولا وہ شوخ | ضبط کی اپنے کہو اس سے دوا پیدا کرے
دم بھرین پیر مغان کا شیخ و زاہد انفلک | فصل گل آئی کوئی اس سے ہوا پیدا کرے
مجسا عاشق آپ سا معشوق تب ہووے نصیب | جب خدا اک دوسرا ارض و سما پیدا کرے
جان لے یا صبر دے دلکو خدائے دوجہان | یا کوئی محبوب تجسا دوسرا پیدا کرے
آہ و نالہ صورت تاثیر گر سے جسکگھری | حال عاشق مرتبہ معشوق کا پیدا کرے
شاہ تجھکو ہو مبارک عدل و داد و تخت و تاج | در دگر دل مین تری عجز گدا پیدا کرے

جنگ ہنقا دو دولت سیر کرے اکبات مین
منتظمی جو تیغ تسلیم و رضا پیدا کرے

دل مین البشر کے جوہر ذاتی اگر رہے | وہ آئینہ ہو جس سے کہ اہل نظر رہے
یون انتظار یار مین ہم عمر بھر رہے | جیسے نظر غریب کی اللہ پہ رہے
و تحفہ حیات و موت کا مد نظر رہے | شکل حباب بحر جو باندھے کمر رہے
گاہی اودہر کو گاہ ادہر سے ادہر رہے | ہم خاکسار صورت گرد سفر رہے
اہل ہوس تجھے ہوس سیم و زر رہے | جبتک جہان مین ذرۂ شمس و قمر رہے
اے دل اثر ضرور ہے نالون کیواسطے | یہ وہ جگہ نہین کہ جہان بے ہنر رہے
ایکبار باوفا کی رہی عمر بھر تلاش | برسون جہان مین طالب خیر البشر رہے

لبریز دل رہے مئے حُبِّ حبیب سے
شاید کبھی ضرور ہو یہ جام بھر رہے

خنجر بکف ہین اسکے خریدار سیکڑون
بالائے دوش اپنا سلامت تو سر رہے

جب بڑھ چلی یہ گیسوئے پرپیچ دوش سے
کیونکر کہون کہ آپ کی نازک کمر رہے

ثابت ہوا یہ شہر خموشان کی دید سے
آئے تھے دور دور سے تھک تھک کے مر رہے

صیاد دیکھ لونگا تری دام داریان
بچکر بہار تک جو مرے بال و پر رہے

ہو اسطرح سے خانہ دل مین مقام روح
جیسے کسی جگہ پہ مسافر ٹھہر رہے

جیسا پہ ہوئے یار وہین ہو بہار گل
جیسا ڈھلے شراب وہان ابر تر رہے

جسوقت بزم مین رخ انور ہو بے نقاب
سکتے مین شکل آئینہ پھرون قمر رہے

بیمار و تندرست کا بنتا نہین ہے ساتھ
ہاتونسے دلکے دیکھئے کیونکر جگر رہے

کیا کہئیے بے ثباتی عالم کو ناصحو
کیسے امید و بیم مین ہم عمر بھر رہے

مفلس کے ہم چراغ تھے عہد شباب مین
پیری مین زندہ صورت شمع سحر رہے

موئے سفید و ضعف بدن کو نہ پوچھئے
یہ وہ خبر ہے جسنے کہ ہم بے خبر رہے

باغ جہان مین سایۂ شمشاد کیطرح
اس منتھی کا پاؤن پہ اُس تک سر رہے

آپ آئے تھے یہان جفا کیلئے
جائیے بھی کہین خدا کے لیئے

دل دیا تھا تمھین جفا کے لیئے
ہوش مین آئیے خدا کے لیئے

تیرے بازار حسن مین گردون
ہم بھی آئے ہین اک قبا کیلئے

پاؤن ہین کوچہ توکل مین
ہاتھ اُٹھتے نہین دعا کے لیئے

آ کبھی تو مرے قفس کیطرف
اے نسیم چمن خدا کے لئے

ہے تہ خاک فرش خاک لگا
شاہ کے واسطے گدا کے لیئے

دم پھڑکتا ہے طوف کعبہ پر
دل تڑپتا ہے کربلا کے لیئے

سر اُٹھائے ہین خار دشت جنون
منتھی سے برہنہ پا کے لیئے

جسے ذوقِ بادہ پرستی نہین ہے
مرے سامنے اسکی ہستی نہین ہے

جو تکلیف مین مے پرستی نہین ہے
دلا پھر تری فاقہ مستی نہین ہے

طبیعت وہ کیا جو رہے امتحان مین
وہ کیا تیغ ہے جو کہ کستی نہین ہے

کہا مول ہو اک بوسہ جنسِ دل کا
وہ بولے کچھ ایسی تو سستی نہین ہے

پہنچتے ہین نالے مرے آسمان تک
بلندی ہے ہمت کو پستی نہین ہے

جوانانِ گلشن کی کثرت تو دیکھو
کوئی ایسی گلزار بستی نہین ہے

ستم ہے ستم ابرِ شمشیرِ قاتل
یہ بدلی بجز خون برستی نہین ہے

مژہ کو تری یا جنبش سے خم ہے
وگرنہ چھری کوئی کستی نہین ہے

توکل پہ ہے منتہی جب سے تکیہ
کسی حال مین تنگدستی نہین ہے

جان دی ان پہ مر مٹے بسکے
ہین حسین لوگ آشنا کس کے

انکو سکھلائی ہمنے آرائش
روح پھونکی ہے شخصِ بیحس کے

نالے پہنچے غریب کے تا عرش
بچ گئے ڈنکے مردِ مفلس کے

رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے
مار ڈالا اگر ذرا کھسکے

بزم مین جا ملی رقیبون کو
کانٹے بوئے ہین باغ مین کس کے

کیا بتائین کہ کس کے عاشق ہین
وہ نظر آئے تو کہین اسکے

نالہ کر کر کے دل ہوا خاموش
رہ گیا ہے یہ پھوڑا رس رس کے

کوئی کعبے گیا حرم کو کوئی
بندے درگاہ اپنے گھر کس کے

گیسوئے یار اگر ہے دامِ بلا
خالِ مشکین بھی گانٹھین ہین بس کے

چھوڑا پیرہن روح نے تنِ زار
جامہ اوترا بدن سے کس پس کے

دیدۂ سرمہ سا کی الفت مین
منتہی خاک ہو گئے پس کے

صبحدم اٹھکر ترا پہلو سے جانا یاد ہے
لوٹنا دل کا جگر کا پھڑپھڑانا یاد ہے

یار تھا پہلو مین شیشی کی پری تھی سامنے — کیون دل نالان تجھے وہ بھی زمانہ یاد ہے
سنکے احوالِ محبت کو مرا بولا وہ شوخ — جان دینیکا تجھے اچھا بہانہ یاد ہے
ٹوٹ تھا دل قامتِ دلدار پہ مدت ہوئی — نخل طوبی پر تھا اپنا آشیانہ یاد ہے
کون دیکھی خندہ کی طرف اے عندلیب — ایک مدت سے کسیکا مسکرانہ یاد ہے
کیا دیکھاتا ہے فلک ابر سیہ مین روی ماہ — ہمکو بالون مین کسیکا منھ چھپانا یاد ہے
ہو مقابل نالۂ دردِ دلِ عشاق کے — باغبان بلبل کو ایسا بھی ترانا یاد ہے

ہجر کی شب نیند آئے عاشق بیمار کو
منتھی تجھکو کوئی ایسا فسانہ یاد ہے

شاکر ہون اُسپہ جو کہ قلیل و کثیر ہے — اسکا گواہ خالق رب جلیل ہے
مشہور دہر مین جو بہت رو دنیل ہے — شاید کسی کریم کی چشم بخیل ہے
چشمِ مروت آبرو کھونیکو کم نہین — حرمت ڈبونیکو بہت آنکھون کی سیل ہے
رہتا ہے ساتھ پردون کے اندر وہ اکثر — ثابت ہوا کہ یار نہایت جمیل ہے
پوچھے جو حالِ زار کو میرے وہ قاصد — کہیو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہے
دلکو نہ توڑیو کہ یہ منزل ہے عشق کی — کعبہ خدا کا گھر ہے بنائے خلیل ہے
چشم پر آبِ عاشقِ خانہ بدوش کے — گویا کہ ناصحو کسی صحرا مین جھیل ہے

ولہ

تم بھی کبھی ہم پہ مہربان تھے — ہم بھی کبھی او جوان جوان تھے
بر مین جو مرے وہ جانِ جان تھے — چکر مین یہ ہفت آسمان تھے
اس ہستی بے بقا سے پہلے — معلوم نہین کہ ہم کہان تھے
پھولے نفس گل چمن کے اندر — وہ راز عیان ہین جو نہان تھے
رہ رہ گئے ہم لپٹ لپٹ کر — شاید پس گردِ کاروان تھے
کس بزم مین تھے ہمارے مسکن — کس باغ مین اپنے آشیان تھے
وصلت مین روبرو وے دلبر — گویا کہ ہم گنگ کی زبان تھے

کام آیا نہ وقت کام ایدل — کیا کیا تجھپر ہمین گمان سے تھے
پیری مین جو دل دیا تو بولے — ابتک کہو ملتے کہان سے تھے

ولہ

ہم ہین جور و ستم یار اٹھانیوالے — ہم ہین تلوار پہ تلوار کے کھانیوالے
حرم و دیر کے جو لوگ ہین جانیوالے — بھولے سے بھی وہ نہین راہ پہ آنیوالے
بے مٹے ہم نہین در سے ترے جانیوالے — نقش پا ہم ہین اٹھائین تو اٹھانیوالے
گوش پہ جام کے منھہ رکھکے صراحی نے کہا — جھک بھی جاتے ہین بہت سر کے اٹھانیوالے
بدگمان یار نے میّت پہ مرے ہنسکے کہا — یہ نہا دھو کے کدھر آج ہین جانیوالے
مرگئے ہم جو بیان کرتے ہی افسانۂ غم — بولے کیون جب ہوئے باتونکے بنانیوالے
صفحۂ عالم ہستی سے نشان ہما عاشق — صورتِ حرفِ غلط ہین وہ مٹانیوالے
نزع کے وقت کہا اسنے مری بالین پر — روٹھے جاتے ہین مرے آج منانیوالے
ہم سرِ بزم ابھی لاکھہ کی منھہ پر کہدین — شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
اپنے بھی آہِ شرربار سے ڈرتے ہینا — بل کی لینا تو نہ زلفون کے بنانے والے
اسکو بھڑکاتے ہین دشمن مرے رلوانیکو — پانی کو دوڑتے ہین اگ لگانے والے
ایک دل کیلئے عاشق کو کرین قتل حسین — اینٹ کیواسطے مسجد کو ہین ڈھانیوالے
خاک ہو جاتے ہین چلکر کبھی سرمہ بیکر — دشمنون و دوست کی نظرونمین سمانیوالے
ارنی خود کہین گر ہو کشش اسدل مین مری — لنترانی کی وہ آواز سنانیوالے
بے خطر راہ عدم ہے مجھے معلوم ہوا — بند آنکھونکو کئے جاتے ہین جانے والے
لے گئے ایک بھی تنکا یہ بجز تار کفن — تھے جو دنیا مین بڑے چھاؤنی چھانیوالے
گفتگو کرتے ہین اغیار سبب وصلت کی — غول ٹھہرے ہین مری راہ بتانیوالے
پان برکھیلتے ہین دیکھنے والے اسکے — دل لڑا دیتے ہین آنکھونکے لڑانیوالے
ہم بھی لکھہ سکتے ہین آغازِ خطِ یار کا وصف — ہم بھی ہین سبزۂ خفتہ کے جگانیوالے
آئینہ لاکے دکھاتے ہین نکھرتے ہین وہ جب — دور کی اُنکو سجھاتے ہین سجھانے والے

[illegible] سے آنکھیں نہ وہ رخ بے نقاب ۔ مانے دیوار چمن کو نہیں ڈھانے والے

منتظمی ہون وہ گران جہان کے اندر
ہمیشہ جا بیٹھن نہ جنازیکے اٹھانیوالے

[illegible] آنکھوں مین کیفیت وصلت کیسی ۔ یاد آتی ہے مجھے زیست کی لذت کیسی
غم ہجر مین ہر کاہ اٹھا لیتا ہون ۔ آپ کے آنے سے آجاتی ہے طاقت کیسی
ہر کھا جائیگا اکروز گلا کاٹو نگا ۔ پڑ گئی ہے مری پیچھے شب فرقت کیسی
سب دیکھا ہو کوئی یار حسین ملتا ہے ۔ جان تک ہمتو حوالے کرین دولت کیسی

شیفتہ اپنا مجھے خوب سا کرکے بولے
منتظمی اب تری رہتی ہے طبیعت کیسی

بلند دل سے اگر تیغ آہ کی ہوگی ۔ ہزار ٹکڑے سپر مہر و ماہ کی ہوگی
طلب دلا جو یہان عز و جاہ کی ہوگی ۔ بغل مین حشر کو گٹھری گناہ کی ہوگی
فلک پہ چھڑ ہو گئے ہوئی برق دہر مین شور ۔ کسی نے ہائے کسی وقت آہ کی ہوگی
صنم نے حشر پہ رکھا ہے وعدہ دیدار ۔ کوئی توبات ابھی اشتباہ کی ہوگی
مزے اوڑائے ہین جس نے سپید و سیاہ کی ہوگی ۔ خبر اسیکو سفید و سیاہ کی ہوگی
شہید ناز ہون اسکے خبر ہی عالم کو ۔ کسی کے خون کو حاجت گواہ کی ہوگی
مین خاکسار ہون بس ہے لباس عریانی ۔ سر غرور کو حاجت کلاہ کی ہوگی
بہت جہان مین مشہور ہے شب دیجور ۔ کنیز وہ مری روز سیاہ کی ہوگی
بہت جہان مین دست جنون کا ہی شہرہ ۔ خبر اوڑی یہ مری دستگاہ کی ہوگی
بنے گا لوح جبین پر ہمارے نقش سجود ۔ سند پہ مہر اک عادل گواہ کی ہوگی
کبھی تو دولت وصلت سے ہونگے مالا مال ۔ کوئی تو نخل ہمارے نباہ کی ہوگی
خیال اس صف مژگان کا دل مین آئیگا ۔ ہماری ملک مین بھرتی سپاہ کی ہوگی
طریق شیخ و برہمن پہ دوڑتے ہین لوگ ۔ کوئی تو بات دلا انکے راہ کی ہوگی
کسی کو لیکے گریگی تری صف مژگان ۔ کسی کڑی پہ چڑھائی سپاہ کی ہوگی

جہان میں قیصر و فغفور بنکے بیٹھے ہیں — کسی نے لطف و کرم کی نگاہ کی ہوگی
ملی جو آنکھہ بھی پیدا ہوئے ترے مژگان — بنا کچھہ ایسی ہے مردم گیاہ کی ہوگی
پھنکے کا صور نہین روزِ حشر اے پیارے — بلند آہ ترے داد خواہ کی ہوگی
جزا کے روز سرِ پر غرور کے بدلے — ضرور دوش پہ گٹھری گناہ کی ہوگی
ادب سے کہتے ہین جسکو جہان مین کعبۂ دل — وہ بارگاہ کسی بادشاہ کی ہوگی

سنا جو ہوگا گیا منتقی زمانے سے
ضرور یار نے حالت تباہ کی ہوگی

دیکھئے بگڑی تری کیونکر دل مضطر بنے — کس طرح شیرازۂ مجموعہ ابتر بنے
تا کسی صورت سے تجھسے او بت دلبر بنے — کتنے ہی مومن بنے کتنے یہان کافر بنے
شور نے میرے اوڑایا اُس بت سفاک کو — نالۂ دل کیا ہمارے حسن کے شہپر بنے
بت نہ مٹی کے میسر تھے جنھین زیرِ فلک — قدرت اللہ سے وہ صاحب لشکر بنے
سر کو پھوڑ ہر کوہ سے یا تیشہ فرہاد سے — بے کمالِ عشق کب فرہاد کا ہمسر بنے
بارہا روکا ہمین نے ساقیٔ بدمست کو — بارہا اس کشتی مے کے ہمین لنگر بنے
تھا جوانی مین ہر رنگ سحر تابان داغ دل — عہد پیری مین یقین یہ ہے مہِ انور بنے
لاکھہ دہبے جسکے دامن مین لگے تھے اینلاک — آئینہ سے بھی سوا وہ صاحب جوہر بنے
ایک قتلِ عاشقِ بیچارہ کی خاطر صنم — کیا کیا تلوارین نہین کیا کیا ترے خنجر بنے
گر برا کہنا نہ چھوڑا رندمی آشام کا — دیکھہ لینا شیخ جی اکیدن سرِ منبر بنے
سرکشی چاہو سکھاؤ چاہو دلکو عاجزی — تیر کی صورت کمان کی شکل شاخ تر بنے
دم مین کچھہ ہے ایکدم مین کچھہ ہے صنما کا مزاج — پھر کسی سے آپ سے فرمائیے کیونکر بنے
عکس افگن ہوا گر اسمین لب شیرین یار — آبِ آئینہ بھی رشکِ شربتِ شکر بنے
ان حسینان جہانکا بھی نرالا رنگ ہے — گاہ داغ دل ہوئے گہ لالۂ احمر بنے
ظالم و اظلم کا ہر حالت مین نبہ جاتا ہے ساتھہ — شاہ پر تیر نگہ کا یار کا خنجر بنے
آبرو ہو معرکہ مین حشر کے تو بات ہے — چار دن کے واسطے دنیا مین کیا افسر بنے

رکھہ نہ ظالم سے کسی عالم مین راحت کی امید
ٹوٹ جائے جسگھڑی تلوار تو خنجر بنے

شومی تقدیر سے یہ دل رہا خانہ خراب
ورنہ کتنے سامنے آنکھون کے بگڑے گھر بنے

جائے غیرت ہے نہ ہو ہم سے کدورت دل کی صاف
شیشہ گر کے ہاتھہ سے یون آئینہ پتھر بنے

بعد مرنیکے ٹھکانے لگ گئے مٹی مری
خاک سے عاشق کی کیا کیا یار کے ساغر بنے

آتے جاتے ہین رقیب روسیہ اُس بزم مین
رفتہ رفتہ چاہیئے شیطان کا لشکر بنے

اسلئے پیدا ہوئے ہین گل چمن مین دہر کے
آپکا زیور بنے میری کبھی چادر بنے

بد حقیقت شخص کے تن پر ہے یون گلگون قبا
جسطرح سے تیغ بد آہن پہ میون جوہر بنے

کب رقیب روسیہ کو ہو مرے آگے فروغ
کرمک شبتاب کی کیا تاب جو اختر بنے

رکھنا تو ظاہر پرستونسے امید نیکوی
کام آنے کی نہین او منقی جوہر بنے

فرقت بعد شاد کیا وصل یار نے
بخشا مرے گناہ کو پروردگار نے

غازہ ملا ہے مہندی لگائی ہے یار نے
کیا گل کھلائے ہین چمن روزگار نے

کی دل مین جا تصور روئے نگار نے
گھونگھٹ مین منھہ چھپایا عروس بہار نے

بوسہ جو مانگا بزم مین فرمایا یار نے
یہ دن دہاڑی آئے ہین پگڑی اوتار نے

تنہا لحد مین چھوڑ کے احباب جب چلے
بے اختیار ہو کے لگا مین پکار نے

چلنے دیا نہ پائے توکل نے دو قدم
دیوار کر دیا مجھے میرے وقار نے

جلدی ہے روح پیکر خاکی کو چھوڑ کر
پیدل کا ساتھہ چھوڑ دیا ہے سوار نے

اوستاد قیس جاننے کے گل دشت نجد مین
کیا کیا قدم لئے مرے ہر نوک خار نے

گیسوے سیاہ جب رخ رنگین پہ چھا گیا
دہوکا بڑا دیا مجھے ابر بہار نے

اخگر تھا سوز ہجر سے گہ شعلہ چراغ
کیا کیا دیا ہے داغ دل داغدار نے

اک دل لگی سمجھہ کے کیا تھا کل اختیار
کیون عشق یار آج لگا جان مار نے

پھولے نہین چمن مین گل و لالہ منتقے
داغ جگر کو میرے لگے ہین ابھار نے

وہ چھپتے پھرتے ہین دبتے جو اک جہانسے نہتی | وہ دربدر ہین کہ ہلتے نہ گو مکانسے نہتی
کمال کرتے تھے اوصاف نغمۂ بلبل | خبر جو یار ہری خوبی زبانسے نہتی
تمھارے عشق سے پہلے اگر نہتے شہزور | خطا معاف ہو اتنی بھی ناتوانسے نہتی
دعائین دولت وصلت کی مانگتا کیونکر | ہوئے یہ کام کبھی منت آسمانسے نہتی
شری سمجھتی تھے انکو بہت انہین بے ننگ | جو لوگ واقف اسرار عاشقانسے نہتی
ہمارے ناز کبھی تم نہین اٹھاتے تھے | تمھاری بزم مین کیا ہم کبھی جوانسے نہتی

اسیر ہمکو کیا کیا ستم کیا صیاد
ستم تنہا بھی ابھی اپنے آشیانسے نہتی

رنگ گلشن کا اوڑے وہ رنگ لایا چاہیئے | بلبلین خاموش ہون وہ راگ گایا چاہیئے
فندق جانان کو گلشن مین دکھایا چاہیئے | چٹکیون مین آج غنچونکو اوڑایا چاہیئے
گرمی رخسار دلبر کو دکھایا چاہیئے | آتش گل سے دل بلبل جلایا چاہیئے
حرف الفت کا نہ بھولے ولسے اسکے زینہار | چٹکے اس طفل حسین کو وہ پڑھایا چاہیئے
زمزمے بھولین چمن مین ہوش تک اوڑ جاتے ہین | بلبلون کو آج کچھ ایسا سنایا چاہیئے
یار سے اغیار سے کل بزم مین یہ قصد ہے | دل لڑایا چاہیئے آنکھین لڑایا چاہیئے
لپٹے چلکر حسینان چمن سے باغ مین | آج کپڑے اپنے پھولونسے لبایا چاہیئے
خود بگڑے یار سے اب ہو چکی چشم امید | لڑ چکین آنکھین مگر اب دل لڑایا چاہیئے
پھر نہ آئے ہوش مجکو پھر نہ ہو فکر جہان | ساقیا ایسے کوئی جو ہی پلایا چاہیئے
وہ ہوئے رو رو کے اپنے نامۂ اعمال کو | یہ عمارت سیل سے اشکونکے ڈھایا چاہیئے
طائر مضمون فلک پر ہو کمند فکر سے | دل مرا کہتا ہے اسکو باندھ لایا چاہیئے

تول کر تیغ طبیعت بزم مین اس یار کے
منتہی اغیار کو چلکر ہو بایا چاہیئے

غم ہجران دل حرمان سے نکالے جاتے | بھوت اس خانۂ ویران سے نکالے جاتے
دل کے ارمان رخ جانان سے نکالے جاتے | اپنے مطلب اسی قرآن سے نکالے جاتے

نقش الفت دل حرمان سے نکالے جاتے — جوہر آئینہ حیران سے نکالے جاتے

غیر در کے ترے دربان سے نکالے جاتے — یہ وہ وہ ابلیس ہین شیطان سے نکالے جاتے

لخت دل گر دل گریبان سے نکالے جاتے — گوہر و لعل نہ عمان سے نکالے جاتے

ولولے عشق کے جاتے نہ مرے جیتے طبیب — دیو کب طاقت انسان سے نکالے جاتے

دو گھڑی اور نہ آتا وہ اگر ساقی مست — مغبچے محفل رندان سے نکالے جاتے

دھوم ہو جاتی زمانے مین بہار گل کی — گر سڑی آپ کے زندان سے نکالے جاتے

کبھی بقراط سے جاتے نہ مرے جوش جنون — یہ پڑھے جن نہ پریخان سے نکالے جاتے

دل چراتے تھے جو تیغ نگہ قاتل سے — چھانٹ کر وہ صف مردان سے نکالے جاتے

کھول دیتے وہ اگر گیسوئے مشکین اپنے — کاروان بو کے گلستان سے نکالے جاتے

نہ بگڑتی نہ بگڑتی کبھی ہم سے اوسکے — گر نگہبان در جانان سے نکالے جاتے

مدد اے دست جنون ضعف سے تنگ آیا ہون — اب نہین تار گریبان سے نکالے جاتے

صفت شمع جلاتا وہ اگر محفل مین — استخوان گور غریبان سے نکالے جاتے

پھاڑ کر پھینک دیا دشت جنون مین اسکو — خار کب تک مرے دامان سے نکالے جاتے

منتہی روز جزا راگ جو لاتا یہ جنون
بے سزا حشر کے میدان سے نکالے جاتے

جسکو ممکن ترا نظارا ہے — یار اللہ کا وہ پیارا ہے

اپنا اس دشت مین گذارا ہے — نیر گردون جہان چکارا ہے

دل مین جا دی ہے عشق جانان کو — جن پڑا شیشے مین اوتارا ہے

رستم و زال سے نہین دبتا — نفس سرکش کو جسنے مارا ہے

کشتئ نوح پر چڑھے وہ کون — جسکو اللہ کا سہارا ہے

ہمنے نالے نہین کئے پیہم — یار شب بھر تجھے پکارا ہے

کو بکو پھرتے ہین وہ مثل صبا — انکو جوبن نے یہ ابھارا ہے

بوئے کاکل سنگھا کے ہوش اوڑائے — کیا صبا تونے جال مارا ہے

گرمیِ حسن و سرد مہر لیسے — مہر طلعت ہے ماہ پارا ہے
بحرِ عشقِ صنم ہے وہ دریا — جسکا ملکِ عدم کنارا ہے
نفسِ سرکش کیا ہے قابو مین — آج اک شیر ہمنے مارا ہے
بکس سعادت یہ ہو ہمائے فلک — اُسکے صدقے مین گل اوتارا ہے
مرغِ مضمون کا کھیلتا ہون شکار — شیر بیچارا کیا چکارا ہے
دولتِ وصل ہاتھ آئی ہے — خوب یارون نے مال مارا ہے
پھونکا ناقوس گہ گہے دی اذان — اسکو کس کس طرح پکارا ہے
عشق جانکاہ و حسن روز افزون — یہ تمہارا ہے وہ ہمارا ہے
نہین ہمنے کیا ہے نالۂ گرم — آج دشمن کو بان مارا ہے

منتہی مین کہون گا روزِ جزا
یہ گنہگار بھی تمھارا ہے

قہر اُس بت کی چاپلوسی ہے — دولتِ دل ہماری موسی ہے
خونِ عشاق کا خدا حافظ — آج مہدی تری لھوسی ہے
گل کھلے ہین مہک رہا ہے چمن — یار کے پیرہن کی بو سی ہے
جگر و دل کہین نہ جلتے ہون — کچھ کبابون کی آج بو سی ہے

لعنتِ حق سمجھ کے کھاتا ہون
جو کہ قسمت کی باسی کوسی ہے

کوچے سے ترے عاشقِ شیدا اُجڑ گئے — او بے خبر صنم ترے ہمین سے جڑ گئے
تم سے تمھارے عاشق شیدا بگڑ گئے — لو زخمِ تیغِ عشق کے انگور سڑ گئے
فرہاد و قیس وامق و منصور مر مٹے — دیوانگانِ عشق کے جھگڑے نبٹ گئے
گاہے گئے حرم کو گہے دیر کی طرف — اس ہستی کے دورہے مین کیا بھٹک گئے
ٹپکے عرق کے قطرے رخِ ماہ وش سے رات — گویا چراغِ طور سے یہ پھول جھڑ گئے
برسون کیا ہے حسنِ حسینان کا امتحان — میزانِ چشم مین یہ گہر خوب تُڑ گئے

کیا کیا حسین جوان ہوئے خانمان خراب — کیا کیا نہ گل چمن میں جہان کے لٹر گئے

نیرنگ حسن پر ترے آیا نہیں زوال — جسدرجہ دوست تھے ترے تجھسے بگڑ گئے

آنکھیں جفا و جور سے عاشق نے پھیر لین — آخر قبائے حسن کے ٹانکے ادھڑ گئے

دل مین ہوائے حرص زمانہ کی بھر گئی — اس رشتہ حیات مین پیچ پڑ گئے

فرہاد و قیس عشق سے دل شاد کر چکے — یہ وہ نگین ہے جنکو کہ کندن سے جڑ گئے

احوال شہر مصر کا جسدم بیان کیا — مانند سرو باغ وہ سنکر اکڑ گئے

اوصاف مشتری نے نہیں زر کے کئے
زنجیر آہنی پئے عشاق گھڑ گئے

جام مین عکس لگن ہونٹون کی لالی نہ ہوئی — موج مے یار کبھی پھولون کی ڈالی نہ ہوئی

کوئی کہتا ہے کمند اسکو کوئی مار سیاہ — آفت جان ہوئی کاکل تری کالی نہ ہوئی

راز منصور کا ہرگز نہ سمجھ مین آیا — حیف اتنے بھی طبیعت میرے عالی نہ ہوئی

کچھ تسکین دل زار کی ہوتی یا نہ — اسکی صورت کوئی تصویر خیالی نہ ہوئی

للہ الحمد رہا یار سے عشق صادق — شکر صد شکر عبادت مرے خالی نہ ہوئی

منصب قیس ملا مجھکو نہ ملک فرہاد — تیری سرکار مین اپنی بھی بحالی نہ ہوئی

عین خلوت مین جو ارشاد کیا کرتے ہو — پیار کی بات ہوئی آپ کی گالی نہ ہوئی

نہ پذیرا ہوا اسکو کبھی حرف مطلب — بات جو تمنے کبھی منہ سے نکالی نہ ہوئی

غم رہا دل مین کبھی عیش رہا تا دم زیست — یہ حویلی کبھی مہمان سے خالی نہ ہوئی

وله

جو کچھ کہ ستم کرو بجا ہے — اس دلکے لگانے کی سزا ہے

وہان گیسوئے مشک بو کھلا ہے — یہان جان پہ سانپ لوٹتا ہے

جلتا نہیں ہے چراغ اپنا — اغیار کی یہ بندھی ہوا ہے

پہلو مین نہیں قرار اسکو — کیا جانئے دل کو کیا ہوا ہے

[illegible] — سارے پئے عشق کی دوا ہے

لب تک لانا نہ رازِ الفت — خلوت محفل مین بھی صبا ہے
اغیار مین یار تجھپہ چھائے — اوپر کی اندنون ہوا ہے
شورِ تپِ ہجرِ یار کا حال — اُس سے پوچھو جو مبتلا ہے
کب تک رنجِ فراق یارب — ہر بات کی آخر انتہا ہے
وصلت سے ہے ہر اک سرافراز — ہمنے ترا یار کیا کیا ہے
جسکو نہین لطفِ عشق بازی — وہ کونسا بندۂ خدا ہے
زیبا ہے غرور آج یار کو — تم سا نہین کوئی دوسرا ہے
لب پہ ہے ہر دم ہجر ذکرِ گیسو — سودا تجھے کیا بلا ہوا ہے

ہجرِ یار سے بھی امیدِ وصلت
اے منشی تجھکو کیا ہوا ہے

آپ آئے تھے یہان جفا کے لئے — جائے بھی کہین خدا کے لئے
پانون ہین کہ چھد گئے ہین — ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لئے
تیرے بازار دھوم مین گردون — ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لئے
آ کبھی تو مرے قفس کی طرف — اے نسیمِ چمن خدا کے لئے
ہر تہِ خاک فرشِ خاک لگا — شاہ کے واسطے گدا کے لئے
سرد آہون نے اپنی گلشن مین — چھیڑ سے دامن صبا کے لئے

سر اُٹھائے ہین خارِ دشتِ جنون
منشی سے برہنہ پا کے لئے

آتش ہے عشقِ یار کے گھر گھر لگی ہوئی — یہ آگ ہے جو جہان مین برابر لگی ہوئی
بھیجا ہے خط مین وصل کا پیغام یار کو — ہے پیشِ شاہ فردِ مقدر لگی ہوئی
یہ دل بچے کہ صورتِ پروانہ جل بجھے — گو شمع رو سے ہے مری یکسر لگی ہوئی
ہے انتظارِ قاصدِ دلدار اندنون — نیت ہے اپنی [illegible] پیچھے لگی ہوئی
میخوارون کا [illegible] — منشی [illegible] اکثر لگی ہوئی

وہ بات کیا ہے جسکے سبب در پہ آپکے
زنجیر دیکھتا ہون مین اکثر لگی ہوئی

جب پھیرتا ہے چشم مروت وہ بیوفا
رکھتا نہین کسی کی وہ تل بھر لگی ہوئی

کھو سکتا کون ہے تپ الفت کو یار کی
بجھتی نہین کسی کی برادر لگی ہوئی

برق نگاہ یار کا بدتر سے دہیان ہے
اک تیغ تیز ہے مرے دل پر لگی ہوئی

بولے وہ ہنسکے عاشق شیدا کو دیکھ کر
دہونی تری کہان ہے قلندر لگی ہوئی

ہم دیکھتے ہین قامت رعنائے یار کو
ہے آنکھ اپنی سوئے صنوبر لگی ہوئی

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو لکھا کیا
تہمت ہے پھر جہان کی سر پر لگی ہوئی

عازم ہے دل یہان رخ رنگین کا دید کا
وہان گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی

جیتون قمار عشق مین ناصح مین کس طرح
اس گنجفے مین بازی ہے ابتر لگی ہوئی

بوسے صنم بھری ہے ہر اک کے دماغ مین
یہ فاتح ہے جہانکے سر پر لگی ہوئی

بنتے ہین قصر و باغ پئے عیش و خوشی
وہان موت گھات مین ہے برابر لگی ہوئی

ممکن اسکی ہمکو شب و روز دید ہے
نظرون سے اک جہان کے جو ناپدید ہے

وہ دے اثر زبان کو مری کیا بعید ہے
قفل در قبول کی یہ ہی کلید ہے

خال سیہ نہین ہے رخ شوخ شنگ پر
آشوب دہر کا کوئی فتنہ مرید ہے

کہنے لگا وہ شب کو سر بزم زاہدا
عاشق ہے وہ مرا جو ازل کا سعید ہے

سنکر شب فراق کے صدمونکو یون کہا
ذکر قدیم ہے کہ بیان جدید ہے

سو بار بعد مرگ مری آیا گور پر
اتنا کبھی کہا نہ یہ میرا شہید ہے

شب کو شراب ناب مجھے دیکے یہ کہا
دارو ہے اسکا نام نہایت مفید ہے

جوش بہار ہے چمن روزگار پر
یعنی شباب یار ہے ہنگام دید ہے

لیتا ہے کون یہان سر عشاق باوفا
جنس گران بہا کی کہان پر خرید ہے

یہان جامہ حیات کی اوڑہنی ہین دھجیان
جب سے قبائے یار کی قطع و برید ہے

کیا وصف روئے یار ہو صورت ہے نور کی
ذکر کلام یار کلام مجید ہے

پردہ نشین یار سے کہیو تو قاصدا　　بندہ کمال آپ کا مشتاقِ دید ہے
اس بت کو چھوڑکر حرم و دیر میں مٹی　　عقل شریف سے یہ نہایت بعید ہے
طاقت گھٹی شباب مٹا بال پک گئے　　اب بھی وصالِ یار کی مجکو امید ہے

کہنا دکھا کے نامہ اعمال منتہی
جو کچھ کہ لکھدیا تھا یہ اسکی رسید ہے

شب وصل یار نصیب ہو غم و رنج دل سے بعید ہے
یہ جو رات ہے شب قدر ہے یہ جو روز ہو دم عید ہے

وہ اٹھا کے خنجر تیز دم لگا کہنے مجھسے یہ ہو بہم
اسی من بے میرے اسیر غم در عشق کی یہ کلید ہے

ہون خراب عاشقِ باوفا کرین چین فاسق و بیحیا
تری عقل کے یہ خلاف ہے تری شان سے یہ بعید ہے

مین دکھا کے خطِ عمل دلا یہ کہونگا حشر مین برملا
وہ جو لکھا تھا ازل کے دن سو یہ پڑھ لو اسکی رسید ہے

یہ کہونگا عاشقِ زار سے اسے پوچھ لے تو ہزار سے
کہین عشق گیسوئے یار سے تجھے زہر مار مفید ہے

یہ بشر ہے شعبدہ جہان یہ جہان ہے بزم مسافران
یہ مکان دہوکے کا ہر مکان یہ زمانہ قابلِ دید ہے

جو تمھارا منتہی زار ہے یہی کہتا لیل و نہار ہے
اسے ذوق طاعتِ یار ہے جو ازل کا نیک و سعید ہے

سامنا جو ہوا جام مئے آلودہ سے　　آنکھ لڑی مدتون اختر مسعود سے
دولت وصلت مین یار جانکا کھٹکا ہو گر　　جس سے ہویدا ضرر فائدہ اس سود سے
خال لب یار سے اور دل مغرور ڈر　　کیا کیا کچھ ہے خبر تجھے نے نمرود سے
گرمی سادہ رخان دلکو کریگی کباب　　چاہئے کرنا حذر آتش بے دود سے

عاشقی یار سے ہاتھ اُٹھانا نہ دل
منہ نہ کبھی پھیرنا طاعت معبود سے

کر دیا فرمان پذیر بندۂ نا چیز کا
ایسی ہوئی کیا خطا عشق کی محمود سے

خشک و تر دہر سے ہوگی نہ فرصت کبھی
ہر مری شی گندھی آب گل آلود سے

حسن کی جلوہ گری دید سے سیر ہوئے
عشق نے پائی نمود ایک سیہ بود سے

عاشقی یار کا ناصحا مانع نہ ہو
آدمی لاچار ہے عادت معہود سے

دولت وصل صنم کب ہو گوارا تجھے
شاد تو ہوگا فلک لب مرے بہبود سے

گرد رخ آتشین ہے جو خط عنبرین
ربط یہ کیونکر ہوا آتش و بارود سے

دانت دئے بھر دیا نعمتون سے منھ مرا
دانت نہ تھے جسگھڑی سیر کیا دود سے

یار کی تقریر سے آپ بھی کچھ ہین خبر
پوچھون گا اک دن ضرور حضرت داود سے

دولت وصل صنم ہوتی ہے کیونکر نصیب
پوچھونگا اک دن ضرور طالع مسعود سے

نہ خواہش مسند جم کی نہ مطلب فرش قالی سے
گدا کو بوریا بہتر ہے شاہونکی نہالی سے

لگایا اس نے منھ جام شراب پرتگالی سے
ہوئی ہر موج می کی شاخ گل ہونٹونکی لالی سے

کوئی جا کر کہے اتنا ہمارے لاؤ بالی سے
مزے لوٹے ہین ہمنے تیری تصویر خیالی سے

نہ رکھہ سر غیر کا زانو پہ اپنے بت نادان
مقابل کا نشہ چینی نہ کر جام سفالی سے

توقع کب ہو دست بے کرم سے مرد عاقل کو
امید بار کب ہو باغبان کو خشک ڈالی سے

ریائی نقش سجدہ داغ پیشانی سمجھتے ہین
تنفر دل کو رہتا ہے ہمارے مہر جالی سے

حذر رہتا ہے چشم بے مروت سے مجھے ہر دم
تنفر جس طرح ہو میکشونکو جام خالی سے

خم می جسکو چاہے بخش دے او ساقی گردون
ہمارا چلو بھی بھر دے شراب پرتگالی سے

جفا و جور سے ڈرتے نہین ہین خاکسار اے دل
زمین دبتی نہین ہر اک جا کی پائمالی سے

بھوونکو تانتا ہے ہر گھڑی ظالم سر محفل
کریگا قتل عاشق کو مگر تیغ ہلالی سے

نہ مانع گرمی عشاق کا ہو موسم گل مین
خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو خشک سالی سے

دلائے عشق جانان کے صفت کرتے نہین شاعر
لگاتے منہ نہین میکش کسیدن جام خالی سے

شباب آخر ہوا ہر عضو تنگی گھٹ گئی طاقت
مگر ہم چوکتے اتبک نہین ہین دیکھا بھالی سے
ائسے زنجیر پہنائی گئی منت کے چھلے سے
رہا ہے عشق جانان منتہی کو خوردسالی سے

قاتلِ عالم سے کیا یارانہ ہے
دل چراغِ گور کا پروانہ ہے

ہر مکان مین جلوۂ جانانہ ہے
عاشقون کا ہر جگہ افسانہ ہے

چھین لیگا پھر زلفِ عنبرین
یہ دلِ صد چاک رشکِ شانہ ہے

لوگ کہتے ہین جسے پیرِ مغان
یار کا کیا جلوۂ مستانہ ہے

حلقۂ اعدا مین ہے وہ سیم بر
گنج ہے جسجا وہان ویرانہ ہے

جس جگہ چلتے تھے گل جامِ شراب
آج وہان اُلٹا ہوا پیمانہ ہے

بیعتِ دستِ سبو سے یہ کھلا
سب سے بہتر مشربِ رندانہ ہے

کیون نہ پھانسے دولتِ دنیا ہمین
ہے وہان پر دام جسجا دانہ ہے

مردِ آخر بین کے آگے منعمون
کثرتِ ہستی بھی اک ویرانہ ہے

کام کیا ہے اُسکو ملک و مال سے
پاس جسکے ہمتِ مردانہ ہے

ہجر مین اشکِ مسلسل زاہدا
عاشقون کا سبحۂ صد دانہ ہے

منتہی زیرِ قدم اُس یار کے
سر کٹانا سجدۂ شکرانہ ہے

دولتِ وصلت نہ ہاتھ آئی اگر تدبیر سے
ایکدن بگڑونگا جا کر کاتبِ تقدیر سے

کوئی کہدے جاکے چپٹ واعظِ بے پیر سے
مار ڈالین گے کمان آبرو نگہ کے تیر سے

عاشق جانباز ہون شیدا ہون معشوقِ صنم
آپ کیا واقف نہین ہین اس مری توقیر سے

جی ہی دیتا ہے نگاہِ یار کا مارا ہوا
سچ ہے ناصح کون بچتا ہے قضا کے تیر سے

خواب مین وصلت ہے بیداری مین فرقت ہے نظر
تنگ آیا ہون مین ایسے خواب کی تعبیر سے

مانی و بہزاد نے دیکھا مرقع جب ترا
بنگئے بت ہوگئے خاموش وہ تصویر سے

کشش عشق پہ قادر جو مرا دل ہو جائے
فاش پردہ ترا اے صاحب محمل ہو جائے

دولت حسن سے اشکے جو مقابل ہو جائے
چشم دیدار طلب کاسۂ سائل ہو جائے

عہد پیری میں رہیں یا رہیں ہوش و حواس
صبح کیا جانے کیا حالت محفل ہو جائے

دم نکل جائے تو ہر عضو بدن کو ہو سکوت
شمع بجھ جائے تو خاموش یہ محفل ہو جائے

یار اٹھ جائے بغل سے جو دم بادہ کشی
شیشۂ دل صفت آبلہ دل ہو جائے

ولہ

حسن کی دل میں مرے جلوہ گری رہتی ہے
بند اس شیشۂ نازک میں پری رہتی ہے

دل وہاں کھلتا ہے جیسا کہ رہے جام شراب
دانہ وہاں اگتا ہے جیسا کہ تری رہتی ہے

طفلی و عہد جوانی کا نہ پوچھو احوال
بیخودی آگئی تھی اب بے خبری رہتی ہے

باغ عالم میں نہیں دست کرم کو ہے زوال
شاخ یہ وہ ہے جو ہمیشہ ہری رہتی ہے

یاد میں جام و صراحی کے ترے اے ساقی
دل بھرا رہتا ہے آنکھوں میں تری رہتی ہے

مے و معشوق سے دولت ہے بہار گل میں
چکمیاں رہتی ہیں یاروں کی جھڑی رہتی ہے

ہر گھڑی رہتا ہے خال رخ محبوب کا دھیان
آج کل سامنے کوتہ نظری رہتی ہے

بھیڑ سی بھیڑ لگی رہتی ہے کوچے میں ترے
جنس الفت کی مگر وہاں پہ کھری رہتی ہے

نقد دل لیتے ہو ہر ایک کا لے بوس و کنار
آپکے دھیان میں کیا مفت بری رہتی ہے

ہاتھ پکڑا ہے مرا دست جنوں نے جب سے
ہر گھڑی مد نظر جامہ دری رہتی ہے

بال کھولے نہیں پھرتا ہے اگر وہ سفاک
پھر کہو کیوں مجھے آشفتہ سری رہتی ہے

رند وہاں بستی میں جیسا ہو خم و خمخانہ
نیشکر وہاں رہتی ہیں جیسا کہ تری رہتی ہے

جگہ چمن میں جو دی ہمکو آشیاں کے لیے
بڑا لگے ہاتھ قدم ہمنے باغباں کے لیے

کمال بد رہے ہر وقت آنکھ پڑتی ہے
تڑپ رہا ہوں میں اک یار نوجواں کے لئے

بوقت نزع کھلا ہم کو یہ ہزار افسوس
جہان ہمارے لئے تہا نہ ہم جہانکے لئے

اسی حسین سے ہیں عشاق شہرۂ آفاق
فروغ ہو گیا یوسف سے کارواں کے لئے

بلند رتبہ دلا بیقرار رہتے ہین ❊ نہ مضطرب ہو کہ گردش ہے آسمانکے لئے

کبھی چمن مین کبھی اُس گلی کا پھیرا ہے ❊ زمین پسند مین کرتا ہون اک مکان کیلئے

نکرسکا مین زرا عیب حسن سے فریاد ❊ دہن کو کھول کے مین رہگیا فغان کیلئے

قفس مین حال ہے جو بلبل خوش الحان کا ❊ وہی ہے حال دہن بن مری زبانکے لئے

فروغ خانۂ دلکو ہے داغ الفت سر ❊ یکمن نہ ہوئے تو رونق نہین مکانکے لئے

عصا ہے قد خمیدہ کے واسطے لازم ❊ ضرور چاہئے چلا دلا کمانکے لئے

ولہ

جہان نظر مجھے ابر بہار آتا ہے ❊ خیال رحمت پروردگار آتا ہے

چمن مین ساقی گلگون عذار آتا ہے ❊ کہ کھیلنے بط مے کا شکار آتا ہے

وہ لیکے جام مے خوشگوار آتا ہے ❊ میرا انیس مرا غمگسار آتا ہے

سوائے حکم ترے کب قدم ہلا کس کا ❊ یہ کس حساب کو روز شمار آتا ہے

لپٹ کے روتا ہون کیا کیا لحد کی پہلو سے ❊ کسی کا یاد جو بوس و کنار آتا ہے

خدا ہی جانے کہ کس ہجر حسن سے چھٹ کر ❊ عدم سے آتا ہے جو اشکبار آتا ہے

اُسی بھی برق نگاہ صنم نے پھونکا ہے ❊ جو پیک یار بہت بیقرار آتا ہے

بجائے دیر مین ناقوس وہی حرم مین اذان ❊ کہان کہان تجھے عاشق پکارتا ہے

برنگ بوئے گل اسکا مزاج ہے لیکن ❊ ہوا کے گھوڑے پہ ہر دم سوار آتا ہے

یقین ہوتا ہے مجکو مقام عاشق کا ❊ جو روبرو مرے ویرانہ دیار آتا ہے

جو دیکھتا ہون ترا عقدۂ شب گیسو ❊ خیال نافۂ مشک تتار آتا ہے

اٹھایا سر کو افق سے جو ماہ نو نے ❊ پکارا دل مرا گردون وقار آتا ہے

عذاب نزع سے چھٹ جائے منتھی دم مین
کہو پکار کے وہ تیرا یار آتا ہے

قطعہ

دور کس طرح سے یہ خواہش دنیا ہووے ❊ قطع کس طرح مرا دست تمنا ہووے

طرح دل مین ہو اس بحر لطافت کا خیال ❊ بند اس کوزی مین کس طرح سے دریا ہووے

نظر بد سے جو اُس مہر لقا کو دیکھے
کور ہو جائے اگر دیدۂ بینا ہووے

جس سے بجنس سے کرتی ہے نہایت غیرت
جامۂ جسم گل دامن صحرا ہووے

بزم میں عاشق و فاسق کا سمجھے ایدل
مجکو معلوم نہیں یار وہ کس کا ہووے

زخم وہ تیغ تبسم کا لگا ہے دل پہ
سی سکے اُسکو نہ گر سوزنِ عیسا ہووے

نازِ ذل کم نہ سمجھا کبھی ای اہل نیاز
یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہووے

مے پرستی کا جو آئے مرے ساقی کو خیال
مے سے لبریز ابھی گنبدِ مینا ہووے

چھوڑا تیرا چلے آتش گل سے صیاد
پھر مرغانِ چمن خوب تماشا ہووے

بزم میں پھیری اگر ساقی مہوش آجائے
پھر نہ خاموش کبھی شمعِ مینا ہووے

ہجر میں رہتا ہے اسیر تہ مشتاق زلال
وصل ممکن ہو تو پھر حال ترا کیا ہووے

رُخِ رنگین پہ نمو ہو نہ غبارِ خط کا
جامۂ گل نہ آلی کبھی میلا ہووے

ضبطِ گریہ رہے لبتک نہ کبھی آئے فغان
عقدۂ مہر و محبت نہ ولا وا ہووے

اُس سے ہو سکتی ہے تعریف بت پردہ نشین
منتظر جسنے کبھی آنکھ سے دیکھا ہووے

جاہ و حشم نہ ملک شہنشاہ لیجیے
جامہ جو ساتھ لائے تھے ہمراہ لیجیے

عاشق ہوں یار تک کوئی للہ لیجیے
پیاسا ہوں میں کوئی طرف چاہ لیجیے

مے کو مرید میکدہ ہمراہ لیجیے
بنت عنب کو بندۂ درگاہ لیجیے

کعبے کو شیخ جائے کلیسا کو برہمن
ہم چلتے ہیں ادھر جدھر اللہ لیجیے

ان بے نواؤں کا خط تقدیر دیکھنا
بن کٹن کے یہاں گدا لقب شاہ لیجیے

میں جانتا ہوں منزل مقصود سامنے
اُس راہ سے جو یہ دل آگاہ لیجیے

ہو توقف دیر پہ نہ ہو کعبے پہ خدشہ دل
جس راہ سے ملے وہ اُسے راہ لیجیے

پوچھوں گا وقت نزع کسی خاکسار سے
کیا چھوڑا ملک و مال سے کیا شاہ لیجیے

کتم عدم سے کھینچ کے لایا وجود میں
اب دیکھیے کہ ہر بتِ دلخواہ لیجیے

بازار دہر میں دمِ آخر کو ناصحا
جو کچھ کہا گدا نے وہی شاہ لیجیے

صبح وصالِ یار ہمین بھی نصیب ہو تقدیر جانبِ کرۂ ماہ لے کے چلے

دل نا امید ہے راہ سے قاصد ہو ناپید
کوئی بتان مین اب ہمین اللہ لے چلے

یار و اغیار سے بگڑتی ہے آج تقدیر اپنی لڑتی ہے
جبکہ قاتل سے آنکھ لڑتی ہے ایک تلوار دل پہ پڑتی ہے
خاکساری پہ باندھتا ہون کمر میری قسمت زمین پکڑتی ہے
یہ وہ میزان چشم ہے اپنے جسمین دنیا کی چیز تڑتی ہے
پھونکتے ہین بتانِ گرما گرم کوہسارون سے آگ جھڑتی ہے
گر نہ یاد شباب پیری مین چیز جو بنتی ہے بگڑتی ہے
گوش گل کرے چشم نا بینا باتین بلبل عبث تو گھڑتی ہے
میری آغوش سے وہ جاتا ہے روح قالب سے اب بچھڑتی ہے
آستین پھر صنم چڑھاتا ہے پھر کہین آجکل بگڑتی ہے
طاق ہوتی ہے طاقت ہر عضو کیسی بستی بسی اوجڑتی ہے
یاد آتی ہے جب وہ نوکِ مژہ پھانس سی اک جگر مین گڑتی ہے
گرمیان کرتے ہین بتِ کم سن سنگ ریزون سے آگ جھڑتی ہے
رعب سے جنکے کانپتی تھی زمین خاک انکی پڑی لتھڑتی ہے

منتقی تری سخت جانی سے
موت بھی ایڑیان رگڑتی ہے

مصیبت مری جان پر ہوگئی مجھے دیر جب نامہ بر ہوگئی
شب ہجر اکثر ادہر ہوگئی اجل مجھسے تو بیخبر ہوگئی
کیا آہ نے میری پیدا اثر مگر خشک تھی شاخ تر ہوگئی
وہ کل کھینچ کر تیغ کو رہ گیا قضا میری مجھکو سپر ہوگئی
مثالِ مہِ پیری کا داغِ دلی خموش اپنی شمعِ سحر ہوگئی

مٹے دل سے چھالے تپ ہجر کے ‌ ‌ ‌ یہ شاخ اجکل بے ثمر ہو گئی
لے آیا پیام وصال صنم ‌ ‌ ‌ مری زندگی نامہ بر ہو گئی
ہوا پیری مین جوش عہد شباب ‌ ‌ ‌ کھلی آنکھ جسدم سحر ہو گئی
دکھاؤنگا ناصح تجھے حال یار ‌ ‌ ‌ کشش دلمین پیدا اگر ہو گئی
رہا دیو فرقت کا وہ سامنا ‌ ‌ ‌ کہ اپنی طبیعت نڈر ہو گئی
ہوا مجکو تار نظر کا گمان ‌ ‌ ‌ وہ نازک تمہاری کمر ہو گئی
بیاض سحر ہو گئی فرد عمل ‌ ‌ ‌ اگر دل سے یہ چشم تر ہو گئی
کہا درد فرقت تو ہنسکر کہا ‌ ‌ ‌ تمہاری بھی یوہین بسر ہو گئی
خط شوق لکھ لکھکے عاشق ہوا ‌ ‌ ‌ عبارت بڑی مختصر ہو گئی
کیا کام دل کا جگر کا کبھی ‌ ‌ ‌ نگہ تیری تیغ دو سر ہو گئی
پھرے مردم دیدہ اس تک گیا ‌ ‌ ‌ خدائی ادہر سے ادہر ہو گئی
رگ گل کا مجکو یقین ہو گیا ‌ ‌ ‌ یہ اس گل کی نازک کمر ہو گئی
عدم سے ہوا مجکو ممکن وجود ‌ ‌ ‌ کدہر تھی طبیعت کدہر ہو گئی
فغان کشش ہو مضطر ہے عقل دلی ‌ ‌ ‌ کسی بد نظر کی نظر ہو گئی

بچا شب مرے ہاتھ سے فتنہ جو
میاں منتہی خیر سے شر ہو گئی

عشق تو شایان دل ہو عشق کو دل چاہیئے ‌ ‌ ‌ می تو قابل منھ کے ہو منھ میکی قابل چاہیئے
بادشاہو نکو مبارک تخت و تاج و ملک و مال ‌ ‌ ‌ ہون گدا ایسے وہ ہر مجکو لقب عادل چاہیئے
دیر ہو وہی یا حرم یا ہو خرابات مغان ‌ ‌ ‌ کوئی ہو بندیکو راہ عشق کامل چاہیئے
انتظام ملک وحشت کسکا عاقل کا نہین ‌ ‌ ‌ اس علاقہ کے لئے دیوانہ عاقل چاہیئے
دیکھتے ہو اک نظر سے عاشق و فاسق کو یار ‌ ‌ ‌ آدمی کو امتیاز حق و باطل چاہیئے
منھ مری جانب کو کرکے آج کہتا ہے وہ شوخ ‌ ‌ ‌ بار الفت کا ہمین بھی ایک حامل چاہیئے
رکھیئے آنکھوں میں اسے دلمین جگہ پھر دیجیئے ‌ ‌ ‌ آمد اس محبوب کی منزل بمنزل چاہیئے

بدنوا قونکو ندینا ساقیا جام شراب ایسے بے مغزون کو بیماری زہر قاتل چاہئے
جلوۂ دیدار دکھلانیکو گر اُٹھے نقاب حال سے ہو جائے ہر اک اپنے غافل چاہئے

ولہ

جفا کی بے گنا ہون پر جفا کی کہ جسنے عشق بازی کی بنا کی
نصیحت ہمکو پیر پارسا کی مفید اک موج ہے باد صبا کی
رہی یہان فکر وصلت انتہا کی وہان قسمت مری بحر فنا کی
ہر اک حالت مین دل کا یا جگر کا نگاہ یار کام اپنا کیا کی
نوشتہ غز و قسمت کا مٹی کب سپر ممکن نہیں تیغ قضا کی
مٹا کر عاشق شیدا کو ظالم جہان مین اپنے اوپر خود جفا کی
اوٹھا کر دشت وحشت سے یکایک صبا سچ کہہ ہماری خاک کیا کی
ملائک تک لگے دم بھرنے اُسکا مرے محبوب نے کل وہ ادا کی
کرون گلشن مین جا کر آہ گر سرد بہت برباد ہو مٹی صبا کی
شب وصلت بڑہی بیماری عشق عجب تاثیر دیکھی اس دوا کی
لپٹ کر آئی ہے کاکل سے اُسکے بسی ہین مشک سے نعلین صبا کی
حریص چشم شاہنشاہ عالم مری نظرون مین کشتی ہر گدا کی

جہان کی بحر مین سو بار دیکھا
نظر آئی نہ صورت آشنا کی

عاشق یار جفا کار ہوا چاہتا ہے سر مرا اسکو مرے بار ہوا چاہتا ہے
دل کا ہر ایک خریدار ہوا چاہتا ہے گھر مرا مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
دل رہ عشق مین ہوشیار ہوا چاہتا ہے صفت دیدۂ بیدار ہوا چاہتا ہے
دل کو وحشت سے سرو کار ہوا چاہتا ہے یہ تماشا سر بازار ہوا چاہتا ہے
آئینہ کا وہ طلبگار ہوا چاہتا ہے حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ ہوتا ہے زلف بت ہر جاے کا دل کو سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے

آئینہ رویونکا رہتا ہے تصور مجکو — دل مگر طالب دیدار ہوا چاہتا ہے
نغمۂ بلبل گلزار پسند دل ہے — کس کا یہ مائل گفتار ہوا چاہتا ہے
دمبدم تو لٹاہے تیغ نگہ کو اپنی — کس کا وہ مائل آزار ہوا چاہتا ہے
تاک جھانک اوسکی طبیعت کو لگی رہتی ہے — عاشق روزن دیوار ہوا چاہتا ہے
سُنکے احوال محبت مرا بولا وہ شوخ — کس لئے جان سے بیزار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ دست حنائیکا وہ ہوتا ہر کبھی — دیدۂ دل مرا خونبار ہوا چاہتا ہے

اُسکی زلفون کا تصور مجھے رہتا ہر دم
دل بلاؤنمین گرفتار ہوا چاہتا ہے

اسیر عشق کی اے دل رہائی مشکل ہے — یہ وہ مرض ہے کہ جسکی دوائی مشکل ہے
کمال عشق کی دل مین سمائی مشکل ہے — ہوا ثبوت کہ کار خدائی مشکل ہے
غبار خط نکل آیا ہے رُوئے روشن پر — کہو تو صاف کہون مین صفائی مشکل ہے
مدام مین مئی عشرت سے چور رہتا ہون — مری سے شیخ تجھے پارسائی مشکل ہے
جہان مین شاہ کو ہر ایک شئی پہ قدرت ہے — تیرے گدا کی تو حاجت روائی مشکل ہے
غرور شاہ کو زیبا ہے جسقدر ہووے — مگر گدا کو ترے کج ادائی مشکل ہے
[illegible] غرور تجھے عجز ہے مجھے زیبا — تجھے ہے سہل مجھے کج ادائی مشکل ہے
ذرا بھی تجھ مین محبت کی بو نہین پاتا — خفا نہ ہوئے تو کیون دلربائی مشکل ہے
فغان سوال ہے جسکا صدا ہے آہ دلی — تمھارے کوچکی پیارے گدائی مشکل ہے
یقین ہے کوچہ کاکل مین دل کا ریجانا — زیادہ اس سے سر مو رسائی مشکل ہے

حرم مین دیر مین ہے سہل تر تجھے جانا
مگر مرے در دل تک رسائی مشکل ہے

نفس سگ پلید کو گر اپنے مارئے — مانند شیر دشت جہان مین ڈکارئے
اُس گل کو جوش گل مین یہ کہکر ابھارئے — گلشن مین عندلیب کو چلکر پکارئے
پھر مرغ دلکو پھانسنے پھر جال مارئے — پھر ہو سکے تو آپکے گیسو سنوارئے

پیری مین کیف عشق سے توبہ تو کیجئے — منزل رہی ہے تھوڑی سی ہمت نہ ہارئیے
گرداب بحر عشق کے چکر ہین راتدن — کون آشناے حال ہے کس کو پکارئیے
دل دے کے جور و ظلم کا شکوہ نہ کیجئے — دو دن کی زندگی کسی ڈھب سے گذارئیے
اہل ہوس کی دہر مین مٹی خراب ہے — گلیون مین خاک چھان کے ہین نیارئیے
مانند زلف غیر کو کیون سر چڑہائے — آنکھون سے شکل اشک کے اوسکو اُتارئیے
پیدا کرین اثر جو ذرا اشک ناصحو — ان موتیون پہ نہس کو سو بار وارئیے
جس دم میرے دال آپ کی گلتی نہین کہین — یون منھہ سے جتنی چاہئے شیخی بگھارئیے
نالہ جو زیر تیغ کیا مین نے جس گھڑی — بولے کہ ایکدم کے لئے دم نہ مارئیے
توبہ شراب عشق سے کس طرح کیجئے — کیونکر یہ جن چڑہا ہوا سر سے اُتارئیے
کیا کیا نہ دوست اپنے میان عدم گئے — کس کو تلاش کیجئے کس کو پکارئیے
اُس بُت کے بحر حسن مین دل کو ڈبوئیے — اس کشتی حیات کو یون پار اُتارئیے

منظور ہو جو راحت کونین منتھی
ہاتون کو کھینچ لیجئے پاؤن پسارئیے

میٹھی ہے ایسی بات اُسکی — لونڈی ہے اک نبات اُسکی
سمجھا نہ مین ایک بات اُسکی — مجبر کیا کائنات اُسکی
عالم ہے بے ثبات اے دل — اک ذات کو ہے ثبات اُسکی
مہ اُسکا ہے آفتاب اُسکا — دن اُسکا ہے اور رات اُسکی
کس منھہ سے کرون مین وصف اُسکا — ہے عقل سے دور ذات اسکی
ممبر پہ جو بک رہا ہے واعظ — کب سنتا ہون خیر بات اُسکی
ہے دولت حسن پاس تیرے — دیتا نہین کیون زکات اُسکی
ہے جو کہ شہید تیغ تسلیم — ہے مثل خضر حیات اُسکی
دم دیکے نہ نقد دل کو لیلی — چل جائے کہین نہ گھات اُسکی
جو دل کہ ہے غرق بحر دنیا — کیونکر ہوگی نجات اُسکی

دل جاتا ہے سوئے کوئے قاتل — خالق رکھے حیات اُسکی ہٰ
دم دے کے لے آیا یارکو دل — کیا رہ گئی آج بات اسکی
تھا نہین منتھی کسی جا ہٰ
تقدیر ہے اسکے ساتھ اُسکے

دشمن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
تودہ خاک ہے انسان کا جسم خاکی — ایک جھونکے سے ہوا کی وہ ہوا ہوتا ہے
فرقت یار کا جو کچھ کہ ہے صدمہ دل پہ — لائے اسکو زبان پر تو گلا ہوتا ہے
عاشقون کو نہ ڈراحشر کے دلنے واعظ — روز فرقت انہین روزِ جزا ہوتا ہے
سرِ نوشتہ ازلی سے نہین پھر سکتا ہون — پھر جو ہوتا ہے مرے حقین بجا ہوتا ہے
دل جو رہتا ہے زمانے کی کدورت سے بری — آئینہ سے بھی زیادہ وہ صفا ہوتا ہے
نقد دل دیتا ہون بوسے کے عوض مین پیارے — جو بھلا کرتا ہے اوسکا بھی بھلا ہوتا ہے
زور وزر جسکو زمانے مین میسر ہوئے — عشق کا فن اُسے البتہ روا ہوتا ہے
صدمہ جو وقت گذرتا ہے شب فرقت کا — شب وہ ہوتی ہے مین ہوتا ہون خدا ہوتا ہے

ولہ

کلی جو گل کی چٹک رہی ہے طبیعت اپنی کھٹک رہی ہے
جہان مین وحشت بھٹک رہی ہے ہزار سر کو پٹک رہی ہے
چمن مین ہر جو کہ شاخ سنبل عروس گل کی وہ یا ہے کاکل
بتجھے خبر ہے کچھ اسکی بلبل جو اسکے منھ پر لٹک رہی ہے
وہان مجھے شوقِ دل تو لیجا جہان نہ ساغر نہ ہوئے مینا
سرِ نگ ساقی ہر اک بیٹھا شراب خالص ٹپک رہی ہے
چمن مین بلبل یہی پکاری لو میکشون کی پھر آئی باری
زبان پہ شیشے کے ہی یہ جاری شراب لو یہان ڈہلک رہی ہے
کہین یہ مجمع ہے میکشونکا کہین اکہاڑہ ہے ان بتونکا

کہین برستا ہے بادلون کا کہین پہ بجلی چمک رہی ہے

مژہ کی الفت مین زار بنکر رہا ہون موہی لگار بنکر
یہ سانس سینے مین خار بنکر جگر کے اندر کھٹک رہی ہے

نہ اسمین آئی ذرا کدورت گلون کی ہیلی نہ سباحت
صبا چمن مین پئے لطافت گلون کے جامے چھٹک رہی ہے

نہین بگولا سیان ہا مون جو مجھ سے پوچھو تو صاف کہدون
تلاش لیلی مین روح مجنون ہر ایک جانب بھٹک رہی ہے

غرورِ حسن اسے لگا رکب تک چمن کے اوپر بہار کبتک
رہو گے زیبِ کنار کب تک خزان ہر اک گل کو تک رہی ہے

جہان نہ بھٹی نہ میکدہ ہے عجب طرح کا مگر سما ہے
خمِ فلک مین یہ کیا بھرا ہے شراب صافی ٹپک رہی ہے

کھون مین فقرہ وہ ہے ہنسی کا چراغِ محفل کا ہے فلیتا
چھٹا جو شملہ ہے جو شیخ جی کا یہ انکی شیخی لٹک رہی ہے

بہار لایا ہے ساغرِ گل بھرے ہین گویا پیالۂ مل
نہین ہے محفل مین شورِ قلقل چمن مین بلبل چہک رہی ہے

لڑائے کسنے ہے آنکھ اوپر نگاہ اسکی ہے مثلِ خنجر
مین دیکھتا ہون کہ چشمِ اختر فلک کے اوپر جھپک رہی ہے

ہمارے دل مین نہین ہر کینہ کہ جیسے بیجرم ہو نگینہ
یہ بحرِ ہستی کا ہے سفینہ اسی پہ دنیا پھڑک رہی ہے

بہار ہر دور میکشی کی گلون کی رنگت ابھی ہے پھیکی
عجیب حالت ہے منتہی کی ابھی سے چھاتی دھڑک رہی ہے

بغل مین یار رہے جام آفتاب رہے — عدو کا آتشِ حسرت سے دل کباب رہے
دہر اپنے جب سے قدم کوچۂ محبت مین — بہت تباہ رہے خانمان خراب رہے

وفورِ نور ہوا مانعِ نظارۂ مہر
فروغِ حسن کا رخ پر ترے حجاب رہا

کھلے جو دفترِ طولِ عمل مرا واعظ
جزا کے روز ہر اک شخص بے حساب رہا

فروغِ حسن ہے پردے مین پھونک ہی دیا دل
کہو تو کیا ہوا اگر یار بے نقاب رہا

رہین شگفتہ مرے دل مین داغِ عشق مدام
چمن مین جیسا کہ پھولا سدا گلاب رہا

قدم یہ تا کی رہے کوچۂ محبت مین
ہزار طرح کے دل پر مرے عذاب رہا

ہوئی کبھی نہ زمانی مین آبرو ریزی
گہر کی طرح سے ڈوبے میانِ آب رہا

فروغِ حسن وہ مجکو دکھا دے پردے سے
کہ جس سے یار مرے نورِ آفتاب رہا

ولہ

شب کو نہ چین ہے نہ تو دن کو قرار ہے
قابو مین دل ہمارا اپنے نہ پہلو مین یار ہے

نظارہ حسن کا ہی شبِ وصلِ یار ہے
ہمکو خدا کے فضل سے سیر و شکار ہے

سنتا ہون اسکی نغمہ سرائیکی دھوم دھام
موسم مین گل کے دیکھنا مین ہون ہزار ہے

آغازِ خطِ سبز ہے روئے نگار پر
گویا کہ صحن باغ مین ابرِ بہار ہے

بس دل وہی کدورتِ دنیا سے دور ہے
آئینہ وار ہے وہ جو اس سے دوچار ہے

مرتے ہین اسپہ عاشق و معشوق ایکدا
جوبن پہ اس پری کے عجائب بہار ہے

ایک ایک عقد موئے معنبر پہ یار کے
صدقے ہزار نافۂ مشک تتار ہے

وہ آشنائے حال ہین وہ ہین شفیق حال
غصہ ہے درد و غم ہے شبِ انتظار ہے

اغیار کا تو یار سے ایدل گلا نہ کر
اسجا پہ خار چاہیے جسجا بہار ہے

اسکے سمند ناز سے اٹھا تھا ایکدن
جسکا بگولہ نام ہے اپنا غبار ہے

آئی بہار پھرتے ہین دیوانگانِ عشق
ہر سمت اونکا شور ہے ہر سو پکار ہے

فرزند ارجمند سے ہے یا رنقش
دنیا مین نام نیک بڑا یادگار ہے

اسیرِ عشق صنم کی رہائی مشکل ہے
ملے جو شیر و شکر پھر جدائی مشکل ہے

دعائے دولت وصلت تو مین کرون لیکن
درِ قبول تلک اسکی رسائی مشکل ہے

کلام یار سر بزم سن کے آیا ہون — چپ عندلیب چمن خوش نوائی مشکل ہے
مرید پیر خرابات مین ہوا تو کھلا — اے شیخ شہر بہت پارسائی مشکل ہے
کھو لگا بلبل باغ جہان سے مین چلکر — خموش رہنے بہت خوشنوائی مشکل ہے
خبر ہے تجکو اگر یار سخن اقرب کی — یہ وصل وہ ہے کہ جسکی جدائی مشکل ہے

کھلا یہ کوئے محبت کے رہنے والونسے
تری گلی کی نہایت گدائی مشکل ہے

ہوا ثبوت جہان مین بہار آتی ہے — کہ ہر طرف سے مجھے بوئے یار آتی ہے
چمن مین آج مئی خوشگوار آتی ہے — مری انیس مری غمگسار آتی ہے
ہمارے پاس مئی خوشگوار آتی ہے — کہون مین رحمت پروردگار آتی ہے
چمن مین جبکہ عروس بہار آتی ہے — ہزار طرح کا کر کے سنگھار آتی ہے
کہ ہر سو موج نسیم بہار آتی ہے — ہزار جانسے جو سینہ فگار آتی ہے
عجیب شان سے فصل بہار آتی ہے — لئے ہوئے بط مے کا نتکار آتی ہے
کمال ضبط طبیعت پہ اپنی رہتا ہے — کمال خواہش دل ہمکو مار آتی ہے
دل و جگر کا عیان حال جبپہ رہتا ہے — تمام دن خبر ہر دیار آتی ہے
اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ تاکہ ہو مقبول — یہ بات ہاتھ کہین بار بار آتی ہے
چلے ہی جاتے ہین ذرات یار سوئے عدم — ہماری دیکھئے کس روز بار آتی ہے
یہ سب نشان ہے نیرنگ ساز عالم کا — نظر جو صورت نقش و نگار آتی ہے
نکلتی آہ ہے جو منہہ وہ شرر افشان — جو شمع آتی ہے وہ اشکبار آتی ہے

عروس گل پہ پڑی اوس منتھی شاید
جو شبنم آج بہت اشکبار آتی ہے

وہی جنون سے بیزاری ہو گئے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری ہو آگئے تھی سو اب بھی
وہ مجبوری وہ ناچاری ہو آگئی تھی سو اب بھی ہے

وہی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہ اس مہ سے چھپی یاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
خفی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

برہ الفت کا جویان ہون اسی کوچہ کا پویان ہون
وہی گردش وہی خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گریبان چاک رکھتا ہون پریشان حال رہتا ہون
جنون کی وہ جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی لپکا ہے ان آنکھون کو اپنی دیدبازی کا
نہایت سخت بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے انتظار اس یار پردہ پوش کا ہر دم
وہی آنکھون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے روز فرقت شکل عزرائیل کے ہم کو
وہی شب موت سے بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پیام وصل ہے انکا وہی انکی محبت ہے
وہی راہ وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

شمشیر ناز یار کی جسدم او گل پڑے ۔ اس رشتہ حیات مین کیونکر نہ بل پڑے
اللہ رے خوشی تھی عاشق کے قتل کی ۔ فوارہ خون کا دیکھ کے صاحب اچھل پڑے
وعدہ خلاف یار دل بیقرار کو ۔ ہر دم کے انتظار مین کس طرح کل پڑے
یاد آئے جس گھڑی در دندان تری صنم ۔ بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اس جذبۂ دلی سے مین جسوقت کام لون ۔ پردہ نشین یار وہ باہر نکل پڑے
کیا کیا نہ پیچ پانچ کئے ہم سے یار نے ۔ کیا کیا نہ اپنے رشتۂ الفت مین بل پڑے
پست و بلند عشق کی منزل نہ پوچھئے ۔ کیا کیا نہ سامنے مرے دشت و جبل پڑے
نظارہ کرتے ہی مین گرے دل سے یار کے ۔ اشک تھے کہ آنکھ سے اک پل مین ڈھل پڑے

کیون دل صفائی عارضِ جانان کو دیکھکر — بے اختیار آپ یکایک پھسل پڑے
بیخود مئے شباب سے رہتی ہو جانِ جان — شمشیرِ ناز ایسا نہ ہو وے اگل پڑے
گذری ہین انتظار مین کل بیقراریان — یارب کسیطرح سے مجھے آج کل پڑے
کوسون کبھی ہماری طبیعت سے دور ہے — یہ تیغ وہ نہین ہے کہ کچھ بھی بل پڑے

خالی رہے کبھی نہ شراب و کباب سے
اوقات منتقی مین نہ یارب خلل پڑے

نقشِ حب جب کوئی دکھاتا ہے — نام تیرا ہی یاد آتا ہے
دردِ فرقت کا جب ستاتا ہے — وصل کا روز یاد آتا ہے
ہمنے دیکھا ہے روئے تابان کو — مہر نظرون مین کب سماتا ہے
شعلۂ آتشِ غمِ فرقت — آگ دل مین مرے لگاتا ہے
دردِ دل انتظارِ جانان کا — گہ اٹھاتا ہے گہ بٹھاتا ہے
فرقتِ مہروش مین عاشق کو — کس طرح سے قرار آتا ہے
میرا چلو ہی مے سے بھر ساقی — اور ونکو جام تو پلاتا ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے یار — نغمۂ بلبل عبث سناتا ہے
بھیجتا ہے نہ وہ پیامِ وصال — نہ لگی کو مری بجھاتا ہے
بہرِ تسکین یہ دل سے کہتا ہون — یار آتا ہے یار آتا ہے
اتنا کہیو پیامبر اُس سے — دیوِ فرقت ہمین ستاتا ہے
آئینہ ہون غبارِ دنیا کا — خاک مین کیون عبث مجھے ملاتا ہے
سرمۂ چشمِ سیاہِ جانان کا — کیا مجھے دور کی سجھاتا ہے

دیوِ غمِ ہجرِ یارِ جانی کا
منتقی کیا مجھے دکھاتا ہے

کہہ دیا ہے جو تو نے ہوتا ہے — وہی اگتا ہے جو تو بوتا ہے
وقتِ پیری ہوا تو روتا ہے — آج فردِ عمل کو دھوتا ہے

دل کو دیتا ہے کیون پئے دنیا — موتی کانٹون مین کیون پروتا ہے
یاد آتی ہے کاوش مژگان — کانٹے دل مین کوئی چبھوتا ہے
پیری آئی شباب چل نکلا — چیت کس نیند یار سوتا ہے
نقد دل دیتا ہے پئے دنیا — دولت لازوال کھوتا ہے
دل کو کرتا ہے غرق بحر ہوس — ایسی کشتی کو کیون ڈبوتا ہے

ولہ

وصال یار مین فقرے بڑے بلا کے چلے — چمن مین رات کو جھونکے بہت ہوا کے چلے
عدم سے لائے تھے آئینہ وار اپنا تن — غبار ہستی ناشاد مین ملا کے چلے
ہمارے دل پہ یہ داغ فراق یار لگے — برنگ سرو چراغان اسے بنا کے چلے
جہان کی بزم مین سوز غم محبت سے — مثال شمع ہر اک استخوان جلا کے چلے
برنگ عارض دلدار رنگ لائے ہین — گلون کے منھ پہ تماچے بہت صبا کے چلے
منشی نے آپ کی پامال کر دیا دل کو — چلے تو آپ مگر خاک مین ملا کے چلے
تلاش یار کو آئے تھے ملک ہستی مین — کہ رتے اپنے بہت تہمتین لگا کے چلے
صبا یہ کہیو تو اس شہسوار عالم سے — سمند ناز سے دلکو مرے بچا کے چلے
عدم سے آئے تھے دنیا مین سیر کی خاطر — ہزار بار راسی یار آزما کے چلے
کدورت دل عشاق جس سے اوڑ جاتی — نہ ایسے جھونکے الٰہی کبھی ہوا کے چلے

مرے طرف سے فقط پھیر کر وہ منھ بیٹھا
کبھی جو بزم مین شب تنہ کری حیا کے چلے

رہ گئے اشکون مین لخت جگر آتے آتے — ٹنک گئے بحر سے لعل و گہر آتے آتے
تھم گئے قطرۂ خون جگر آتے آتے — رک گئے مجمر دل سے شرر آتے آتے
ہوتے ہوتے نہ ہوا مصرع رنگین موزون — نہ کیون ہو گیا خون جگر آتے آتے
تھم گئے اشک مرے آنکھ سے ڈھلتے ڈھلتے — رہ گئے چشم صدف سے گہر آتے آتے
رہ گیا کہنے پہ جھانو رنگے سن سن کے مرے — پھر گیا یار مرا راہ پر آتے آتے

دیدیا نقد دل اُس تبکو بغیر از جائے — ہوگیا راہ مین کیا ضرر آتے آتے

دیکھتے دیکھتے دیکھین گے مرے جوہر طبع — آئین گے آئین گے اہل نظر آتے آتے

کیا بھرا زنگ کدورت سے یہ آئینہ دل — جو نظر آئے نہ وہ پھر نظر آتے آتے

گردش چشم نے کس کو تہ و بالا نہ کیا — ہوگئے زیر و زبر راہ پر آتے آتے

اشک خونی نہین آتے ہین جو آنکھون سے ترے
کیون رُکی منتہی دل کی خبر آتے آتے

اوتارا مرا اسنے سر آتے آتے — یہ قصہ کیا مختصر آتے آتے

رہا آہ مین کیون اثر آتے آتے — نہ آیا مجھے یہ ہنر آتے آتے

ہوئے سد رہ تیرہ بختی ہماری — پھرا راہ سے شب قمر آتے آتے

یہان تک کہ ہے آمد و شد نفس کی — کدھر گم ہوا نامہ بر آتے آتے

چلے راہ وہ ہیچ کی اپنے گھر سے — سحر ہوگئی میری گھر آتے آتے

کدھر گم ہوئے میرے ہمراہی یارب — کدھر کو گئے ہم سفر آتے آتے

صفا کیسا تھا آئینہ دل کا اپنا — نظر کیون نہ آیا نظر آتے آتے

یہان فرد عصیان کی دہونیکے خاطر — لے آیا ہون مین چشم تر آتے آتے

ہوا غیر کا وہ مرا ہوتے ہوتے — ملا خاک مین وہ گہر آتے آتے

گئی جان پیری ہی مین فرقت سے پہلے — ہوئی صبح وقت سحر آتے آتے

طبیعت تھکی شعر لکھ لکھ کے شب کو — نہ آیا یہ خون جگر آتے آتے

جدا وہ ہوا دل لگاتے لگاتے — پھرا وہ مری راہ پر آتے آتے

ہوئے منتہی راہ قاصد کی تھک کے
ہوئے بے خبر تم خبر آتے آتے

ہے جداگانہ طبیعت کافر و دیندار کی — ایک سے حالت نہین ہے غافل و ہشیار کی

باغ عالم سے اُڑے باد بہاری یاخدا — چل بسے دیوانگان رونق گئی گلزار کی

دور کی مجکو سُجھاتا ہے مثال دوربین — کیا کرون تعریف اپنے دیدۂ بیدار کی

بحر حسن یار کے لاکھون ہوئے ہین آشنا
ابرو باقی نہین اس چشم دریا بار کی

دھیان ہے اسمین بہت چشمان مست یار کا
دل نہین پہلو مین لیتی ہے کسی میخوار کی

شہرۂ تیغ تبسم ہے جو اسکا اسقدر
ہے سراسر شکل میرے زخم دامندار کی

اسقدر اسمین بھرا ہے نور حسن یار کا
صاف انجم کی ہے صورت روزن دیوار کی

یار نہ ہر جائی سے نفرت ہو اسے پرہیز ہے
دل نہین پہلو مین اک گٹھری ہے ننگ و عار کی

ہے تپ عشق صنم خورشید کو ثابت ہوا
زرد ہو جاتی ہے رنگت مردم بیمار کی

رہتا ہے اسمین تصور آتشین رخسار کا
ہو ہمائے دل یہ جیتی مرغ آتشخوار کی

بوسۂ عناب لب ہین یار کے حب شفا
چاہتا ہون جلد تر صحت دل بیمار کی

جسکو راہ راست کہتے ہین جہان مین ناصحو
تیز تر مین جانتا ہون باڑھ سے تلوار کی

جو تمہین سے ہے جوش گل میکش پیشکش کرتے ہین
بن پڑی ہے آجکل کیا ساقی سرشار کی

فرد قسمت دیکھکر کیون رو رہا ہے آج تو
منتہی یہ بات تھی روز ازل تکرار کی

جہان مین تا کہ رہے آپ آبجو باقی
ترے کرم سے رہے میری آبرو باقی

یہان بتون سے رہی ہے جو گفتگو باقی
کھولنگا حشر کے دن تیرے روبرو باقی

ہر اک گلی مین تری تیغ چل چکی قاتل
رہا ہے ایک مرا کوچۂ گلو باقی

تلاش طلب و علم شاہ کو مبارک ہو
جہان مین مجکو رہے تیری جستجو باقی

دل و جگر تو لیا سر بھی لو جو ہو منظور
کہ پھر تمھین نہ رہے کوئی آرزو باقی

برنگ جامۂ گل ہے ہمارا پیراہن
کہ اب نہین وہ جنون لایق رفو باقی

ہمارے داغ جگر سے ہے اس حسین کو فروغ
مدد سے مہر کی ہے نور ماہ تو باقی

فسانہ وامق و منصور کا ہے دنیا مین
جہان کے باغ سے گل اوڑ گئے ہے بو باقی

برنگ دانۂ مرجان ہے خشک دل میرا
نہین ہے اسمین کہین بوند بھر لہو باقی

یہ عندلیب چمن گل تمام کہتے ہین
کہ منتہی سا نہین اور خوش گلو باقی

دے کے دم چھین لیا دل بتِ ہرجائی نے
کام کچھ بھی نہ کیا اس مری دانائی نے

مجکو رسوا کیا میرے دلِ شیدائی نے
تجکو برباد کیا تیری خود آرائی نے

خواہشِ وصل نہ کی قیس سے سودائی نے
داغ اچھا نہ کیا لالہ صحرائی نے

زلف پر پیچ کے پھندے سے چھٹے ہین الِ لزار
یہ خبر جھوٹ اوڑا لی کسی سودائی نے

میرے نالون سے ہوا یار ترے حسن کا شور
تجکو جھنڈے پہ چڑھایا تری رعنائی نے

میرے تقدیر کے لکھے کو مٹایا شاید
قدمِ یار پہ سرا اس مری جبین سائی نے

پردہ اُٹھتا مری آنکھوں سے دوئی کا جبسے
وہ مدی می مجھے اس گنبدِ مینائی نے

روزِ وصلت تو کدہر ہے مرے امداد کو آ
زندہ در گور کیا ہے شبِ تنہائی نے

رحمتِ حق مجھے ہر صبح ملا کرتی ہے
شاد رکھا ہے مجھے آمد بالائی نے

قیس نے داغ دکھائے ہین فرقت کے مجھے
آنکھیں دکھلائین مگر آہوئے صحرائی نے

تپ دوری نہ ہوئی دور ہماری اُنسے
کیا کیا کام مسیحا کی مسیحائی نے

عالمِ عیب کو دیکھا کہ یار کو کیا
بخدا کام کیا ہے مری بینائی نے

ہو کے مجنون وہ کونین کے جھگڑون سے چھٹا
کام اچھا کیا دیوانے کی دانائی نے

نہ مٹا منشی تقدیر کا لکھا اپنا
وحشت دکھلایا مرے آبلہ فرسائی نے

کس بشر کو عشق بُت کا مدعا معلوم ہے
کونسے انسان کو اپنی قضا معلوم ہے

کس بشر کو رازِ عشقِ دلربا معلوم ہے
کونسے انسان کو اسرارِ خدا معلوم ہے

کس کو احوال گدائے بے ریا معلوم ہے
کس کو تاثیراتِ عشقِ بوریا معلوم ہے

عیسی مریم سے اکدن چلکے پوچھونگا ضرور
تمکو بیمارِ محبت کی دوا معلوم ہے

جو کرم پیشہ ہو دل وہ ہر مرض کی ہے دوا
خوب اثر تیرا مجھے حبِّ عتفا معلوم ہے

کون یکتائے زمانہ کون ہو وحدت پرست
اس دورا ہے مین کسی راہِ خدا معلوم ہے

بحر مین ہستی کے کی ہین برسون ہی غوطہ خوریان
آشنا معلوم ہے نا آشنا معلوم ہے

خاک بر سر ظاہرا باطن مین ہین آئینہ وار
خوب احوالِ دلِ اہلِ صفا معلوم ہے

کیون جو آیا پانی شبنم نے دہن مین گل کی رات | حال کچھ اسکا تجھے باد صبا معلوم ہے
زاہدا اہل نظر کے اہل ہمت کے حضور | ہے گلی کا سر ترا دست دعا معلوم ہے
آہ و گریہ باعث افشائے راز عشق ہے | خوب مجکو کلفت آب و ہوا معلوم ہے
زاہدا برسون ہی گذری ہین دیار عشق مین | جو کہ ہر معلوم مجکو تجکو کیا معلوم ہے
آزمائش برسون ہی کی ہو دیار عشق مین | بیوفا معلوم حال باوفا معلوم ہے
عاشق شوریدہ سر کا جسقدر تجکو ہے دہیان | جسقدر ہے تیرے دل مین اسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو | کیا دل شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے
صورت برگ خزانے منتشر تھے عندلیب | جن دونون مین تھی نبدہی تری ہوا معلوم
گل ہنسا کیون عندلیب زار کیون نالان ہوئی | کچھ خبر اسکی تجھے باد صبا معلوم ہے
کیون گلون پر روتی ہے شبنم ہمیشہ رات بھر | باغبان کچھ اسکا تجکو ماجرا معلوم ہے
عاشق شوریدہ سر کا جسقدر رکھتا ہو دہیان | جسقدر ہی تیری دل مین اسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو | کیا دل شیدا تجھے اپنے قضا معلوم ہے
رند می آشام ہون آتی ہی موج بوئے گل | ساقیا میرا بھی تجکو مدعا معلوم ہے
سایہ بال ہمس بھجے ہین سائے کو ترے | جو قناعت پیشہ ہین تجکو ہما معلوم ہے

باوفا معشوق پر کرتا ہے نقد جان نثار
منعفی تیری تو مجکو انتہا معلوم ہے

تیغ کو کھینچے ہوئے وہ آجکل جانانہ ہے | دل مین اپنے بھی خیال ہمت مردانہ ہے
رہنے والا اسکا جو ہوشیار ہی دیوانہ ہے | ساقی گردون نے کس سے بھر خمخانہ ہے
ہلکو نفرت ہے ہمیشہ جا ملال انگیز سے | ہے ایکار خود بہت ہوشیار جو دیوانہ ہے
توبہ کی مینائے مے سے دل ہوا اپنا بے ملال | شمع تو گل ہے سلامت آجکل پروانہ ہے
خال ظاہر رخ پہ ہے پوشیدہ ہے خط سیاہ | دام ہے نیچے زمین اوپر زمین کے دانہ ہے
چھوٹ جاتا ہی دو عالم سے کھچے پیتے کمال | جو یہان دیوانہ ہے اہل وہان فرزانہ ہے
دھو گئی ہے اسکی کدورت آب عشق یار سے | دل ہمن پہلو مین اپنے گوہر یکدانہ ہے
ہو جبین سر تیغ کی دہمہ نمانہ زور کا | مری پیشانی بہ نقش سجدہ شکرانہ ہے

رندی سے انتقام کیا اسد ورمین پیدا نہین ۔ ساقی گردون کا جو الٹا ہوا پیمانہ ہے

پنجۂ شل سے بھی کار بستہ ہوجاتا ہے وا ۔ دیکہہ دل عقدہ کشائے زلف جانان شانہ ہے

جستجو دنیا کی اوسکو بھی ہو با بند و قار ۔ جانشین شیشہ ہے کیون گردش مین پیمانہ ہے

منشی پیر مغان نے یہ نصیحت کی مجہے
یاد رکھنا سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے

دل جگر صاف کئے مین نے بھی کب کے ایکے ۔ آئینے صفت نہ لوٹنا مین جلب کے انکے

دیکہے دل بیچہ رہون اور مین جھگڑونسے چھٹون ۔ ہاتھ آئین کوئی دلبر میری ڈہب کے اپکے

عشقِ سفاک ترے ہاتھہ سے گرا بکی بچون ۔ نہ رہون پہر مین کسی سی کبھی و کہنے لب کے

طفلی و عہدِ جوانی کا کہون کیا احوال ۔ عشق بازی مین بہت فرق ہی جھک ایکے

پہر کسی شب شب وصلت جو میسر ہووے ۔ شکوے اسنسے نہ کرون مین کسی ڈہب کے ایکے

بند شیرینی سے گو ہووے زبانِ خامہ ۔ وصف لکھون گا مقرر ترے لب کے ایکے

ختم غلط ہو وے اگر ہجر مین مین یاد کرون ۔ چین ایجان جہان وصل کی شب کے ایکے

کہینچ کر بھیجتا ہون یار کے رنگ کے تصویر ۔ شیشہ کر بھاگ ہی جائینگے حلب کے ایکے

خوف غماز نے روکا انہین شاید ورنہ ۔ آچکے ہوتے مرے پاس کب کے ایکے

غم دنیا نہ رہے دہشت عقبی سے چھٹون ۔ نام گر ورد کرون اپنے مین رب کے ایکے

جل تجہے نامہ مرا خون کبوتر ہو سوخت ۔ لکہون احوال اگر ہجر کی شب کے ایکے

میرے خالق نے مرے حال پہ کچھہ رحم کیا ۔ خط جو وہ بھیجتے ہین میری طلب کے ایکے

چشم و رخ وہ لب لالین وہ ہلال ابرو ۔ کئے معشوق نظر آتے ہین ڈہب کے ایکے

کوہِ غم جو کہ مری جان پہ گذرا گذرا ۔ کس سے احوال کہون رنج و تعب کے ایکے

جنت و باغ ارم خلدِ برین راحت جان
منشی وصف یہ لکھہ انکے لقب کے ایکے

دست جنون سے جب جگر و دل بدل گئے ۔ دونو جہان کے دور سے باہر نکل گئے

لیلے ملی نہ قیس نہ شیرین نہ کوہ کن ۔ دیوانہ وار جانب دشت و جبل گئے

اس مہ جبین یار کے در پر ہزار بار — مانندِ آفتابِ فلک سر کے بل گئے

ترچھی نگاہِ یار تھی سیدھی نہ ہو سکی — ہرگز اصیل تیغ کے ہم سے نہ بل گئے

بادِ خزان چلی چمنِ روزگار مین — اچھا ہوا مرے جگر و دل سنبھل گئے

جتنے حسین ہوے مرے نا آشنائے حال — آنکھوں سے اپنے صاف اشک کی صورت ڈھل گئے

مجبور جنونِ عشق کا احسان کمال ہے — جنگل کو لیگیا جگر و دل بہل گئے

ترسوئے حسین پہ حسرتِ دل لوٹ پوٹ ہین — لڑکے تجھے دیکھ کر یہ کھلونہ مچل گئے

جاتے ہین قافلے پہ چلے قافلے تمام — کتنے عدم کو آج گئے کتنے کل گئے

جاتے ادب ہی ملکِ عدم یار منتخبی — جتنے گئے ادھر سے ادھر سر کے بل گئے

کہین جو ذکر ترا خوش جمال ہوتا ہے — ہمارے حال کا کچھ اور حال ہوتا ہے

نمود خطِ سیہ کے نہین ہے زینہ ترے — غرورِ حسن کا یہ انفعال ہوتا ہے

مزا وہی کچھ اٹھاتا ہے خاکسار کیا — جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتا ہے

برا نتیجا ہے پیری کو اے دلِ نادان — جسے کمال ہے اسکو زوال ہوتا ہے

ذلیل سے نہین پھبتی شریف کی صحبت — نصیب درد کشو نکو زلال ہوتا ہے

تلاشِ یارِ وفادار دل تو کرتا ہے — جنون و خبط مین ایسا خیال ہوتا ہے

زوالِ حسن مین جاتا ہے دل پئے جانان — غریب کند چھری سے حلال ہوتا ہے

گلی مین اس سے ہوئی سخت گفتگو ایسی — لحد مین جیسے جواب و سوال ہوتا ہے

فلک پہ کانپتا رہتا ہے پنجۂ خورشید — کبھی جو غیض مین وہ لال لال ہوتا ہے

دکھاتا ہون مین اسے صاف آئینہ دل کا — جہان مین جو کہ حسین بے مثال رہتا ہے

بہارِ خلد کا سنتا ہون وصف مین جس دم — تمہارے رخ کا مجھے احتمال ہوتا ہے

لگائیے دل کو وہی گیسوئے شکن زدہ سے — کہ جسکو منتخبی جینا وبال ہوتا ہے

راہ تب کوئے خرابات کی پہچانی ہے — خاک برسون ہی درِ عشق کی جب چھانی ہے

جمع ہین لخت جگر جوشش پہ ہے خون جگر
خانۂ دل مین غم یار کی مہمانی ہے

جھگڑی بار محبت کا اُٹھایا مین نے
نہ سکے بولا کہ یہ عاشق نہین شہ ہانی ہے

مجکو سکتا ہے وہ مصرف ہو آرایش کا
آئینہ دیکھتا ہے وہ مجھے حیرانی ہے

حسن کا نازاُسی عجز پہ ہے مجکو غرور
مین بھی بے مثل ہون گر یار وہ لاثانی ہے

جو دم ذبح تھا عالم مری ناچاری کا
شاہد اسدم کا خدا ہے دم قربانی ہے

کوچۂ یار کی جانب کو کھنچا جاتا ہے
دل ہے دیوانہ طبیعت نہین دیوانی ہے

زن دنیا سے سروکار نہین رکھتا ہون
شکر خالق کا طبیعت مری مردانی ہے

ناصح اس بزم مین مدت سے قدم ہے میرا
میرزائی نہ وہان ہے نہ وہان خانی ہے

بی ثباتی ہے نمایش چمنِ عالم کی
دیکھ لو چشم حقیقت سے جہان فانی ہے

دختر رز کو مین رکھتا ہون بہار گل میز
مولوی کہتے ہین مجکو یہ بڑا زانی ہے

حرکتین دیر مکافات مین جو جو کی ہین
شاہد اس حال کا اپنا خطِ پیشانی ہے

بسترِ خاک پئے اہل قناعت منعم
راحت افزا صفت مخمل کا ثانی ہے

اسقدر خوانِ قناعت نے مزا بخشا ہے
ہے زبان منھ مین کہ تر لقمہ بریانی ہے

مرغِ جان تو قفسِ تن مین نہ گھبرا اتنا
اکدن دیو غم عشق کی مہمانی ہے

صدمۂ فرقت نہ بیان کر اوس سے علمی
عمر کوتاہ ہے قصہ ترا طولانی ہے

کرتے ہین چین ہجو حسن و جمال والے
پھرتے ہین مارے مارے کیا کیا کمال والے

میری طرح سے اکدن بازار سے جہان کے
جاوینگے ہات خالے جتنے ہین مال والے

دم دیکے پھانستا ہے عشاق کے دلون کو
مین جانتا ہون تجکو زلفون کے جال والے

محشر کا معرکہ ہو جسدم جہان کے اندر
اسدن ہمین بچانا او لمبی ڈہال والے

بلبل ہین تیرے ہم بھی باغ جہان کے اندر
او گل سے گال والے سنبل سے بال والے

تنہا لحد کے اندر ہونگے گدا کے صورت
جتنے ہین اس جہان مین جاہ و جلال والے

زلفِ شب چدائی تیری بڑی بلا ہے
اسکا خیال رکھنا او لمبی بال والے

عاشق ہین ہم بھی تیرے ابرو کے او رخ کے — ہمکو بھی یاد رکھنا بدر و ہلال والے

بھولے ہین دو جہان کو سدّ بنہین کسی کے — جو جو ہین اس جہان مین تری خیال والے

ضیا دنے بچھایا گلشن مین دام و دانہ — سُن گلعذار والے او خط و خال والے

میری طرح سے اکدن بازار سے جہاں کے — جائینگے ہاتھ خالی جتنے ہین مال والے

منصور و قیس و وامق فرہاد و مشتی سے
کیا کیا گئے جہان سے فضل و کمال والے

بے رُخِ ماہ وش جو آتی ہے — شبِ مہتاب کس کو بھاتی ہے

جب صبا بوئے یار لاتی ہے — جانِ تازہ بدن مین آتی ہے

سُن چکا ہون مین گفتگوئے صنم — نغمے بلبل کسی سناتی ہے

یار ہے باغ مین نہ دورِ شراب — فصلِ گل یون ہی آتی جاتی ہے

طپشِ غم ہر استخوان کو مرے — شمع کیطرح سے گھلاتی ہے

داغ دل پر ہین مین فرقت کے — موت آنکھین مجھے دکھاتی ہے

صبح کرتی ہین گریبان چاک — یار جاتا ہے جان جاتی ہے

شب فرقت مین یار جانی کے — زندگی کس شقی کو بھاتی ہے

شاخین ہلتی ہین نخلِ گل کی تمام — فصلِ گل یا پچھاڑین کھاتی ہے

آمد آمد نہین ہے پیری کی — موت آتی ہے موت آتی ہے

ہے نہ ساقی نہ قلقلِ مینا — کیون تو بلبل دماغ کھاتی ہے

آتشِ گل بغیر روئے صنم — آگ دل مین مرے لگاتی ہے

اسکے تیرِ نگاہ کے آگے — شعر سے جو وہ ہماری چھاتی ہے

تپ ہجرِ صنم کا حال نہ پوچھ — کھا چکی دل کو جان کھاتی ہے

صحبت غیر سے کرو پرہیز
کون صاحب برے کا ساتی ہے

کس پہ ہو کا آہی دل مرا دیوانہ ہے — کچھ نہین معلوم یہ کس شمع کا پروانہ ہے

کیا کہوں میں کس گلستاں میں مرا کاشانہ ہے
آشنائے حال جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

یہ کیا تعلیم کل پیرِ دبستان نے مجھے
سب سے اچھا ور بہتر مشربِ رندانہ ہے

مجھ گدا سے بے سروساماں کا یہ ساماں ہے
آہ سوزاں شمع ہے داغ جگر پروانہ ہے

کثرت زہاد سے ہے کعبہ دین کو فروغ
مجمع زنار پوشاں رونق بتخانہ ہے

کوبکو ہے جو پے دنیائے دوں خانہ خراب
اک دیوانہ ہے وہ بلکہ سگ دیوانہ ہے

حال دہلی شاہ دہلی کو کروں میں کیا رقم
گنج تھا جس جا پہ اس جا آجکل ویرانہ ہے

عاشقی کہتے ہیں جسکو نقد جاں ہے اسکا مول
جسکا جی چاہے وہ پے لے زہر کا پیمانہ ہے

سر کا دیدینا تمارِ عشق میں آساں نہیں
ہوں وہ عاشق میرے آگے بازی طفلانہ ہے

راتدن رہتے ہیں خدمتمیں یہ اسکی دو ہیں پاس
آئینہ ہے روبرو زلف سیہ میں شانہ ہے

جو کہ مرتا ہے فروغ ہستی گمراہ پر
میں سمجھتا ہوں چراغ غول کا پروانہ ہے

ہے لباس فقر پہنے جو گدا دنیا پرست
شیر کے برقعہ میں گویا وہ سگ دیوانہ ہے

خاکساری میں ہے ادنی عشق کامل کا کمال
جطرح سے گنج کا مرکز دل ویرانہ ہے

عیب بھی جائے ہنر ہوتا ہے اپنے حال پر
بھی شانہ کسقدر زیبا مگر دندانہ ہے

جسقدر علمائے دین تھے لکھنو کے مٹ گئے
جس جگہ گنج معانی تھا وہاں ویرانہ ہے

آہ سوزاں سے مرا جس مرتبہ جلتا ہے دل
شمع رو اسکا گواہ حال ہر پروانہ ہے

کیا مقابل ہوگی افواج غم دنیائے دوں
پاس میرے ایک تیغ ہمت مردانہ ہے

وہ پری بولا بہار حسن اپنی دیکھکر
منتہی سا اپنا کوئی اور بھی دیوانہ ہے

خواہان وصل یار مرا بند بند ہے
ہر ایک عضو تن کو یہ راحت پسند ہے

اہل جہاں کے ہاتھ سے اسکو گزند ہے
منصور کیطرح جو بیاں حق پسند ہے

خال جبیں ہے اور رخ آتشیں یار
مجمر عجیب ہے یہ عجائب سپند ہے

میں بھی ہوں خاکسار در دوست افلاک
تو سر بلند ہے مرا رتبہ بلند ہے

راضی ہیں اسمیں ہم کہ جو جسمیں رضائے دوست
ہمکو ہے وہ پسند جو اسکو پسند ہے

خال جبین یار سے تشبیہ جبکہ دے — ثابت ہوا زحل کا ستارہ بلند ہے

شکوہ ہوا ہمین یا کہ شکایت جہان کے — اپنا سخن ہر ایک نصیحت ہے پند ہے

اس قالب تہی مین ہنسی روح ہے مری — اچھا ہوا رکاب مین پائے سمند ہے

رنج شب فراق کو سن سن کے یہ کہا — اس سے بیان کرو جو کوئی دردمند ہے

دنیائے دو دن کے پاس نہ پھٹکا وہ کبھی — اس دہر بے ثبات مین جو ہوشمند ہے

منصور تجکو دار ملی کوہ کن کو کوہ — خاصان ذوالجلال کا رتبہ بلند ہے

عشق بتان ہند مرے دل مین ہے مقیم — اس گنبد گلی مین بڑا دیو بند ہے

روز فراق اور شب وصل عاشقان — دیو سفید یہ ہے وہ مشکین پرند ہے

چاہے ہما کو بام فلک سے تر کھینچ لائے — آہ دل غریب رسا وہ کمند ہے

بعد از فنا کرینگے تجھے یاد منچلے
کس واسطے کہ خلق تو مردہ پسند ہے

گیسو ہون جبکہ ترے زہر اگلنے والے — جگر و دل یہ نہین ہم سے سنبھلنے والے

اڑ گئے خاک نشین جب تری در کے اوپر — صفت نقش قدم پھر نہین ٹلنے والے

یار و اغیار کا اسوقت کھلیگا احوال — جھگڑی ہو وینگے جوبن تری ڈہلنے والے

بزم مین شعلۂ رخسار نظر آتا ہے — شمع سان ہونگے جگر و دل یہ پگھلنے والے

دل سے جب لکھونگا مضمون قد زیبا کے — شعر ہو وینگے مرے سانچے مین ڈھلنے والے

مار گیسو کی مرے دل مین جگہ ہوتی ہے — آستین کے یہ ترے سانپ ہین پلنے والے

چشمۂ چشم سے یہ اشک تجھے دیکھین گے — چہرہ سیماب کی صورت ہین ابلنے والے

بند ہوتا ہی نہین ملک عدم کا رستہ — رات دن چلتے ہین اس راہ کے چلنے والے

فصل گل آتی ہے جلدی کرو اصلاح مزاج — پھر سنبھالے سے نہین ہم ہیں سنبھلنے والے

تو کدھر جاتا ہے لے جوش جوانی ہتلا — ٹھہر جا ٹھہر کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

خون عاشق کے لئے ملتے مین مہندی جو آج — کف افسوس وہ کل ہونگے ملنے والے

جو کہ آزاد ہین اس باغ جہان کے اندر — صورت سرو نہین پھولنے پھلنے والے

عشق نیرنگ سے اس بت کے خبردار اے دل — آسمان وار یہ ہین رنگ بدلنے والے
صاحب طرف ہوا سمین کہ کوئی ہو کمظرف — گور کے سانچے مین اکثر رہین ڈہلنے والے

منتقی کیون کیا افسوس گئے یار و نکا
کس لئے ہم بھی ہین اس راہ کے چلنے والے

سنا ہے یار وہ مجھسے خفا ہے — مرے قسمت کسیکا اسمین کیا ہے
اگر وہ بت عبث ہم سے خفا ہے — نہین کچھ غم ہمارا بھی خدا ہے
یہ دنیائے دنی دار فنا ہے — کہ جسکا نام باقی ہے بقا ہے
ترے عناب لب میرے مسیحا — مریض عشق کی اچھی دوا ہے
سمجھ لے مسند شاہی سے بہتر — جو تیرا بوریا ہے بے ریا ہے
نہ کر جسم گلی پہ ناز نادان — یہ مشت خاک ہے اکدن ہوا ہے
نہین ملتا لب شیرین کا بوسہ — مزا کیسا دہن کا بدمزا ہے
کھنچا جاتا ہے یہ دل سوئے قاتل — خدا ہی جانے اسکو کیا ہوا ہے
وہ بولا نالہ بردرد سنکر — عجب یہ عندلیب خوشنوا ہے
سما ہی روح ہے جسم گلی مین — کہ مشت خاک کے اندر ہوا ہے
اسے تو دولت وصلت سے کر شاد — ترا عاشق ہے بہ مسکین گدا ہے
طمانچون سے کیا ہے گل کا منھہ لال — تعدی پر مگر دست صبا ہے

مغان کے ہاتھہ سے اے رند بیمار
مے گلرنگ پے پہلے شفا ہے

نہایت تنگ آیا ہون بتون کی بے نیازی سے — کرونگا ایکدن توبہ مین آخر عشقبازی سے
بہت پرہیز کرتا ہون جہانکی امتیازی سے — خدا محفوظ رکھے مجھکو دنیا کے نمازی سے
گدا کو شاہ کرنا شاہ کو مثل گدا صاحب — یہ بندہ خوب واقف ہے تمھاری کارسازی سے
پہنسانا طایر دل کو بنا کر حلقہ گیسو — مین واقف ہوگیا ہون ان بتونکی جالسازی سے
جیسے عشق دلی ہو نہ اس محبوب کا زاہد — خدا راضی نہین ہوگا کبھی ایسے نمازی سے

سوار ابلق ایام رہتا ہوں نہیں روز و شب — تمنا ہے نہ مجکو ترکی کی نہ مطلب مجکو تازی سے
کبھی سرمہ لگاتا ہوں کبھی مسّی کبھی مہندی — زمانے کو لبھاتا ہے تو اس نیرنگ سازی سے
بٹھا کر پاس ہمکو غیر سے گرم سخن ہونا — میں باز آیا تری اے یار ایسی سرفرازی سے
عبور زورق دل کس طرح ہو بحر دنیا سے — اسے پوچھونگا میں اکدن کسی کامل حجازی سے
قناعت پیشہ کو انکار ہے دنیا کی حشمت سے — تنفر ہے حقیقت کوش کو عشق مجازی سے
غنی کر دی گدا گویا دنیا ہی دیگر دنیا کی — نہیں یہ دور اے صاحب تری بندہ نوازی سے

ہر اک حالت میں جو اصلاح پر رکھتا ہے عالم کو
وہی اے منتقی واقف ہے اپنی کارسازی سے

توبہ کی جب سے آشنائی کی — دھوم ہے اپنی پارسائی کی
کعبہ و دیر میں رسائی کی — خوب ہی سیر کی خدائی کی
تجھ سے او پیر چرخ ناہنجار — کس کو امید ہے بھلائی کی
ہم نے جوش بہار میں اکثر — دختر رز سے آشنائی کی
اس شہ حسن کا ہے دل میں خیال — جو بغل میں ہے بادشاہی کی
مفلسی میں رہا ہوں مستغنی — کیا گدائی میں بادشاہی کی
رند کو ہے تلاش میخانہ — شیخ کو فکر ہے خدائی کی
جو ہیں بیمار عشق اوس عیسے — انکو حاجت نہیں دوائی کی
اسکو مارا جلا دیا اسکو — ان بتوں نے بھی اک خدائی کی
مجکو بتلا زمانۂ غدار — تو نے کس سے نہیں برائی کی
قاصد آج آکے رہ گیا در تک — میری قسمت نے نارسائی کی
شب وصلت نہ کیجئے تکرار — بات اچھی نہیں جدائی کی
ہو مبارک اسے بہار چمن — جس کو امید ہو رہائی کی
عشق کے کوچہ [illegible] تو کل میں — دھوم ہے اپنی بے نوائی کی

حرص دنیا ہی منتقی پیارے

قدر کھوتی ہے میرزائی کی

جو شخص مستِ بادۂ کبر و غرور ہے
اُسکو کہان مذاقِ شرابِ طہور ہے

مسجد مین خانقاہ مین مغ کی دکان مین
جس جا پہ دیکھتا ہون اُسیکا ظہور ہے

دنیا مین رازِ عشق سے آگاہ کون ہے
اس بحرِ موج خیز سے کس کو عبور ہے

مردہ دلون کے راز سے آگاہ کون ہے
کس شخص کو جہان مین کشف قبور ہے

سرمہ سی زیبِ چشم حنا بند زیب دست
کس درجہ میرے یار کو مشق فتور ہے

پابند کچھ وہ سبحہ و زنار کا نہین
اے شیخ و برہمن وہ بہت تمسے دور ہے

نفس سگِ پلید پہ جو اپنے شیر ہے
مین جانتا ہون اُسکو بہادر ہے سور ہے

جسکے ہے آنکھ چشم حقیقت سے آشنا
وہ یار پردہ دار تو اُسکے حضور ہے

پاتا ہون یہان ہر اک کو گرفتار ناو نوش
انسان ہین کہ مجمع وحش و طیور ہے

تھوڑا کفن زمین بھی تھوڑی سے چاہیے
شاہ و گدا کو اور یہان کیا ضرور ہے

یہ شیخ بے وقوف بھروسہ پہ زہد کے
خواہان ارم کا اور طلبگار حور ہے

ہو نانِ نعمت اسمین کہ یا نان جوین تر
دن رات گرم یاز فلک کا تنور ہے

ایسی بسی ہے گیسوے عنبر شمیم سے
روحِ لطیف جسم مین ہے یا بخور ہے

ہوتا ہے بے نقاب جو وہ ماہ بام پر
کہتے ہے اوسکو خلق کہ وہ شمع طور

یاران رفتگان کی جو ملتی نہین خبر
شاید مقام اُنکا بہت یہانسے دور ہے

پیری مین ڈہونڈتا ہے عبث یار باوفا
اس منتقی سا آج کوئی ذی شعور ہے

ناصح ہے کون رندی آشام کے لئے
بخیہ نہین ہے جامۂ احرام کے لیئے

آئے ہین لوگ چین نہ آرام کے لیئے
تقدیر لائی ہے فقط الزام کے لیئے

رکھتا نہین ہے پردۂ ناموس کی خبر
مرتا ہے کیون جہان مین بدنام کے لیئے

خوشبو ہے تنگ غنچہ ہوا ہے دہن مرا
توبہ ہے جب اُسکے چہرۂ گلفام کے لیئے

کعبے گیا کبھی مین کبھی دیر کی طرف
پیدا ہوا ہون گردشِ ایام کے لیئے

نقد دل و جگر نہین پہلو مین آج کل — قاصد اڑا ہے یار کا انعام کے لیے
افسوس ہے کہ ہمکو درم واپسین کھلا — کیا کر چلے ہین آپ تجھے کس کام کے لیئے
کہتے ہین جس کو صبر جان خراب ہین — ہے شہسوار ابلق ایام کے لیئے

نام انکو بلند ہو دنیا مین منتہی
اونچا نشان قبر نکو نام کے لیئے

نفرت ہی اسکو عاشق بےنام و ننگ سے — جلتے ہے شمع بزم سراسر پتنگ سے
ساقی سے میکدہ مین اٹھا تھا جنگ سے — دریا مین رہکے بیر نکو نا نہنگ سے
سنبل ہے منتشر تری گیسو کے ڈہنگ سے — ہوتا ہے زرد گل ترے چہرے کے رنگ سے
اکدآپ ہین کہ مرگ پہ عاشق کے شاد ہین — کیا شمع روئی رات کو سوز پتنگ سے
تر چھیے نگاہ یار ہی تھی خدا نگہ — کچھ کم زبان سخت نہین خشت و سنگ سے
تھا گل مین رنگ و بو وہ فلک پر تھا نور ماہ — دکھلائے شکل یار نے ہر ایک رنگ سے
ممکن ہو بوریا بھی اگر بے ریا بچھے — باز آؤن اس جہان کے مین نام و ننگ سے
نکلا ہی خط سبز رخ سرخ یار پر — آلودہ تیغ ناز ہوئی ہے یہ زنگ سے
جس روز سے ہے صحبت آوارگان — نفرت ہے مجھکو نام سے بہتر ننگ سے
جس روز سے ہے دلکو خط و خال کا خیال — رغبت کمال رہتی ہی تریاک و بنگ سے
مشہور دہر مین قدر انداز ہو بہت — طوطا نہ اوڑ سکا کبھی تیر تفنگ سے

برگشتہ ان بہادرون سے رہا ربط منتہی
الفت دلی ہے اسلئے شمشیر جنگ سے

دکھلائی جب سے یار نے نازک کمر مجھے — در پیش ہو رہا ہے عدم کا سفر مجھے
ملک عدم سے کھینچ کے لایا ادہر مجھے — لیجائیگا یہان سے مقدر بکدہر مجھے
البتہ ہو عزیز بہت مال و زر مجھے — آتا اگر ہو دہر مین بار دگر مجھے
کیون کر رہی ہی حقیر تبار وکے پیش یار — کسواسطے ڈبوتی ہے او چشم تر مجھے
کیا دیکھتے ہین میٹھی نگاہون سے جبین — کیسے نظر لگاتے ہین اہل نظر مجھے

آہ و فغان کو سنکر مری یار نے کہا
سہتا تا نہین ہے آپکا یہ کر و فر مجھے

بزمِ صنم مین سر کو کٹا دون مین مثلِ شمع
سرکارِ عشق سے جو ملے اور سر مجھے

آنکھون مین جب سے جلوۂ جانان ہے آنکا
ذرّے دکھلاتے ہیتے ہین شمس و قمر مجھے

بوسے ملین گے کب دُرِ دندان یار کے
کب دیگا بحرِ حسن وہ لعل و گہر مجھے

دو دن کی زندگی کے لئے اس جہان مین
حرص و ہوا پھراتے ہے کیون در بدر مجھے

پیری مین داغِ عشق فروزان ہے کسقدر
تقدیر نے بنایا ہے شمعِ سحر مجھے

ہر شعر یادگار رہے میرا جہان مین
اللہ نے عطا نہ کیا گو پسر مجھے

بیمارِ عشق ہون نہ طبیبو کرو علاج
مانو خدا کو چھوڑ دو اللہ پر مجھے

دیکھا جو اس دو راہی مین ہستی کے غور سے
ہر اک دکھانے دینے لگا رہگذر مجھے

اس دل نے راہِ عشق مین کیسا بھلا دیا
مانندِ غولِ دشت ہوا راہبر مجھے

بے شبہہ قدر شاہ کی ہوتی ہے شاہ کو
اہلِ ہنر سمجھتا ہے اہلِ ہنر مجھے

دلمین ہے آس لگا رکھے جا میری شہنشہی
اللہ نے دیا ہے عجب گھر مین گھر مجھے

بد مغز دل زبان سے مری شاد کیا کرے
نامرد لیکے خنجرِ فولاد کیا کرے

دانا ہے یار عاشقِ ناشاد کیا کرے
ہو صید ہوشیار تو صیاد کیا کرے

نا قدردان کسی کا بھی دل شاد کیا کرے
نامرد مرد کی کوئی امداد کیا کرے

دیوانگانِ عشق کا عالم ہی اور ہے
کیا ہو سکے طبیب سے فصاد کیا کرے

نیرنگِ حسن کا جو طلبگار دیدار ہوئے
کھنچے وہ سیر عالم ایجاد کیا کرے

گاہک ہے جانکا جگر و دل تو لے چکا
اسکے زیادہ وہ ستم ایجاد کیا کرے

دنیا کا مال و زر بھی دیا اپنی جان بھی دی
قسمت مین ہو نہ دید تو شداد کیا کرے

سبکو تو کیفِ عشق نے مدہوش کر دیا
عاشق غریب نالہ و فریاد کیا کرے

نقدِ دل و جگر تو وہ مدت سے لے چکا
ہون منتظر کہ اور وہ ارشاد کیا کرے

وصلِ جمالِ یار کی گر انتہا نہین
پھر لیکے کوئی خانہ فولاد کیا کرے

کونین سے جدا ہے اگر طالب وصال
پھر لیکے مال و زر ترا آزاد کیا کرے

لکھا ہوا ہے کاتب قدرت کے ہاتھ کا
اصلاح خط پہ یار کے حداد کیا کرے

ہوتا ہے اہل زر کا ہر اک سیچ ہی مشتہی
مجھسے غریب کی کوئی امداد کیا کرے

الفت ازل سے دی مجھے حسن شریر کی
یاران غم سے کیون ملی مٹی خمیر کی

سنتا نہیں وہ عاشق مفلس حقیر کی
چلتی نہین ہے شاہ کے آگے فقیر کی

بلبل چہکرہے ہین گلستان مین اندنون
آواز آرہی ہے مرے ہمصفیر کی

چین جبین شاہ مبارک ہو شاہ کو
مین جانتا ہون موج ہے میرے حصیر کی

صندل دل کو میرے خدا جانے کیا ہوا
اب کے شب وصال نے کیون آنے مین دیر کی

بو چھوٹکا چلکے اہل قناعت سے اکدن
لذت ہو کیسی آپ کے نان شعیر کی

لکھی تھی جب نصیب مین بندگی عاشقی
اسدم کہان تھی عقل ہماری دبیر کی

ماہ تمام دیکھکے دل نے مرے کہا
تصویر یہ تو ہے کسی روشن ضمیر کی

گاہے قفس مین ہے کبھی پھندے مین دام کے
مٹی خراب رہتی ہے تیرے اسیر کی

دیر و حرم مین ڈھونڈتے ہین شیخ و برہمن
ماری پڑی ہے عقل صغیر و کبیر کی

منھ بھر گیا ہے نعمت دنیا سے مشتہی
لذت ملی ہے جب سے کہ نان شعیر کی

حال گل بلبل و صبا جانے
میرے دل کی لگی خدا جانے

وہ رہے کوچۂ توکل مین
نقش جب نقش بوریا جانے

عاشقی کی خبر ہے عاشق کو
مدعا اہل مدعا جانے

کوچۂ زلف کا جو پوچھا حال
ہنسکے بولے مری بلا جانے

مرض عشق کی حقیقت کو
کوئی بیمار لا دوا جانے

نعیم عاشق سے کیا خبر اسکو
درد فرقت مسیح کیا جانے

کار دنیا سے ووہون بریت دلا
کوئی بے ننگ و بے حیا جانے

عشق بازی مین وہ قدم کو دہرا — اس خبر کی جو مبتدا جانے
اثرِ رازِ گریۂ عاشق ہو — چشم جانے یہ ماجرا جانے
حال دیوانگانِ عشقِ صنم — چمنِ دہر کی ہوا جانے
جو گدائے درِ محبت ہو — رنج کو اپنا پیشوا جانے
دل سے آئینہ کا ہمارے حال — ہے کوئی صاحبِ صفا جانے
رنج و راحت کی قدر عالم مین — شاہ کیا جانے کیا گدا جانے
حال اہلِ جہان کی طینت کا — جو کہ ہو صاحبِ دغا جانے
حالِ جانبازی کا تری فرہاد — جو کہ ہو صاحبِ وفا جانے

جسکو ہو وے عبورِ بحرِ سخن
منتہی کی وہ انتہا جانے

تو دنیا مین جو صفا دل ہے — چاہ نخشب کا باہ کامل ہے
مائل ہے دغا اگر دل ہے — نقش حب اسکا نقش باطل ہے
اُس شہ حسن کا جو مائل ہے — شاہ اُسکے گدا کا سائل ہے
خوش ہے موج ہوا میانِ بہار — بھر دیوانگان سلاسل ہے
جو کہ ہے فنِ شعر سے آگاہ — شخص فاضل ہے مرد قابل ہے
بحر ہستی مین جو ہے دریا دل — خشک و تر لب مثالِ ساحل ہے
کیا دکھاتا ہے دیکھئے اُسکو — آئینہ یار کے مقابل ہے
ترک جسنے کیا ہے دنیا کو — مرد دانا ہے شخص عاقل ہے
سہل تر ہے تمام کار جہان — دل لگا کر چھڑانا مشکل ہے
جسکے دل مین نہین ہے جائے کرم — گو یا بے آب چاہ بابل ہے
دور ہے کلفتِ زمانہ سے — فضل حق جس کسی کے شامل ہے
موت سے کم نہین ہے رخصتِ یار — نزع کا دم کمال مشکل ہے

اُسکے کوچے مین جمع ہین عاشق — باغ مین مجمع عنادل ہے

یہ مرقع جہان کا اے دل — چشم بینا مین نقشِ باطل ہے

قتل کرتا نہین وہ عاشق کو — یارِ نادان اپنا قاتل ہے

عشق کے فن مین ضبط رکھتا ہے
عاشقی کو کمال حاصل ہے

نہ مارا کس لئے عاشق کو او بیداد گر پہلے — کیا تو نے نہ کیون قاتل یہ قصدِ مختصر پہلے

شکایت بعد کرنا کثرتِ عشاق کی غافل — تو حسنِ خوبی پر اپنے تو کر جانی نظر پہلے

نظارہ بعد کر اُس تیغ ابرو کا دلِ نادان — اگر عاشق بہادر ہو تو کر سینہ سپر پہلے

نکرتا قصد جانے کا کبھی سوئے عدم عاشق — خبر لاتا جو وصلت کی اگر تو نامہ بر پہلے

سنا ہے منزلِ جانان نہایت دور ہے غافل — جو ہے دانا تو پیدا کر دلا زادِ سفر پہلے

اسی سے عاشقِ جانباز کو بیدل ہی گنتی مین — کوئی گذرا ہے شاید آپ ہی مفت پر پہلے

نہ کر کے صبر اسد دل نے مجھے کیا کیا کیا رسوا — نہ مرتا تشنہ لب پیتا اگر خونِ جگر پہلے

کبھی رکھتے ہین قاصد بعد دینا خطِ شوقیہ — قدم پہ یار کے رکھنا میری جانب سے سر پہلے

صفِ مژگانِ اشک آلود کے آگے وہ جب آئے — سیاہی اپنے منہ کی چھوڑ جاے ابرِ تر پہلے

نہ اس پست و بلند عشق کی یون ٹھوکرین کھاتے — دلِ نا فہم کو گرتے جو ہم زیر و زبر پہلے

نہ پھرتے عشقی در در نہ دہشت حشر کی ہوتی
جو ہم اس منزلِ ہستی سے کر جاتے سفر پہلے

نمودِ خط یہ دکھاتے ہو تم جمال مجھے — کرو گے کُند چھری سے مگر حلال مجھے

مین تشنہ لب ہی رہا حدت سے ہون زخودرفتہ — پکڑ لے ہاتھ مرا ساقیا سنبھال مجھے

زبانِ راست مری منہ مین دی ہے خالق نے — ہزار شکر دیا لقمۂ حلال مجھے

فغان و نالہ و دیوانگی و جامہ دری — یہ فنِ عشق مین حاصل ہوا کمال مجھے

نہ ڈالا سایہ نہ قد سروِ نازنین نے مجھپر — کیا نہ باغِ جہان مین کبھی نہال مجھے

تپِ فراق کی جھیلی ہین گرمیان برسون — دکھائے دیگا نہ اسد رخِ ہلال مجھے

گرا نظر مجھے آتا ہے رشک دنیا دار — دکھائے دیتا ہے شیر ژیان شغال مجھے
نمود خاک سے میری ہے مثل نقش قدم — ہون بے ثبات فلک کر نہ پائمال مجھے
کسی کے دولت وصل [illegible] ہو کس طرح ممکن — وہ نا دہند ہے آتا نہین سوال مجھے
دوکان پیر مغان تک مین صرف کر دیتا — کیا نہ ساقی گردون نے کیون کلال مجھے
الٰہی وہان مجھے قید حیات مین لیچل — شباب عود کرے پھر نہ ہو زوال مجھے
مین رند پیر خرابات کا ہون دیوانہ — ہر ایک کہتا ہے احباب با کمال مجھے
درازیان شب فرقت کی بسکہ جھیلے مین — دکھا نہ اپنے صنم لمبے لمبے بال مجھے
ستو مین شیخ و برہمن کی تا کجا یارب — بکھیڑے سے حرم و دیر کے نکال مجھے
مرید پیر خرابات رند مشرب ہون — جو بد خصال ہین کہتے ہین بد خصال مجھے

خدا ہی جانے کہ مین حال اپنا کیا کرتا
دکھائے دیتا جو اے منشی مال مجھے

کاتب اعمال ناحق در پئے تقدیر ہے — دیدۂ انصاف مین ہر ایک بے تقصیر ہے
ایک مدت سے نہین اسمین خیال روے دوست — دل ہے پہلو مین وہ یا اوجڑی ہوئی جاگیر ہے
لکھ لیا ہے اپنی خاطر خواہ اسنے مجھکو کیا — ایکدن محشر مین مین ہون کاتب تقدیر ہے
بیٹھ ہر کے دل دوڑتا ہے کوچہ سفاک مین — ان دنون مین موت اسکی کیا گریبان گیر ہے
کسقدر ایذائے فرقت دی ہے مجھکو عمر بھر — حشر کا میدان ہے مین ہون اور وہ بت بے پیر ہے
مد بسم اللہ ہے ابرو نہین اس یار کا — گرد رخ کے خط نہین قرآن کی تفسیر ہے
پاس ہے روئے صبیح یار کے زلف سیاہ — یا برابر مار کے لبریز قدح شیر ہے
ہے یقین اسکو نشانے تک خدا پہنچائیگا — آہ بے تاثیر اپنے گو ہوا سے تیر ہے
نیک و بد تو نے جو لکھا تھا وہی مین نے کیا — کاتب تقدیر اسمین کیا مری تقصیر ہے
دولت وصلت طلب کرتا ہون اس سے دیکھئے — بھیجتا قاصد تو ہون آگے مری تقدیر ہے
کونسے دل مین نہین ہے عشق کی جا ناصحو — کیا صفت اسکی کہ ہر دل مین شاہِ عالمگیر ہے
دل اگر [illegible] آتا ہو [illegible] — [illegible] خاک ایسا کونسا دلگیر ہے

کون پہنچائے گا اوسکو منزل مقصود تک　　یہ دل شیدا بہت نادان ہے بے تدبیر ہے

ولہ

گر ہوس کو دل شیدا مین مرجا دی ہے　　تیغ چوبے سے جڑا قبضۂ فولادی ہے
مرغ مضمون کا پکڑنا بڑی استادی ہے　　شاعری بھی مگر اک پیشۂ صیادی ہے
کیا کیا مجکو نہ ستایا ہوس دنیا نے　　نفس امارہ نے کیا کیا نہین ایذا دی ہے
دست بستہ ہے جنون وحشت دل حاضر ہے　　عشق کامل مرا جسبدن سے ہوا ہادی ہے
دور ہے خط سیہ فام ترے چہرے سے　　آج تک فرد عمل یار تری سادی ہے
ہوگیا آنکھو نسے معدوم جہان کے اکبار　　کوچۂ یار مگر گلشن شدادی ہے
کون عاقل رہے کس کو کرے دیوانہ بہار　　کون آباد ہو کس کے لیے بربادی ہے
حسن نیرنگ نے جلوہ وہ دکھایا ظالم　　جسکے ہاتو نسے زمانا ترا فریادی ہے
کونسا رند نہین تابع فرمان اسکا　　دختر رز بھی آلحق کوئی شہزادی ہے
دیکھہ کر جیتا تھا صیاد حسین کی صورت　　اس گرفتاری سے بدتر سری آزادی ہے
کھنچے ہے خاک کی تصویر جو اس خوبی سے　　کاریگری ہے نہ یہ صنعت بہزادی ہے

مجکو معلوم ہوا عاشق دنیا کے حضور
منتقی نفس کشی پیشۂ جلادی ہے

تمھاری جو عادت ہے جور و جفا کی　　ہماری بھی خصلت ہے مہر و وفا کی
دیا ایک بوسہ نہ عناب لب کا　　مریض محبت کی اچھی دوا کی
بتون نے لیا مفت مین دل کو مرے　　دوہائے خدا کی دوہائی خدا کی
کہون کسطرح مین خرابات کو بد　　یہ بستی بسائی ہوئی ہے خدا کی
مکر جاتا ہے کرکے اقرار وصلت　　بگڑ جاتی ہے بن کے صورت صفا کی
رہا کرتے ہو سر بزا نو شب وصل　　ہٹا ہے ابے تم ہو گٹھری حیا کی ہے
مرا جسم خاکی بنایا ہے صانع　　کہ صنعت سے باندہی ہے گٹھری ہوا کی
مین لکھا گیا خط نشو تیہ اسکو　　مگر میری تقدیر میں ہے فنا کی ہے

وہ عطرِ گلاب آئے گلشن میں ملکر — بن آئیگی بلبل کی بادِ صبا کی

مجھے منتقی شاہ کو نہیں سمجھوں
اگر تو نے اُس شوخ کے دل میں جا کی

دل اگر طالبِ وصلِ بتِ ہرجائی ہے — مجکو معلوم ہوا اسکی اجل آئی ہے
شیفتہ ہوئیگا گرہ ہے تحریرِ ازل — آئیگی آئیگی جسکی کہ قضا آئی ہے
عشق بازی جسے کہتے ہیں جہاں کے اندر — خصمِ جان عقل کی ہو دشمنِ دانائی ہے
حوصلہ چاہیئے منھ چاہیئے لینے کو اُسے — مے صافی سے بھرا گنبدِ مینائی ہے
ڈھونڈھنا یار وفادار جہان میں ایدل — میری دانست میں دیوانگی دانائی ہے
پاس ہے پردہ نشین یار تری او غافل — غور سے دیکھ اگر قوتِ بینائی ہے
جلوۂ حسن مگر پھونک رہا ہے دلکو — دشمنِ اہلِ جان کی ہمارے تری رعنائی ہے
چشمِ وحشی کو تری ڈھونڈھ رہا ہو دلِ زار — آجکل مدِ نظر آہوئے صحرائی ہے
آئینہ پیش نظر رکھتا ہے ہردم شاید — اندنوں یار مگر محوِ خود آرائی ہے
جان تو بھول بھلیاں ہے دلا کوچۂ عشق — بچکے چل اس سے اگر دعوۂ دانائی ہے
آہ اظہارِ محبت سببِ فرقت ہے — تیری بدنامی بھی میرے لئے رسوائی ہے
خوبی و مہر مکافات ہے زہرِ قاتل — دشمنِ عاشقِ شیدا تری رعنائی ہے
نہ ڈرا شیخ عذابِ لحدِ تیرہ سے — اپنی جھیلی ہوئی برسوں شبِ تنہائی ہے
جو دکھانے کے لیے پڑھتا ہو دنیا میں نماز — ورنہ پہ ابلیس کے کرتا وہ جبہ سائی ہے
جب سے رکھا ہو قدم دشتِ جنوں کے اندر — خار ہیں میں ہوں مری آبلہ فرسائی ہے
موجِ گل آئی ہے شاید چمنِ عالم میں — جانبِ دشت طبیعت میری لہرائی ہے
خوبیٔ حسن پہ اپنے اُسے رکھتے ہے نگاہ — اندنوں یار وہ وابستۂ رعنائی ہے

منتقی جو کہ گدا ہے بے دنیا ہے دنی
تیر کے برچھے ہیں گویا سگِ سودائی ہے

یہ روح سگِ نفس کے حلقے میں گھری ہے — کس دیو کے پھندے میں گرفتار پری ہے
یہاں دم بہ دمی سے بھرے دردِ جگری ہے — غفلت ہو وہاں اور رستے ملے خبری ہے

بہشتی ہے مے ناب جہان رہتا ہو واعظ
مسکن ہے وہان شیر کا صہبا کہ تری ہے

دنیائے بدانجام و بداطوار کو دیکھو
اچھوں سے بُری رہتی ہے کھوٹوں سے کھری ہے

باریک سر مو سے سوا ہے کمر یار
یا عاشق جانباز کی کوتہ نظری ہے

ہو پیر نود سالہ کہ ہو مرد جوان سال
ہر دیدۂ بینا مین چراغ سحری ہے

دیکھا نہین تو نے نگہ مہر سے اسکو
یہ لوح دل اپنی تری فرد نظری ہے

لوٹا ہے ان آنکھون نے مری مردمکو
کہتی مری تیار تھے ہر نون نے چری ہے

فصل گل مین آئی ہو آتی نہین آواز
شاید بط مے طاق پہ نسیان کے دہری ہے

معدوم جو نظرون سے مری ہستی ہے ہر دم
ہے تار نگہ یا تری نازک کمری ہے

بھڑکا تھا ترے حسن کا جو طور پہ شعلہ
پیارے دل شیدا مین وہی جلوہ گری ہے

محتاج نہین منزل ہستی سے عدم تک
داغ جگری عشق کا زاد سفری ہے

اس منزل ہستی مین بہت آگئے گئے ہین
ہر ایک مقامی ہے ہر اک یہان سفری ہے

گر واشہین وہان زلف مسلسل پہ شانہ
کیون عاشق جانباز کو آشفتہ سری ہے

کیون زاہد و ابلیس سے نیکی کا ہے جویا
اے مشفق پیارے یہ تری بے بصری ہے

عشقبازی سے جسے پرہیز ہے
وہ ہے خوش قسمت نصیبہ تیز ہے

حق مین مجھ سے عاشق ناشاد کے
روز فرقت روز رستخیز ہے

گردش چشم بتان سے بھی
ابلق ایام سے بھی تیز ہے

تھے لئے اسکو نہ دیکھا ایکدم
عمر کا توسن نہایت تیز ہے

پھونکتا حسن آتش سے کوہ طور کو
خاک مین اپنی وہی آمیز ہے

آہ اپنی گر نہین شاخ چنار
اسقدر پھر کیون یہ آتش تیز ہے

پھول جھڑتے ہین زبان سے ہر گھڑی
کس قدر یہ شاخ بھی گلریز ہے

کاوش مژگان تری اے شہسوار
عمر کے شبدیز کو مہمیز ہے

سرو قامت کی رہ رکھتا ہو تشبیہ
مصرعہ برجستہ مضمون خیز ہے

توسنِ دیوانگانِ عشق کو | خارِ صحرائے جنون مہمیز ہے
جانتا ہون مین درمِ اخلاصِ یار | ہر سخن صاحب کا دل آویز ہے
عشق کا صحرا جسے کہتے ہین یار | اک بلائے بد ہے آفت خیز ہے
برسون کوئی عشق مین چھانی ہے خاک | دامن دل اپنا آفت خیز ہے
کیا عمل پوچھین گے میرے روزِ حشر | پاس میرے اُنکے دستاویز ہے

بزم مین اُسکو لیا آغوش مین
منتہی تو بھی نہایت تیز ہے

جو تعلق سے جہان کے دور ہے | شاد ہے آباد ہے مسرور ہے
حرص رفعت جسکے دل سے دور ہے | زیر پا اُسکے سرِ فغفور ہے
وہ بلائے دو جہان سے دور ہے | جو شراب عشق سے مخمور ہے
حاملِ بارِ زمانا ناصحا | جان سے بیکار کا مزدور ہے
جو کہ اُس دارِ فنا مین حق کہے | وہ بھی اپنے وقت کا منصور ہے
سن کے وہ آہ دل کہنے لگا | خوش صدائے کاسۂ تنبور ہے
نان نعمت دے کہ دے نان جوین | ہر طرح بندہ ترا مشکور ہے
سنگ راہ عشق جانان سے مگر | شیشۂ دل اپنا چکنا چور ہے
جذبۂ دل گر بغل مین ہے مرے | پاس ہے وہ یار جو کہ دور ہے
نغمۂ بلبل فراقِ یار مین | باغبان مجکو صدائے صور ہے
کرتے ہین مضمون تراوش دمبدم | شاعری کا دل مین اک ناسور ہے
جو کوئی ہے طالبِ دنیائے دون | مکر کا پتلا سراپا زور ہے
ہے برابر عیب کے اسکا ہنر | جو کہ اس دنیا مین بے مقدور ہے
بہرِ عاشق یار کا گیسو دراز | تار ہے زلفِ شبِ دیجور ہے
صدمۂ فرقت ہو یا ہو عیشِ وصل | جو اُسے منظور ہے منظور ہے
سکّۂ داغِ محبت گر نہین | بزم مین رندون کی بیقدر ہے

شرمگین ہے کیون رخ روشن ترا — جھلملاتا کیون چراغ طور ہے

قہر ہے کم ظرف کو بیت کمال — سحر پر پروانہ بہر مور ہے

جلوۂ جانان اگر ہر شے مین ہے — مجکو ہر ذرہ چراغ طور ہے

ہر امید وصل جسکی ساقیا — وہان مئے غفلت سے وہ مخمور ہے

قدر دان اوسکا زمانے مین نہین
منتہیٰ جس بات پر مغرور ہے

کیون کھینچتے ہو غیر پہ تلوار کس لئے — حاضر ہے آپکا یہ گنہگار کس لئے

اپنے مریض عشق سے ہنس ہنس کے یہ کہا — فرمائیے تو آپ ہین بیمار کس لئے

کاہیکو دل کسی سے لگاؤن ناصحو — بیٹھے بٹھائے مول لون آزار کس لئے

موئے کمر کا آپ کے لگتا نہین پتا — ہر روز مول لیتے ہو تلوار کس لئے

ظل ہما اگر نہ میسر ہوا نہ ہو — اوس یار کا ہے سایۂ دیوار کس لئے

گاہک نہین جو تم سر ہر اسد لگے مال کے — آباد ہے یہ دہر کا بازار کس لئے

گر تاک جہانک کی نہین عادت ہی آپکو — ہے جا بجا یہ رخنۂ دیوار کس لئے

فریاد میری وہ نہین سنتا نہین سنتو — آخر بنی ہے عشق کی سرکار کس لئے

بہر وصال عجز جو مین نے کیا کہا — کرتے ہین آپ مجکو گنہگار کس لئے

مانا کہ دنکو ہے تمھین رسوائیون کا خوف — اے حیلہ جو بنی ہے شب تار کس لئے

گر دل ہے بے کرم تو مشیخت ہے بے محل — گر سر نہین ہے دوش پہ دستار کس لئے

گویا جو ہوتے گیسوئے جانان تو پوچھتا — کرتے ہو پیچ تم صفت مار کس لئے

دنیا کی دولتسے کہو گر فارغ منتہیٰ
یہ ننگ کسلئے تمھین یہ عار کسلئے

کل شب وصل گر اوس سے ہی لڑائی ہوتی — ملک الموت کی کیا آج بن آئی ہوتی

صرف مین ساقی بدمست کے آئی ہوتی — رند میخوار کی گر نیک کمائی ہوتی

یار جو ہوتی محبت کبھو مجھ سے تجکو — اور حالت تری اتنک نظر آئی ہوتی

راز منصور کا کھلتا نہ کبھی تا دم زیست — مے الفت کی اگر اسمین سمائی ہوتی
ایک عاشق کبھی زندہ نظر آتا نہ صنم — گر ترے قبضۂ قدرت مین خدائی ہوتی
اے شب ہجر مرے گھر تجھے آنا تھا اگر — بنکے صورت ملک الموت کی آئی ہوتی
ابر رحمت ہوا سیراب زمانہ تجھسے — مگر اس دل کی لگی بھی تو بجھائی ہوتی
جنت و حور کا احوال عیان ہوجاتا — کوچۂ یار تک اپنی جو رسائی ہوتی
پاس سے میرے شب وصل اگر اٹھ جاتے — روح و قالب مین مری جان جدائی ہوتی
رنج فرقت کا تجھے حال عیان ہوجاتا — کر طبیعت تری پیارے کہین آئی ہوتی
کی فلک ہمکو عطا تھا کے بیماری عشق — ندیا ایسا مرض جسکے دوائی ہوتی
خبس دل کا تھا طلبگار بغیر از وصلت — مفت تب دیتے جو ہمنے پڑی پائی ہوتی
آہ مین نالۂ بلبل کے جو ہوتی تاثیر — آگ صیاد کے گھر مین نہ لگائی ہوتی
کوچۂ یار مین مدفن جو کبھی اپنی ہوا — خوب ہی خاک زمانہ مین اوڑائی ہوتی
اشکباری سے ڈبو دینی تھی یہ فرد عمل — یہ عمارت ابھی تدبیر سے ڈھائی ہوتی
یار سنتا کہ نہ سنتا یہ خدا ہی جانے — بات مطلب کی تو منھ سے نکل آئی ہوتی

مشفقی راحت کو نین اگر تھی منظور
چھاؤنی کوئے خرابات مین چھائی ہوتی

ہمارا خون جگر پیے شراب کے بدلے — ہمارا لے دل سوزان کباب کے بدلے
دیا ہے درد فلک نے شراب کے بدلے — عطا ہوئے ہمین پیری شباب کے بدلے
سوال گور مین حساب کرین گے آ کے نکیر — دکھاؤنگا خط قسمت جواب کے بدلے
طلب جو تم سے کیا بوسۂ دہن ہم نے — ذرا سے بات پہ تیور عتاب کے بدلے
ہزار بار شب ہجر مین ہوا بے ہوش — ہزار بار غش آیا ہے خواب کے بدلے

ہوا و حرص نے گھیرا ہے مشفقی اسکو
خراب ہوا دل خانہ خراب کے بدلے

شیفتہ اُسکا دلِ بے باک ہے — جسنے بھیجا آئنہ لولاک ہے
آئینہ کیا جام سے پاک ہے — دل ہمارا جوہر ادراک ہے
جو ترا دیوانہ بے باک ہے — دو جہان سے کے مجھنسے پاک ہے
گردش چشم صنم کے سامنے — اک تماشا گردش افلاک ہے
دیدۂ انجام بین کے روبرو — اک بگولہ گنبدِ افلاک ہے
جیب کیا ہا تو نے تیرے اے جنون — دل جوانان چمن کا چاک ہے
رشک سے رخسار و کاکل کے ترے — سنبل ابتر گل گریبان چاک ہے
نذر اہل قناعت کے حضور — دولتِ دنیا خس و خاشاک ہے
عالم نیرنگ کہتے ہین جسے — جانتا ہون مین طلسم خاک ہے
حلہ ہائے خلد کہتے ہین جسے — یار کی اُتری ہوئی پوشاک ہے
عشق کی آتش کا اِسکو دھیان ہے — دل بغل مین شعلۂ ادراک ہے
ابلق ایام کا ہون شہسوار — زیر ران اک توسنِ چالاک ہے
چاہئے سنبھلا رہے اسکا سوار — توسنِ عمر روان چالاک ہے
پیری آئی گی جوانی جائیگی — آگ جب تحلیل ہوگی خاک ہے
چادر مہتاب کہتے ہین جسے — یار کی اک ململی پوشاک ہے

لائے ساقی جوش گل آئے ہین
کب سے اس بنت العنب کی تاک ہے

روٹھے ہو آستین ہین تیور چڑھے ہوئے — آئے ہو تم کسی سے مقرر لڑے ہوئے
جاوے کوئی حرم کو کوئی دیر کی طرف — بیٹھے ہین ہم تو یار کے در پر اڑے ہوئے
نوکِ مژہ پہ عاشقِ شیدا کے اشک ہین — کانٹون مین جوہری کے ہین موتی پڑے ہوئے
قطرے عرق کے روئے بتِ سبز رنگ پر — لوحِ زمردی پہ ہین ہیرے جڑے ہوئے
مملو ہوا ہے داغ محبت سے دل مرا — [illegible]

فقرون پہ مدتو نسے لگا یا ہی یار کو | بر سو نسے ہین وہ داؤن پہ اپنے اڑے ہوے
زاہد تجھے گھمنڈ ہے خلد و بہشت کا | ہم بھی ہین اپنے یار کے در پر اڑے ہوے
تیغ انگنی کا جب سے اُس شوخ کو خیال | کوچے تمام شہر کے ہین کیا سڑے ہوے
احوال سن کے شیرین و فرہاد کا کہا | مردے اوکھاڑتے ہو پرانے گڑے ہوے
اللہ ری رعب حسن بتِ آتشین مزاج | دل موم ہو گیا جو ذرا وہ کڑے ہوے
مجمع ہوا جو شیخ و برہمن کا روزِ حشر | بندے بھشک کے سب سے الگ جا کھڑے ہوے

اس جنگ حسن و عشق کے میدان مین مصحفی
یار ون کے مدتو نسے ہین جھنڈے گڑے ہوے

جب فصل بہاری مین زنجیر نظر آئی | دیوانۂ گیسو کی تدبیر نظر آئی
جو خواب عدم مدت آنکھون مین رہا پھر | اُس خواب کی یہ دنیا تعبیر نظر آئی
دیکھا جو مہِ نو کو کل شب سرِ گردون پر | طفلی کی تری گویا تصویر نظر آئی
خاموش ہوا کاتب اعمال لکھے میرے | جب فرد مقدر کی تحریر نظر آئی
عالم کا مرقع کیا مجمع ہے حسینو نکا | جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
پھوٹکا دل دلبر کو بھیجا جو پیام وصل | اِس آہ کی مدت مین تاثیر نظر آئی
ترغیب سے دنیا کی ہوتے ہین خراب احباب | یہ مجکو شیاطین کی ہمشیر نظر آئی
شاہو نمین گدایو نمین زاہدو نمین رندو نمین | جسجا یہ نظر آئی تقدیر نظر آئی
یہ برق فلک کیسی اس دل سے گری میرے | ابرو کی کبھی جسدم شمشیر نظر آئی

اس فردِ مقدر کو المنتھے جب دیکھا
مجکو نہ کوئی اپنی تقصیر نظر آئی

نہین مگر بھی ہی اُس مہ سے مسیحا سے لڑائی ہے | شب فرقت نہین آئی ہے اپنی موت آئی ہے
مگر اُسنے گلی مین ایسی کیا تیغ آزمائی ہے | جو وہانسے چارپائی پر نکلتی چارپائی ہے
نہ شیشے مین ہے مے باقی نہ کیسی مین زرِ خالص | دم گوشہ نشینی ہے یہ وقت پارسائی ہے
ادہر دنیا کا لالچ ہے اودہر عقبیٰ کا کھٹکا ہے | یہ منزل دل کی ہے کونین کی جسمین سمائی ہے

اُڑا لایا پریوش کو مٹایا ہجر کا صدمہ
بھلا ہو جذبہ دل کا مری بگڑی بنائی ہے

نہ وہان خط رخ پہ نکلا ہے نہ یہان کمین کدورت ہے
چلے آئے نہین صاحب صفائی پر صفائی ہے

کیا ہے او فلک تو نے ہی پابند ہوس ہمکو
دیا ہے وہ مرض ممکن نہین جسکی دوائی ہے

وہان پر رند رہتے ہین جہان ہوتا ہے میخانہ
دلا شیر دلکا مسکن ہے وہان جیسا ترائی ہے

کیا ہے کن کے کہنے سے ہویدا ایک عالم کو
مگر صانع نے کیا سرسون ہتیلی پر جمائی ہے

مرا آہ دل سن سن کے وہ بیرحم یون بولا
کسی ہے اعتماد اسکا کہ جو تیز ہوائی ہے

سخاوت کے سبب سے آشنائی ہجر وصلت ہون
مری دریا دلی نے پار یہ کشتی لگائی ہے

کبھی دود دل ہوگا وہ آہ شرر افشان
نہین معلوم ہے کس لئے دھونی رمائی ہے

جتا کر راز الفت کو اٹھائے ہجر کے صدمے
بہت تھا منچلے دانا مگر کیا منہ کی کھائی ہے

مرجائیے فراق مین اسدرجہ روئیے
اس کشتی حیات کو اکدن ڈبوئیے

اپنے کئے کو آپ دل زار روئیے
اشکون سے اپنا نامۂ اعمال دھوئیے

نظرون مین جانچئے دُر دندان یار کو
تار نگہ مین آج تو موتی پروئیے

ارمان دل نکالئے اب کی شب وصال
انکو نہ سونے دیجئے خود بھی نہ سوئیے

چالاکیان شباب کی طفلی کی شوخیان
ہر وقت یاد کیجئے اور خوب روئیے

جرأت کو دل کی طاقت و ہوش و ہواس کو
کس کس کو یاد کیجئے کس کس کو روئیے

کیون نقد دلکو دیجئے بے وصل ناصحا
اس مال بیبہا کو کیون مفت کھوئیے

رکھتے ہین جو کہ کوچہ سفاک مین قدم
انسے کہو کہ زیست سے بھی ہاتھ دھوئیے

دل دی کی ان بتون کو جو ایذائین جھیلئے
اس سے ہر اک پہاڑ کے پتھر نہ ڈھوئیے

رونے سے ہاتھ آئے اگر دولت وصال
یون روئیے کہ زورق گردون ڈبوئیے

ہاتھ آئے ہمکو گنج قناعت جو منچلے
پھیلا کے پاؤن چین سے تا زیست سوئیے

خائن ہین جمع ساری ریاست خراب ہے — ہے راشیون زور عدالت خراب ہے

جبدن سے دور ہے فلک دون پرست کے — حیران ہین شریف شرافت خراب ہے

پابند وضع ہو کے ہوا ہون ذلیل و خوار — مین خود خراب ہون مری محنت خراب ہے

بے ننگ و بے حجاب ہین دنیا مین سرفراز — اہل حیا و صاحب عزت خراب ہے

حصے مین اندنون ہے شریف نجیب کے — سنتا تھا مدتون سے مصیبت خراب ہے

دام بلا ہے حلقۂ تسبیح شیخ و شاب — ہا تو نے ناکسون کی عبادت خراب ہے

ولہ

اس ایک جان زار پہ کیا کیا عذاب ہے — فکر معاش ہے کبھی روز حساب ہے

پیری ہی نہین ہے جان بشر کو عذاب ہے — کچھ لطف زندگی ہے تو عہد شباب ہے

ویران دل ہے جو نہین مسکن ہے یار کا — جسکا مکین نہین ہے وہ خانہ خراب ہے

رندون کو دے شراب جو ممکن ہو ساقیا — تشنہ لبون کو پانی پلانا صواب ہے

اک ہفتہ مین رقم ہوا احوال کائنات — دنیا تمام سات ورق کی کتاب ہے

تمنے تو سات پردون مین منہ کو چھپا لیا — معلوم یہ ہوا کہ کسی سے حجاب ہے

دم دیکے آج نقد دل و دین تو لے لیا — وہ دن بھی رکھو یاد کہ روز حساب ہے

دیتا ہے دمبدم مجھے جام شراب ناب — ساقی کا اندنون تو کرم بے حساب ہے

کس بحر حسن کا لب دریا گذر ہوا — چشم حباب صورت چشم پر آب ہے

صورت تمام ہستی ناپایدار کے — دہوکا ہے نقش آب ہے موج سراب ہے

آتش شراب شوق کی بھڑکی ہے اسگھڑی — پہلو مین دل نہین ہے ہمارے کباب ہے

بازار مین جہان کے جو کچھ لیا دیا — اسکا حساب آپ سے روز حساب ہے

قابو مین ہے نہ دل نہ جگر پر ہے اختیار — اس منتہی سا کوئی بھی خانہ خراب ہے

ولہ

آہ جگر خراش کی تاثیر دیکھئے — اس دل کو میرے دیکھئے یہ تیر دیکھئے

چھاتی پہ ہے وہ چاند سی تصویر دیکھئے — کس اوج پر ہے اختر تقدیر دیکھئے

سینے مین دل نہین نظر آتا ہے اندنون — اک روز اوسکی زلف گرہ گیر دیکھئے

ملک عدم کو کھچتی ہے وحشت دلی
کھتی ہے اب قدیم کی جاگیر دیکھیئے

کھاتا ہے تیغ اُلفت جانانہ سے منتھے
رکھتا ہے پاس ہمت مردانہ منتھے

رکھتا ہے دل مین اُلفت جانانہ منتھے
بھرتا ہے کیف عشق سے پیمانہ سے منتھے

وصلت مین گاہ گاہ ہو فرقت مین مبتلا
ہوشیار ہو کبھی کبھی دیوانہ سے منتھے

کیا دیکھتا ہون رات کو بزم وصال مین
ہو شمع روئے یار کا پروانہ منتھے

سنکر پیام وصل یہ اس شوخ نے کہا
کیا ہو گیا ہے اندنون دیوانہ سے منتھے

بے دیکھے جلوہ یار کا دل شیفتہ ہوا
بے آگ کے جلا ہے مرا خانہ سے منتھے

آیا نہین ہے خط رخ رنگین یار پر
پہنچا زوال حسن کا پروانہ سے منتھے

نیرنگ حسن یار کا اس مین خیال ہے
سینہ ہے دل کا یا ہے پریخانہ منتھے

کیا میکدے مین دہر کے کٹتی ہے زندگی
بھرتا ہے اپنی عمر کا پیمانہ سے منتھے

اہل دول کو خیر سے نفرت ہے اندنون
جس جا ہے گنج وہان یہ ہے ویرانہ منتھے

قبضے مین جسکے دل ہو اُسی کے فراق مین
پھرتا ہے صورت سگ دیوانہ منتقے

وہ نامہ بر مرا باغ و بہار آتا ہے
خوشی ہو دل کہ کوئی دم مین یار آتا ہے

مین تیر پیشۂ صدق و صفا سمجھتا ہون
اُسے جبے کہ سنگ نفس مار آتا ہے

اذان دی کعبہ مین ناقوس دہر مین پھونکا
ہر ایک جا تجھے عاشق پکار آتا ہے

غبار دشت سمجھتا ہے دیدۂ بینا
بلند اسکو نظر جو مزار آتا ہے

فزون ہے لحظہ بلحظہ وہ حسن روز افزون
دلا ہوشیار کہ وقت شکار آتا ہے

عدم سے عالم امکان مین منتقی پیاری
دہرا ہے کیا جو یہان بار بار آتا ہے

جہان مین کون مجھسا خوش بیان ہے
مری گہٹی مین بلبل کی زبان ہے

چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بہٹی کا دہوان ہے

چھلکتا جو ہے اس دل مین شب و روز
کسی بلبل کا شاید آشیان ہے

نہ لاف زمزمہ کر دیکھہ بلبل
سری منھہ مین بھی آخر کو زبان ہے

برہمن دیر مین کعبہ مین ہر شیخ
جسے دل ڈہونڈہتا ہے وہ کہان ہے

مبارک شیخ تجکو جنت و حور
مرا سر اور اُسکا آستان ہے

چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے

بہت سے خوبیان ہین مہروش مین
مگر یہ عیب ہے نا مہربان ہے

سنبھل کر صحن دل مین یار جانا
یہ شاہِ عشق کا پیارے مکان ہے

کھلے ہین ہر طرف کو تختۂ گل
الٰہی کون اسکا باغبان ہے

عدو جو بے اثر کرتے ہین نالے
سمجھتا ہون مین غوغائے سگان ہے

جسے کہتے ہین خورشید قیامت
صف عشاق کا زرین نشان ہے

آلھی منتھے اہل توکل
ترے خوانِ کرم کا مہمان ہے

آج کل حال ایسا ابتر ہے
زندگی موت کے برابر ہے

کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب
کوئی دارا کوئی سکندر ہے

اک قطرہ ہے بحرِ الفت کا
مین سمجھتا ہون اک سمندر ہے

نالہ دل کھول کر کرون کیونکر
کہنہ سقف فلک پہ سر پر ہے

حور و جنت کو کیا کرون لیکر
دل مین بندہ کے یار کا گھر ہے

تیرے یاقوت لب کے آگے ماہ
لعل بھی ایک لعل پتھر ہے

عشق بازی مین ایک ہین دونون
اسمین مفلس ہے یا تونگر ہے

آتش عشق سے بہت ہے شاد
دل بغل مین ہے یا سمندر ہے

دل اہلِ ہنر بھی دنیا مین
میری جانب مین معدن زر ہے

کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب
کوئی دارا کوئی سکندر ہے

بعد مرنیکے منتھے پیارے

حال شاہ و گدا برابر ہے

مستی ہی کیفِ عشق جنابِ امیر کی — بیہوشی ہو مجھے مئے خم غدیر کی

آہِ دلِ غریب نکلتی ہے جسگھڑی — آواز آتی ہے مجھے ناوک کے تیر کی

سو داغ اسمین رہتے ہین ہاتھوں سے یار کے — پہلو مین دل ہے یا کہ ہو گدڑی فقیر کی

عاشق کو پاس سے نہ جدا کر تو شاہ حسن — ہوتی بادشاہ کو حاجت وزیر کی

قشقہ جو کھینچا ہے ہمنے جبین نیاز پر — دنیا سے دو ہان کے سینے پہ گویا لکیر کی

اقرار سے جو جمال کے دل شاد ہوگیا — کیا بات ہے صنم سخنِ دلپذیر کی

ہے ایک آرزو کا یہ مسکن ہے یا کریم — دل ہے ہمارا یا کہ ہے بستی فقیر کی

غافل ہے یار عاشقِ شیدا کے حال سے
صیاد کو خبر نہین مرغِ اسیر کی

تمت

اعلان

اس دیوان منتھی کا حق تصنیف وتالیف نواب میر خیرات علیخاں صاحب بہادر نے اس راقم کو عنایت کیا ہے اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی ہی کوئی صاحبان مطابع و غیر مطابع قصد طبع نہ فرمائین بعوض نفع نقصان نہ اٹھائین جسقدر جلدین خریدنا منظور ہون راقم سے طلب فرمائین علاوہ اسکے ہر اک قسم کے کتب قلمی مثل خوش خط و چھاپہ و غیرہ کے موجود ہین جسکی فہرست آدہ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے سے روانہ ہوسکتی ہے اور کل کیفیت و قیمت وغیرہ کا حال معلوم ہوسکتا ہی فقط

راقم

سید رستم علی تاجر کتب ساکن حیدرآباد دکن محلہ دارالشفا روبروے شتر خانہ سرکار عالی

علاوہ اسکے یہ دیوان اور جملہ اقسام کے کتب مقام شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مرادآباد دوکان سید حسین علی سوداگر

قصیدہ مدحیہ نواب مختار الملک بہادر مرحوم

قدم مہر سے روشن جو ہوا برجِ حمل | چمنستان مین بھڑکی لالہ و گل کی مشعل
گل پہ گل کھلتے ہین ہر دم چمنِ ویرانہ مین | شجرِ خشک سے کوپل پہ ہے پھولی کوپل
باغبان پھرتے ہین ہر سمت کو اینڈے اینڈے | پوچھتے پھرتے ہین دہقان کہان تھا جنگل
کثرتِ لالہ و گل ایسی ہی ہر سمت کو ہے | ڈھیر پھولون کا ہے صحرا مین ہر اک سینۂ تل
کتھیان کھل گئین غنچون کی چلی بادِ بہار | جز مفصل نظر آتا نہین مجکو مجمل
گل کئے غنچۂ گل خوب نسیم سحری | وا کیا دل پہ مرے عقدۂ لاینحل
چھوکے اس باغ کا سنبل جو صبا خلد برین جائے | گیسوے حور کے کھل جائین ابھی بار زحل
حور بھی آئے اگر سیر کو اس گلشن کے | شکل ادریس پیمبر بخدا جائے بدل
گرد یون نرگس شہلا کے ہے سوسن کی بہا | چشم معشوق کا جسطرح کہ پھیلے کاجل
چھوڑ کر آجکل ایسے چمنستان کی بہار | مین نجاؤن جو کہے کوئی کہ مجھے خلد مین چل
زور ہے ابر کی تراوت کا زمانہ مین کمال | بھیگ جائے نہ کہین بادِ صبا کا آنچل
آب پاشی کے لئے ہر روش گلشن کے | لکۂ ابر نے پانی سے بھری ہے چھاگل
یہ سمجھے ابر بہاری پہ یقین ہوتا ہے | حور آئی ہے کوئی اوڑھکے کالا کمبل
داغ پر لالۂ حمرا کے یہ سوجھی پھبتی | گویا آغوش مین مریخ کے بیٹھا ہے زحل
صبحدم جب گل خورشید فلک پر نکلا | مین یہ سمجھا کہ کسی جھیل مین پھولا ہے کنول
سبز و خرم یہ ہوا ہے کہ اثر سے اوسکے | شیشۂ سبز بنے شعلۂ نار منقل
ہے ہوا بسکہ صفا خیز و کدورت رفتہ | صورت آئینہ روشن ہے زمین کا ہر دل
ہو نمکس پردۂ فانوس سے جیسے ظاہر | یون زمین سے ہے عیان صورت قارون عمل
نام بیمار نہین بیٹھا ہے خاموش طبیب | دردِ سر دور ہے بیکار پڑا ہے صندل
لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے نسیم سحری | دہن غنچہ سے آتی ہے صدا دیکھ سنبھل
استراحت ہو جو انان چمن کو جسمین | صحن گلشن مین بچھایا ہے صبا نے مخمل
سر دۂ غیر [illegible] صفا نے اسکے | حال کسطرح سے ہے پیش نظر مستقبل

قوت نامیہ گویا ہین سہے گی اید ل — نخل نکلین گے زمین سے لئے ہر شاخ مین پھل

یہ صدا غیب سے آئی مجھے کل وقت سحر — جلد تو پھر خدا پردۂ غفلت سے نکل

کیا ارادہ تھا ترا اور کدہر جاتا ہے — منتقی ہوش مین مان کہا دیکھ سنبھل

جب سنین مین نے یہ اس سحر سخنان نیکخواہ — صورت مہر فلک جلد چلا سر کے بھل

مدح کر اسکی جو ہے مدح کے شایان نادان — رنج راحت سے ترا آن مین ہا جائے بدل

آبلا ایکبار مرا دل تری مدحت کیلئے — گویا آمادہ تھا دعوت کو سلیمان کی نمل

حوصلہ تنگ ہوا قصد کیا جب مین نے — دل نے ایکبار کہا یہ بخداوند ازل

کیسا ہی علم ہو انسان کو نہ ہو مدح تری — لاکھ پر نکلین فلک پر کہان اوڑ جائے نمل

جام جم سے ہے سوا صاف ترا آئینہ دل — نور ایمان سے مگر اسکو کیا ہے صیقل

فہم بقراط سے اک نقطۂ موہوم ترا — علم اشراق ہے تیرا سخن مستقل

آفرین کہتے ہین افلاک ملایک تحسین — دیکھکر دور زمانے مین ترا حسن عمل

کار خلقت سے ترے دیدۂ دلکو [illegible] — سبع سیارہ کی صورت سے نہین دم بھر کل

ناخن فکر سے اپنے چمن عالم مین — وا کئے سیکڑون ہین عقدۂ ما لاینحل

دہیان آیا جو ذرا عدل کی جانب تیرا — آشیان بنگیا گنجشک کا شاہین کی بغل

دہن گرگ ہوا ہے دہن ساغر گل — پنجۂ شیر بنا ہے صفت ناز و [illegible]

یون زمانے سے ترے دور ہوا فسق و فجور — اہل اسلام سے جیسے ہے شرف لات و ہبل

عدل و انصاف سے معمور ہے یون دل تیرا — جیسے خوشبو سے بھری رہتی ہے غنچے کی بغل

سر اوٹھایا ہے ترے دست کرم نے جب سے — آگیا حاتم طائی کی سخاوت مین خلل

ہے یہی ہمت عالی کا تقاضا ترے — ہاتھ تو آئے مرے دولت قارون و غل

تیرا ثانی نہین مجھکو نظر آتا ہے کہین — اسکا کچھ ذکر نہین جو کہ ہو مرد احول

جاے تنگ اسمین نہین کچھ کہ عیان ہے چنان — سیکڑون مفلس و محتاج کئے اہل دول

عہد حاتم کا گیا دور فریدون گذرا — نام ہے آج سخاوت مین ترا ضرب مثل

ڈال ہے نخلِ شجاعت کے وہ تیغِ بُرّان داغِ خون پھول ہے جسکا سرِ اعدا ہے پھل
سامنے اُسکے وہ ہو سیر ہو جو جینے سے منھہ چڑہاتا ہے اُسکے وہی جسکے پھرے سر پہ اجل
جو ہر اُس تیغ دو دم مین جو نظر آتے ہین مرغِ جان کے لئے اعدا کے وہ ہین دامِ اجل
دمِ شورش یہ صدا اُسکی زبان سے آئی ایک ہے سامنے میرے خس و خاشاک و جبل
جب وہ کھچتی ہے کہین رعب سے اُسکے دمِ نیز شرم سے تیر چھون کے رنا بیکے نکل جاتے ہین پل
رُعب ایسا ہی ترے تیغِ شجاعت کا ہوا رستم گود گیا موت کے حیلے سے تل
کیا بیان ہووے ترے اسپ کی چالاکی کا ایک ہے گرد روئے زمین اور اسی پشت جبل
شوخیان کرتا ہے وہ چال مین ایسی ایسی جیسے کم سن کوئی معشوق نہایت اچپل
باگ لے اُسکی اگر راکبِ فرخندہ خصال دامنِ زین سے نگہ اُسکے کہان جائے نکل
جست و خیز اپنی دکھا دے وہ اگر شوخ مزاج آسمان سر پہ ہو گہ زیر قدم ہو بادل
طور تمثال جو ہے فیل سواری کا تری کوہ ہے جسکے مقابل مین بجائے خردل
چال وہ جلد کہ جیسے ہو شبِ عیش رواں دوڑ وہ تیز کہ جسکے رہے پیچھے چنچل
خلق کہتے ہے عماری مین ترا دیکھ کے حسن وہ ہے خورشید فلک اور یہ ہے برج حمل
ہے وہ خرطوم دیا جادہ کوہ ظلمات تمتقِ نور ہین یا دانت ہین پیوستہ نہین حل
ہے وہ خرطوم سیہ گیسوئے جانانسے دراز ساقِ معشوق ہین وہ دانت کہ دل ہو بیکل
نسب تیرہ مین نہین اسکو کسی شئی کی ضرور سونڈ ہے جائے عصا دانت ہین جائے مشعل
عرض یہ کرتا ہے اے خالقِ ہر جن و بشر پھر ہفتاد و سلہ منتہے عبد اقل
تاکہ ہین حاکم و محکوم جہان کے اندر تاکہ ہے عاشق و معشوق کا دنیا مین عمل
تا رہے عابد و زاہد سے زمانا معمور تا خلا دورِ جہان مین ہے نہایت مشکل
تاکہ ہے کوئے خرابات مین رندونکا ہجوم تاکہ ہے مسجد عادینہ مین نیکونکا عمل
مہر و مہ کی رہی جبتک کہ یہان آمد و رفت سقفِ افلاک پہ جب تک کہ رہی برج حمل
پیچ مین اسکے رہے تاکہ دلِ عاشقِ زار زلفِ مشکین مین حسینون کے رہین جبتک بل

صاحبِ عز و شرف آپ کا مختار الملک

قطعات تاریخ وفات جناب مرزا امیتا بیگ صاحب متخلص بہ منتہی

از نواب میر خیرات علیخان بہادر متخلص بہ سخی رئیس دار الریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد دکن تلمیذ رشید منتہی مرحوم و مغفور

منتہی تیغ جفا سے نا حق ہو گئے حیف کی جا ہی بیدم
دہیان تاریخ کا آیا جو سخی لکھی تاریخ تو اریخ الم
۱۲۸۸ھ

از لالہ انبا پرشاد صاحب ہنر تلمیذ سخی

ازجہان صد حیف چون سوے جنان یک بیک آن شاعر یکتا برفت
سال تاریخش چنین گفتم ہنر منتہی ایے وایے از دنیا برفت
۱۲۸۸ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان

از نواب میر خیرات علیخان بہادر سخی شاگرد منتہی مغفور

شعر کیا کیا سخی ہین رنگا رنگ گل رنگین ہے منتہی کی بیاض
طبع دیوان ہوا یہ لکھ تاریخ قابل دید ہے یہ فکر ریاض
۱۲۹۱ھ

از حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکھنوی

منتہی جو حضرت آتش کے شاگرد و ممن تھے منتہی اہل سخن ہین ستھے یہ ثابت ہے صریح
چھپ رہا ہے اونکا دیوان لکھد سال او سکا جلال یہ کلام منتہی سب ہے انتہا کچھ ہے فصیح
۱۲۹۱ھ

از مرزا غلام علی صاحب جوش مندراسی

جان کلام منتہیان منتہی الکلام   هر معنیش ظهیر دل و ظهر منتهی
تاریخ طبع گشت چه مطبوع طبع جوش   دیوان منتهی بود از بهر منتهی ۱۳۱۱ھ

از مولوی آغا حسین مرزا صاحب ہجر لکھنوی حال وارد حیدرآباد دکن

تلمیذ رشید تدبیر الدوله منشی سید مظفر علی خان اسیر لکھنوی

ان منتہی شاعر برتر خیال و فکر   کان داشت شیشۂ می مضمون بطاق عشق
ہر ہفت طبع شاہد نظمش چو یافته   از بہر سال ہجر بگفته لی مذاق عشق ۱۳۱۱ھ

از میر ضامن علی صاحب ضامن لکھنوی شاگرد تعشق

زافضال حق ببلبل صدره ست ہمصفیر   بنگر عروج مرتبه شان منتهی
ز انصاف نگذرم که نباشد مجال کس   وصف کمال رتبه شایان منتهی
ہرگز ز من رقم سن فصلی نمیشود   پیوند جان نمیشد اگر جان منتهی
جوشد حی لطیف نشاط سخن مدام   شاعر پسند از لب دیوان منتهی ۱۳۱۱ھ

از میر نواب علی صاحب کامل لکھنوی حال ساکن حیدرآباد

یه دیوان سید رستم علی صاحب نے چھپوایا   دکھایا زور کامل بحر امواج فصاحت کا
نگارش طبع کی تاریخ کمرو میں یہی ہم نے   یه دیوان منتہی کا ہے کہ جوہر ہے سلاست کا ۱۳۱۱ھ

از سید علی رضا صاحب فکر حیدرآبادی تلمیذ اشک لکھنوی

آفرین اوراق فزوده زیب طبع   طبعزاد و فکر و شوق منتهی
راست میگویم نیامد در جہان   صاحب اشعار فوق منتهی
فکر چون در خواستم تاریخ طبع   گفت ہاتف سال لی نعوق منتهی ۱۳۱۱

از میر مہدی صاحب ضیا لکھنوی

شایع کیے ہین خلق مین کیا گوہر ثمین — کیا پوچھنا ہے ہمت رستم علی کا واہ
کہی ضیا نے طبع کی تاریخ اسطرح — دیوان خوب طبع ہوا منتہی کا واہ ۱۳۱۱ھ

از لالہ شنکر پرشاد صاحب افضل سرشتہ دار توشکخانہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

چھپا کیا خوب دیوان منتہی کا دید کے قابل — مضامین علا سی رنگ ظاہری طبیعت کا
نکیوں ہو عقل حیران اپنی فکر سال مین افضل — یہ دیکھا آئنا شفاف ہے حسن فصاحت کا ۱۳۱۱ھ

از میر زوار حسین صاحب وکیل متوطن سرسی تلمیذ جلال لکھنوی

لوح دنیا سے مثل حرف کے جب — مٹ چکے منتہی کوکب طبع
حیف ای چرخ خصم اہل کمال — اونکا دیوان ہوتا ہے جب طبع
کہد و تاریخ طبع وارفتہ — سخن منتہی ہوا اب طبع ۱۳۱۱ھ

از میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

طبع شد اکنون کلام بیمثال — ہست فیض عام از سعی سخی
بہ مسیتا بیگ نام نامیش — در دکن مدفون شد و بد لکھنوی
یاس از دل بہر سال طبع او — گفت فکر منتہای منتہی ۱۳۱۱ھ

از منشی دہنپت رای صاحب محقق لکھنوی

بحروف منقوطہ

گشت دیوان منتہی مطبوع — ای محقق چہ نادر و بجستہ
گوہر نادر ز معجمہ سالش — سخن عمدہ زبان اور ۱۳۱۱

از میر فیاض علی صاحب اثر تلمیذ سخی

شک اسکو نہین ہے کیون کسلی ہے حال برا — امین کیون کرتے ہو حیف یہ غم ہے کیسا
ہای شادی ہے کہ مدت کے کہین بعد از آج — ای اثر منتہی مقتول کا دیوان چھپا ۱۳۱۱ھ

از حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی نبسہ میر علی اوسط رشک

چھپوایا سخی سنے منتہی کا دیوان — دنیا مین رہیگا نام اوستاد سخی
وہ طبع ہوا ضیا نے تاریخ کہی — لو اب دیکھو کلام اوستاد سخی
۱۳۱۱ھ

از انبا پرشاد صاحب ہنر تلمیذ سخی

مین ہزارون طرح کی گلکاریان شعر مین — غور گر کیجی تو رشک جنت رضوان ہے یہ
فکر کی تاریخ کی جب بلبل دل نے ہنر — کہدیا اک بوستان بیخزان دیوان ہے یہ
۱۳۱۱ھ

از نواب مرزا مہدی حسین خانصاحب رفعت تلمیذ جلال

سے فی الحال طبع گشت چو دیوان منتہی — خوش فکر و نکتہ سنج و سخن فہم خوش بیان
رفعت نوشت مصرع تاریخ طبع او — دیوان بیمثال چہ مطبوع عاشقان
۱۳۱۱ھ

از اصحاب الدین صاحب رفیق تلمیذ سخی

کھلا ہے عجب گلشن منتہی — خزا نہین ہی جسکو نہین کچھ زوال
ثنا اسکی کیا مجھسے ہوا ی رفیق — فصاحت بلاغت کا ظاہر ہے حال
جو کی فکر دل نے زد سے بھار — کہا یہ چھپا نسخہ بیمثال
۱۳۱۱ھ

از میر اصغر حسین صاحب ناجی حیدر آبادی

میر رستم علی پاک دل و خوش خو نے — آج چھپوایا وہ دیوان کہ نہین جسکا جواب
منتہی کا ہے کلام اسمین نہین شبہہ و شک — ہے ہر اک مصرع رنگین لالی خوش آب
کیا در لفظ ہین کیا لعل معانی ہین واہ — نقد جانسی ہے خریدار ہر اک شیخ و شاب
ہو چکی طبع یہ منظم اب گل گلزار سخن — چمن دہر مین مہکین گے بالطف و ہاب
عندلیب چمن طبع نے فورا ناجی — نام تاریخی دیوان کہا باغ شاداب

ایضاً ۱۳۱۱

دیوان منتہی فلک جاہ چھپ گیا — بے مثل و بے نظیر ہے گفتار منتہی
ناجی کہو یہ مصرع تاریخ طبع اب — زیبا چھپی نتایج افکار منتہی

اشتہار

ہماری دوکان واقع شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد اباد مین سوائے کتب مندرجۂ فہرست شمولہ دیوان ہٰذا ہر قسم کی کتب عربی و فارسی و اردو مطبوعہ ایران و مصر و ہندوستان وغیرہ کہ جسکی فہرست کلان مع فہرست سامان دیگر چھپ ہو کر شایع ہوتی ہے موجود ہین حسب فرمایش خریداران بقیمت نقد یا بذریعہ ویلو پے ایبل روانہ ہو سکتی ہین اور سوائے کتب ہر قسم کا سامان ساخت ولا و ہندوستان وغیرہ تجارتی بھی موجود ہے اوسکی قیمت بھی بطریق مذکورہ لیجائیگی و نیز بطریق مذکور روانۂ خدمت طالب ہوگا — فہرست کلان مذکور اوہ انہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مرسل ہو سکتی ہے اور جو سامان سوا مندرجہ فہرست کے علاوہ جو صاحب طلب فرمائین گے وہ بھی بایں صورت مرسل ہو سکتا ہے کہ فی صدی تین روپیہ حق کمیشن لیا جائیگا — محصول ذمہ خریدار رہیگا

فہرست مختصر کتب منظومہ یعنی دواوین و مثنویات و قصائد

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عہ ۸ر	کلیات سودا	عہ ۸ر	کلیات سلمان ساوجی
عال ۸ر	کلیات قدر بلگرمی	عال ۸ر	کلیات ظفر در چار جلد
۱۰ر	کلیات مومن	عہ ۴ر	کلیات انشاء اللہ خان
عہ ۶ر	کلیات میر تقی	۱۴ر	کلیات امیر اللہ تسلیم
۱۲ر	کلیات نظام رعنا	۱۰ر	کلیات صنعت
عال ۹ر	کلیات انوری	عہ ۸ر	کلیات بیدل
عہ ۱۰ر	کلیات سعدی	عہ ۱ر	کلیات عرفی
عہ ۱۴ر	کلیات جامی		کلیات شمس تبریز
۸ر	دیوان رسوا	۸ر	دیوان غنی کشمیری
[illegible]	[illegible]	عہ ۸ر	دیوان شورش عشق

قیمت	نام کتاب
۸ر	دیوان سالک
۸ر	دیوان مظہر جان جانان
۱۰ر	آفتاب داغ
۳ر	دیوان ضامن
۱۰ر	دیوان حضرت امیر المومنین علی
عمہ۸ر	دیوان لطافت
عمہر	دیوان فاخر
عہ۸ر	دیوان ریاض صابر دہلوی
عہر	دیوان سکین
۸ر	دیوان قلق
۴ر	دیوان غالب دہلوی
۵ر	دیوان ذوق
۱۴ر	چمن بے نظیر
۴ر	دیوان سحر
۲ر	دیوان عاشق
عہر	ترجمۂ قصاید عرفی
۴ر	دیوان جرار
۱۱ر	دیوان امیر مسمی مراۃ الغیب
۳ر	دیوان خواجہ میر درد
عاں	دیوان ظہوری
عہ۲ر	دیوان حافظ چاپ بمبئی
۱۰ر	دیوان امانت
عاں۸ر	دیوان اشک جلد دوم
۸ر	شرح رباعیات جامی
۸ر	دیوان چمن
عاں	دیوان محی الدین عربی
۱۰ر	دیوان رفعت
۸ر	دیوان وفائی
عہ۸ر	دیوان مہر بیان
عہ	دیوان شاد
للعہر	دیوان متنبی طبع کلکتہ
۱۲ر	دیوان شاہ تراب
۴ر	دیوان سخن
۷ر	دیوان رند
۸ر	دیوان جرأت
۵ر	مجمع الاشعار
۱۰ر	دیوان شائستہ
۱۰ر	دیوان واسطی
۸ر	بہارستان سخن
۳ر	دیوان نیاز
۳ر	دیوان لطف
سے	دیوان جلد اول میاں رشک
عاں	دیوان رطب العرب از مفتی سید محمد عباس صاحب مغفور
۲ر	دیوان نعمت خان عالی
۱۲ر	دیوان گلزار خلیل
عہ۸ر	دیوان منتہی مرحوم تلمیذ آتش طبع تازہ
[illegible]	[illegible]

مثنویات

قیمت	نام کتاب
عہ	مثنوی نیرنگ تقدیر
۱۲؍	مثنوی مظہر العجائب تصنیف ضمیر
۸؍	مثنوی تحفۃ الاسرار جامی
۴؍	مثنوی عبرت افزا
۳؍	مثنوی تحفہ جعفری
۵؍	مثنوی طلسم جہان
۱۰؍	مثنوی گلزار نسیم
۲؍	مثنوی رموز العاشقین
۲؍	گلدستہ معنی
۲؍	مثنوی دریاے تعشق
۴؍	مثنوی نان و حلوا و شیر و شکر
عہ۱۲؍	مثنوی گل باغ ارم
۸؍	مثنوی مہر و مشتری
۸؍	مثنوی خسرو و شیرین آصفی
۳؍	مثنوی غنیمت
۸؍	مثنوی شمس فیض
۴؍	مثنوی امیر حسن دہلوی
۶؍	مثنوی فرحت افزا
۱؍	اندر سبھا امانت

قصائد

قیمت	نام کتاب
۶؍	قصیدہ امالی
۱؍	گلدستہ محمدی
۱۲؍	قصیدہ نجم الضیا
۰؍	قصیدہ در مدح علیؑ
۱۰؍	قصیدہ نظم الدرع
۴؍	گلدستہ دکن
۲؍	گلدستہ نعت
۰؍	قصیدہ قمر الدیجان